[illegible] السالکین

سراج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از طرف مترجم

خداوندا کروبیونکو پایۂ قربت سے اور روحانیونکو صفائی طینت انبیا کو وحی اور الہام سے اور
صدیقین کو راستی کلام عارفین کو نور معرفت سے اور عابدین کو سرمایۂ عبادت سے سرفراز کیے ہین کہ
ما عرفناک حق معرفتک ہم دور افتادہ جسم کی کثافتونمین آلودہ وحی کے انوار سے [illegible]
درستی اقوال سے کوسون دور معرفت سے عریان عبادت سے گریزان کیا کہین ہمنے تو کچھہ جانا
نہ پہچانا نہ اتنی بضاعت کہ کچھہ جانین نہ اتنی ہمت کہ کچھہ پہچانین نہ اتنی فراست کہ تجکو سمجھہ سکین
نہ اتنی طاقت کہ کچھہ تیرا وصف لکھہ سکین قطعہ مین کیا ہون اور یہ حوصلہ مجھہ روسیاہ کا + جو لکھہ
سکون نعت تیری عز و جاہ کا + خاموشی از ثناء تو ثناء تست + لا احصی جب ہو قول شفیع
گناہ کا + اور اے رحمت عالم فخر بنی آدم تیرے اصحاب باعث ادراک پرتو جمال کے اور تابعین و تبع
تابعین بوجہ بہتری حال کے اور شہدا بسبب جانبازی کے اور صلحا بجہت سرفرازی کے اگر تیرے وصف مین
کچھہ کہین تو ممکن ہے گو تیری شان کے مطابق نہو نہ یہ بندہ اپنے کردار سے شرمندہ اعمال خیر سے تہیدست
نشاء عصیان سے سرمست کیا لکھے اور کیا کہے شعر لا یمکن الثناء کما کان حقہ + بعد از خدا بزرگ

تو ہی قصہ مختصر + اسلئے ہدیۂ درود و پیشکش خدام والا مقام اور خلفاء کرام اور اہل بیت
عظام اور اصحاب اطہار اور آئمہ کبار کرکے امیدوار رحمت اور طالب شفاعت ہے شعر خدایا
رحمی ای منعم کہ درویش بسر گویت + در دیگر نمیدا ندرہی بگیر نمیگرد + بعد اسکے خاکسار حقیر فقیر
محمد منیر عفی عنہ خدمتمین ارباب ذوق اور اصحاب شوق کی عرض کرتا ہے کہ مجمع فیوض سبحانی
مورد مراحم یزدانی جامع صفات کمالی مصدر محامد حالی و قالی امام محمد غزالی رح کی جتنی تصنیفات
ہیں ہر باب مین ہین سب ایک سے ایک عمدہ بہتر اور اعلی اور برتر ہین خصوصاً تصوف مین جو کتاب
لکھی ہے گویا موتی کوٹ کوٹ کر بھرے ہین چنانچہ احیاء العلوم اور کیمیاء سعادت کو ایک زمانہ
جانتا ہے کہ کسطرحکی کتابیں ہین اگر توفیق باری یاری دے تو سالک کو انکے مطالعہ کے بعد مرشد کی احتیاج
نہین اسیطرحکی بہت سی کتابین انکی تالیفات مین سے ہین اور ہر باب [illegible]
کی ہین کہ جو دیکھے سو جانے خدا انکو جزا خیر دے سب سے آخر مین انہون نے ایک کتاب منہاج العابدین
اس فن مین لکھی ہے اور یہہ کتاب ان دونون پہلی کتابونکا بلکہ تمام انکی تصنیفات کا خلاصہ ہے اور بعض
باتین تو ایسی لکھی ہین کہ کسی تصنیفات مین نہین پائی جاتین پہلے یہہ کتاب عربی زبان مین تھی مگر
مصنف رح نے اسکو فارسی مین بھی ترجمہ کردیا تھا فارسی مین کئی بار چھپکر اطراف و دیار مین منتشر
ہوئی اور لوگون نے بہت حظ اٹھائے مگر چونکہ اسکی فارسی تورانی ہے علاوہ اسکے نسخہ عربی سے کچھہ مختصر
بھی ہے اور اشعار عربیہ مناسب مقام کو بالکل درج نہین کیا اسواسطے اسکا فائدہ جیسا چاہیئے ویسا ظہور مین
نہ آیا اور اکثر علمائے دینیات کی کتابین زبان اردو مین تالیف کین مگر اصل عبادت جسپر مدار خیریت
حال و مآل انسان کا ہے اسکو کسی نے ابتک اردو مین نہین لکہا ہے اس کتاب لاجواب کا ترجمہ اس عاجز نے
واسطے خدمت برادران دینی کے کیا اور زیادتی وثوق اور اعتماد کے لیئے بجناب مولانا و بالفضل اولینا

مولوی محمد احسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ بریلی سے جو میرے بڑے بھائی ہین اور یگانۂ آفاق
بھی دوران مولوی محمد یعقوب صاحب سے کہ برادر عم زاد اور نیز استاذ زادہ یعنی خلف رشید جناب مستطاب
مخدومی مخدوم الانام حضرت مولوی مملوک العلی صاحب مرحوم کے ہین ان دونون سے اسباب مین استعانت لی چنانچہ
انہون نے میرے اصرار کے بموجب باوجود قلت فرصت کے اسکا ترجمہ اصل سے مطابق کیا بلکہ مولوی
محمد یعقوب صاحب نے بکمال عنایت نحو و تحشیہ فرمایا خداوند کریم اُنکی اور ہماری سعی کو مشکور فرماوے اب
چند باتین متعلق ترجمہ کے عرض کرتا ہون اوّل یہہ کہ رعایت ترجمہ لفظی کی نہین کی گئی بلکہ جو مدعا فارسی
مین تھا اُسکو اپنی سلیس بولی مین لکھدیا تاکہ مطلب خوب سمجھ مین آوے سے حتے کہ طرز سوال و جواب جو مصنف نے اکثر
جا کتاب مین رکھا تھا حسب توقع و سیاق کلام حذف کردیا ہے دوم یہہ کہ نسخہ عربی مین جو بات زیادہ
تھی اُسکو بھی اس کتاب مین جہان مصلحت تھی [illegible] اور بعض جا حاشیہ پر بڑھا دیا ہے سوم
یہہ کہ اشعار مناسب ہر مقام پر خواہ اردو یا فارسی کے زیادہ کردئے ہین کہ کیفیت مضمون نثر
کی نظم سے زیادہ لذیذ ہو جاتی ہے اور دلپر خوب جمجاتی ہے علاوہ اسکے نسخہ عربی مین بھی
ایسا ہی اُسکو ملحوظ رکھا ہے چہارم یہہ کہ جو مقامات مشکل اس کتاب مین تھے اُنکو مصنف ہی کی تصنیفات
سے حاشیہ پر حل کردیا ہے پانچوین یہہ کہ جو فائدہ یا لطیفہ مناسب مقام خاطر نشین ان حضرات کے گذرا
اُسکو بعض جا داخل کتاب کیا گیا ہے غرض بحمد اللہ کوئی دقیقہ حتی الوسع اسکے حل مطلب کے لئے بتوفیق الٰہی
و بتوجہ حضرات مخدومین صوفیین کے باقی نچھوڑا اور نام اسکا سراج السالکین فی منہاج العابدین رکھا اللہ جل شانہ بطفیل
حبیب کریم کے اسکو قبول فرماوے اور طالبونکو راہ راست دکھلاوے بمنہ و کمال کرمہ ناظرین سے امید ہے
کہ سہو و خطا سے درگذر فرماوین اور ابتدا سے انتہا تک بنظر غور و تامل ملاحظہ فرماکر حظ وافر اُٹھاوین
اور کلمۂ الخیر سے ہم سبکو یاد کرین وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۱۱
نہین ہے توفیق مگر اللہ ہی سے اوسیپر مین نے توکل کیا اور اوسی کیطرف رجوع کرتا ہون ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین | رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
سائل ہون مجکو قید کم و بیش کی نہین | مختار ہی کریم کثیر و قلیل کا

سب تعریفین اوس خدا کے واسطے ہین جو مالک ہے اور حکیم اور جواد و کریم اور غالب و رحیم اسلئے آسمانون اور زمینون کو اور دونو جہان کے کامونکو اپنی حکمت اور تدبیر سے بنایا اور جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا فرمایا جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین

شعر ما خلقت الجن والانس بخوان * جز عبادت نیست مقصود از جہان * پس ارادہ کرنیوالونکے لئے کہلا راستہ ہے اور دیکھنے والونکے واسطے دلیل عمدہ ۔ لیکن خداوند تعالی جلشانہ جسکو چاہے ہدایت کرے اور جسکو چاہے گمراہ کرے اور مستحق ہدایت کو بھی وہی خوب جانتا ہے اور رحمت کاملہ نازل ہو حضرت رسول خدا خاتم انبیا پر اور آنکے اچھی پیروی کرنے والون پر ۔ اسکے بعد اے ابنائے جنس تمکو اور ہمکو خدا اپنی مرضی سے نیکی عنایت فرماوے

جان تو کہ خدا تعالے کی بندگی علم اور عمر کا فائدہ ہے اور ولیون اور متقیون کا سرمایہ ہے
اور صاحبان ہمت کا اصل مقصد بزرگون کا لباس اور مردان خدا کا پیشہ یہی طریقت ہے اور
پسندیدہ صاحبان بصیرت اور ذریعہ جنت اور سعادت یہی ہی عبادت ہے چنانچہ اللہ تعالے
نے فرمایا ہے وَاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ یعنی مین رب تمہارا سو بندگی کرو میری دوسری جگہہ فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا
کَانَ لَکُمْ جَزَاءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا قیامت کے دن اپنے لوگونکو کہینگے یہہ ہے تمہارا بدلا اور کمائی تمہاری ٹھکانے لگی
اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو سوا عبادت کے کوئی چارہ نہین اسواسطے ہمنے اسمین فکر کیا
اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ عبادت کا رستہ اول سے آخر تک بڑا دشوار اور سخت گذار اور بڑی
مسافت رکھتا ہے اور بہت آفتین اور گہاٹیان اور موانع پیش آتے ہین اور دشمن اور راہزن
لگے ہوئے ہین اور بسبب خطرہ ہے کہ سب مخالف خفیہ ہلاک کرنیکے ہین اور یار مددگار کمتر ہین
اور اس راہ کا حال ایسا ہی ہونا بھی چاہیے کیونکہ بہشت کا رستہ ہے اور اسیکے لیے حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کو مکروہات اور سختیون سے ڈہانپا ہے
اور دوزخ کو آسانی اور خواہش اور لذت سے چہپایا ہے اور باوجود ان سختیون کے
جو ہمنے بیان کی زیادہ تر مشکل یہ ہے کہ بندہ ضعیف اور زمانہ دشوار اور دین کا کام پیچیدہ
اور شغل بیشمار اور زیست عمر کوتاہ ہے اور عمل قلیل موت قریب ہے اور سفر طویل ہے
فرصت زندگی بہت کم ہے [illegible] ہے پس اگر توشہ عبادت کا
لئے بغیر جاوے یہین چہوٹ گیا تو پہر حاصل ہونا ممکن نہین جس آدمی نے اسکو حاصل
کیا کو باسعادت ہو گئے اور جسنے اسکو چہوڑا وہ ہمیشہ کو بدبخت ہوا واقعی یہ کام
بڑا سخت ہے اور اسمین خطرہ بہت ہے اسوجہ سے اسکے ارادہ کرنیوالے کم ہوئے

ہوئی اور اپنے فضل سے اس بہید کو جتلا دیا اور ایسی ترتیب عجیب الہام کی کہ وہ اور کتابون مین
بن نہ پڑی وہ ترتیب جسکو مین بیان کرتا ہون یہہ ہے کہ اول جو چیز بندہ کو خواب غفلت سے جگاوے
اور اس رستہ پر آمادہ کرے اندیشہ بلند ہوتا ہے اور توفیق خاص خداوند اسطرحپر کہ بندہ
اپنے آپ کو اللہ تعالی کی عمدہ نعمتون مثل گویائی و زندگی و قدرت و عقل وغیرہ مین غریق
جانکر خیال کرے کہ کوئی میرا منعم ہے جسنے مجھکو سب آفات سے بچاکر ان نعمتونمین سلامت رکھا ہے اور
اس عطائی نعمت پر مجھسے اوسکے شکر کا مطالبہ کریگا اور شکر کرنے مین غفلت کرونگا تو سب نعمتین مجھسے
چھین لیویگا اور مجھکو عذاب کریگا اور ایسی بات کے واسطے اسنے رسول بھیجے ہین اور انہون نے خبرین دی
ہین کہ تمہارا ایک پروردگار ہے قادر اور حی اور عالم اور مرید و متکلم اور حکم کرنے والا اور
منع کرنیوالا اور قدرت رکھتا ہے اسبات پر کہ اگر تم نافرمانی کروگے تو عذاب کریگا اور اگر
بندگی کروگے تو ثواب دیگا اور جانتا ہے دلکی باتونکو اور چھپی کامونکو اور اسنے وعدہ اور
وعید کیا ہے اور قوانین شریعت کے قبول کرنے کو حکم فرمایا ہے جب کہ یہ باتین
اسکے دل مین آوینگی تب اپنے دل مین ڈریگا کہ میرا کیا حال ہوگا اور اسوقت بہت
درد مین مبتلا ہوگا یہانتک کہ راہ خلاص ڈھونڈھیگا جب کوئی رستہ نملیگا تو عقل
کے زور سے سب صنعتون کو دیکھکر استدلال صانع پر لائیگا تب البتہ اسکو علم اور یقین
چھپی باتونکا حاصل ہوگا اور معلوم ہوگا کہ یقیناً میرا کوئی پروردگار ہے جسنے مجھکو
عبادت اور امر و نہی کو فرمایا ہے۔ یہہ پہلی دشواری ہے جو بندہ کو عبادتمین پیش آتی
ہے اور یہہ گھاٹی علم کی ہے پس جب بعلم کے کوئی صورت نجات کی نہین تو چار ناچار اسکے قطع کرنے
مین مصروف ہوا اور اسکے دلائل کو علماء آخرت سے سیکھنے کا ارادہ کرے جو کہ راہ نما اور چراغ امت ہین

شعر چو شمع از بے علم باید گداخت * کہ بے علم نتوان خدا را شناخت شعر دیگر چاہیے
شکست جہل تو تحصیل علم کر * وابستہ طلسم ہے لوح کتاب کا * تاکہ اس منزل کو اللہ تعالی
کی مدد سے طے کرے اور اسکو غیب پر یقین حاصل ہوجئے کہ جان لیوے کہ میرا خدا ایک ہے بے کسی
شریک کے جسنے پیدا کیا اور ظاہر اور باطن سے اپنی خدمت اور عبادت کا حکم فرمایا اور کفر و
گناہ سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ جو بندگی کرے اسکو ہمیشہ کو ثواب ہے اور جو
نافرمانی کرے اسکو دائم عذاب پس جب اتنی پہچان اسکو ہوگی تو ضرور اپنے مالک کی
اطاعت مین چست ہوکر عبادت مین متوجہ ہوگا لیکن اتنے جاننے سے اسکو یہ نہ معلوم ہوگا کہ
عبادت کے فرائض اور واجب کیا ہین تب اسکو اور علم کی ضرورت ہوگی جب اسپر مطلع ہوگا
یعنی جب جان لیویگا کہ خدا تعالے ایسا ہے اور عبادت مین فرض واجب یہ ہین تو اب
عبادت حق مین مصروف ہونا ضرور ہے اسوقت دیکھیگا آپکو انواع اقسام کے گناہون مین
ملوث اور کہیگا کہ مین تو معاصی پر مصر ہون اس ذات پاک کی حضور مین کسطرح حاضر ہون اور
گناہونکی حالت مین کہ سراسر صورت ناپاک اور پلید ہے کیونکر عبادت کرون جبتک کہ توبہ کرکے بالکل
گناہون سے پاک نہوجاؤن اشعار بندگی سے جو کہ وہان مقصود ہے * حاضری خدمت
معبود ہے * بندہ جو ناپاک نطفہ سے بنا * اور غلاظت مین گناہونکی سنا * کسطرح اسکا
وہان ہووے حضور * جبتلک لیوے نہ توبہ سے طہور * عمر نے توبہ ہمہ جان کندن ست * گر
حاضر غائب از حق بودن ست * اسصورت مین اسکو گھاٹی توبہ کی پیش ہوگی جب اللہ کی عنایت سے
اس سے بخوبی گذر جائیگا اور اسکو جیسا چاہیئے ویسا ہی قطع کریگا تو پھر آپکو قابل عبادت
جانکر ارادہ عبادت کا دلمین ٹھہراویگا تب معلوم ہوگا کہ بہت باتین مجہکو اس کام سے

روکنے والی ہین جسوقت اسمین غور و تامل کرکے دیکھیے گا تو چار چیزین مانع معلوم ہونگی
ایک دنیا دوسری خلقت تیسری شیطان چوتھی نفس - پس انکے بغیر دفع کئے اس کام
مین قدم رکھنا ممکن نہین اب چار نا چار انکے دفع کرنے مین مصروف ہوگا اور یہہ سب
کہنا ہو نہین سخت ہے انکو بھی چار چیزونکے اختیار کرنے سے ہٹانیکا ارادہ کریگا پہلے دنیا
کو چھوڑنا شعر نکہت گل کہتی جاتی ہے زبان موج سے * قابل نظارہ رنگ گلشن عالم
نہین * دوسرے خلقت سے علیحدہ ہونا شعر آگاہ اس جہان سے نہین غیر بیخودان * جاگا
وہی ادہر سے جو موند آنکھہ سوگیا * تیسرے شیطان سے لڑنا - چوتھے نفس کو لذات اور
شہوات سے بچانا اور ڈرانا شعر نفس شیطان زد کہ بیار راہ ما * رحمت باد اشفاعت خواہ
ما * نہین شیطان سے خفیہ دشمن ہے * نفس سرکش بھی اپنا رہزن ہے * دونون موذی
بہت ستاتے ہین * راہ بیفائدہ بتاتے ہین * جب ان موانع سے اطمینان فارغ ہوگا تو پہر
اصلی کام کا ارادہ کریگا تب بھی اسکو بہت سی چیزین اس امر سے مانع ہونگی جو کہ غرض اصلی
سے باز رکھین اول رزق اسواسطے کہ نفس پکاریگا کہ مجھکو بغیر رزق کے قیام نہین ہوسکتا
تونے جو دنیا اور خلق کو چھوڑا تو میرا قیام کسطرح ہوگا شعر شب چو عقد نماز می بندم *
چہ خورد بامداد فرزندم * دوسرے کاروبار کا وسوسہ - کیونکہ نہین معلوم کہ کام انجام
کیا ہوگا اچھا ہوگا یا برا اور اس سے دل پر یہہ چھا جاتا ہے کہ ایسا نہو کہ کسی بلا مین
پہنس جاؤن تیسرے ہر طرف سے مصائب اور سختی کا آنا خاصکر اس شخص کو جو خلق کو
چھوڑ دے اسواسطے کہ جب انکو چھوڑا اور انسے علیحدگی اختیار کی تو وہ اسکو ہر طرح کے
رنج اور تکلیف پہنچائین گی اور انکی وجہہ سے طرح طرح کی مصیبتین اور تکلیفین اسکو پہنچین گی اور

اور ان تکلیفوں میں کیسا کچھ غصہ کھانا ہوگا چونکہ یہ قضا ہائے الٰہی کہ ہر ساعت اور ہر گھڑی
اُسپر بطور امتحان نئی ہی وارد ہونگی اور کبھی کبھی اُنمین سے موافق طبیعت کے بھی ہونگی
اِس گھاٹی کا نام عوارض کی گھاٹی ہے اِسکو بھی چار طرحسے دفع کرنا ضرور ہوگا یعنے
پہلے مانع کو خدا پر بھروسا کرنے سے دفع کرے اِسطرح کہ رزق کے باب مین توکل کرے
کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین بیت جنون منک ان تسعی لرزق + ویرزق
فی غشاوۃ الجنین + اور دوسرے مانع کو خدا کی سپرد کرنے سے یعنی وسوسہ کے وقت
یہ سمجھنا کہ ایسے وسوسہ سے کیا ہوتا ہے جو خدا چاہیگا وہی ہوگا شعر ہر فکر بجز ذکر خدا
وسوسہ است + شرمی ز خدا بدار کین وسوسہ چند + تیسرے مانع کو بلا و نپر صبر کرنے سے
اور رضا رالٰہی پر راضی ہونے سے شعر بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید + بجز رضا بقضائے
خدا نمی شاید + از انچہ رفت قلم سرمکش وگرنہ بیا + برون رواز خطا وگر ترا نمی شاید +
جب یہ باتین اختیار کرکے اِس گھاٹی سے بڑھجائے تو پھر عبادت پر کھڑا ہوا اسوقت نفس
کاہل اور ضعیف کو عبادت اور یاد پروردگار مین راغب اور خوش نپائیگا بلکہ نفس مائل آرام
اور بغفلت اور جھوٹ اور فضول اور حمق اور حرص اور جہل کیطرف ہوگا - اِسحالتمین ضرور ہے
کہ کوئی ایسی چیز ہو کہ نفس کو عبادت کیطرف رغبت دلاوے اور شرارت اور معصیت سے بچاوے
اور یہ چیز خوف ورجا ہے یعنی یہ خیال کرنا کہ خدا تعالیٰ نے عبادت کرنیوالونکو کیسے کیسے
انعام واکرام کا وعدہ فرمایا ہے اور گنہگار کو کس کس طرحکے عذابون سے ڈرایا ہے
پس اگر نفس اِن سے آگاہ ہوگا تو رجاء ثواب اور خوف عذاب اُسکے لئے عبادت اور ترک
معصیت کا باعث ہوگا اِسکا نام بواعث کی گھاٹی ہے جو اِسکو پیش آئی جب اِسکو خوف ورجا

سے کاٹا اور عبادت کیطرف متوجہ ہوا تو پایا آپکو فارغ ہر ایک مانع اور شاغل سے اور راغب عبادت پر۔ پس نشاط و رغبت و شوق تمام عبادت مین مصروف ہوا اور اِسیطرح ایک مدت اُسمین مشغول رہا اِس اثنا مین ایسی عبادت مین کہ جسکے واسطے اتنی کدو کاوش کی تہی اُسکو دو آفت بڑی پیش ہونگی ایک عُجب یعنی خود بینی دوسرے ریا یعنی نمایش اور یہہ دونون تمام عبادت کو کہو دیتی ہین۔ اِس گھاٹی کا نام قوادح ہے اب اِسکو ریا کے دفع کرنے کے لئے تو اخلاص یعنی دل سے صرف خدا ہی کی عبادت کرنے کی حاجت ہوگی اور عُجب کے دفع کے لئے خدا کے احسان کی یاد کی ضرورت ہوگی **شعر** منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنم ✤ منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت ✤ تاکہ جو کام کرے وہ ضائع نہو اور سلامت رہے۔ جب اِس سے فارغ ہوکر عبادت کریگا تو اب البتہ اِسکی عبادت پوری ہوگی یعنی جیسا چاہیئے ویسا ہی کام حاصل ہوگا اِسواسطے کہ جتنے مانع تھے سبکو دفع کرکے مستعد ہوا ہے۔ پس جب کوئی خدشہ نرہا اور توجہ خدا کیطرف ہوئی تو دیکھیگا آپکو انواع رحمت الٰہی مین غریق جو اُسکو خداتعالے نے عنایت فرمائی ہین اسوقت مین اسبات کا ڈر ہے کہ شکر سے غافل نہو جاوے اور کفران نعمت کرکے مرتبہ بلند اور مقام صُلحا سے گر جاوے اور معجود کا مغضوب ہو۔ یہان پیش آویگی اُسکو گہاٹی حمد اور شکر کی۔ جب آدمی شکر کرکے اِس سے فارغ ہوگا اور اپنی طاقت کے موافق حمد کئے جائیگا تو تہوڑی مدت کے بعد دیکھیگا آپکو میدان شوق اور محبت الٰہی مین پہرتا ہوا اور وہانسے رضا اور اُنس کے باغمین پہنچا ہوا اِسطرح کہ خلعت انعام ایزدی در بر ہوگا اور تاج اور اکرام سرمدی برسر اور اِسکا حال ایسا ہوگا کہ تن دنیا مین اور دل آخرت مین اور ہروقت منتظر خدا کے پیام کا رہیگا اور دنیا کو ناپاک جانیگا اور خلقت سے

رنجیدہ ہوگا چنانچہ اسوقت مین آنکے پاس قاصد رب العالمین کے بہشت کے باغونکی خوشخبری لیکر
آوینگے اور خوشنودی پروردگار کے مزاج کی سناوینگے کہ تیرا رب تجھہ سے راضی ہے
ناراض نہین اور اسکو خداوند تعالے کے پاس دنیا سے لیجاوین اور بہشت کے باغونمین ٹھہراوین
اُسجگہہ اپنے نفس ضعیف کو بڑی بادشاہت پر دیکھیگا اور ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے سرا
باوقار کیطرفسے ایسے انعام اور اکرام کا مشاہدہ کریگا کہ جسکی صفت کوئی نہین کرسکتا اور
ہمیشہ ترقی پر رہیگا پس کیا خوب بندہ ہے اور کیسی اچھی اُسکی نعمت ہے اور کیسا عمدہ یہ
کام ہے کہ جسکے سبب سے یہ مرتبہ پایا مین اللہ تعالے سے چاہتا ہون کہ اللہ تعالے ہمکو
اور سب مسلمانونکو نعمت عظیٰ عطا فرماوے اور ہمکو اُنمین سے نکرے کہ جنکو سوا زبانی تقریر
کے اور ظاہری آرزو اور غیر موثر سننے اور دیکھنے کے اس امر مین کچھہ نفع حاصل نہین ہے
اور ہمارے علم کو ہمپر حجت نکرے اور توفیق ایسے کامونکی عنایت فرماوے جنسے خود راضی
ہو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے اور سب کریمونسے بڑھکر کریم ہے۔ یہہ ترتیب تھی جو مجکو
اللہ تعالی نے الہام فرمائی پس حاصل اس بیان کا یہہ ہے کہ سالک کو سات گھاٹیان
پیش آتی ہین پہلی علم کی۔ دوسری توبہ کی اور تیسری عوائق۔ اور چوتھی عوارض۔ اور
پانچوین بواعث۔ اور چھٹی قوادح۔ اور ساتوین حمد و شکر کی اور یہی اس رسالہ مین بیان
اور ان ساتونکو سات فصلونمین مختصر کرکے بیان کرتا ہون اور چند باریک باتین شامل
کرکے عرض کرتا ہون اللہ نیکی کا ہدایت کرنیوالا ہے سوا اُسکے کسیکو کچھہ طاقت نہین وہ برابر تر ہے ٭

فصل اوّل۔ بیان علم کی گھاٹی کا

ای طالب عبادت اخلاص تجکو لازم ہے کہ پہلے علم سیکھے اسواسطے کہ علم مرکز ہے یعنی آسپر دونو جہان کے

کاموںکا مدار ہے اور جان لے کہ عبادت اور علم دو بڑے جوہر ہین جنکے سبب سے تمام
کتابین اور سکہلانا سلوکا اور نصیحت ناصحونکی تب سے دیکھنے اور سُننے مین آتی ہین بلکہ انکے
سبب سے اللہ تعالی نے کتابین اور رسول بہیجے اور زمین و آسمان اور جو کچھ انکے درمیان
ہے پیدا کیا چنانچہ دیکھو کہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝
یعنی اللہ وہ ہے جسنے بنائے سات آسمان اور زمین بہی اتنی۔ اُترتا ہے حکم اُنکے بیچ تا تم جانو
کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کی خبر مین سمائی ہے ہر چیز کی + یہہ آیت شرف علم
کے لئے خصوصاً علم توحید کیواسطے کافی و وافی ہے اور دوسری جگہہ فرماتا ہے۔
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ یعنی ہمنے پریون اور آدمیونکو نہین پیدا کیا
مگر تاکہ بندگی کرین۔ یہہ آیت شرف عبادت اور توجہہ الی اللہ کرنیکو کافی ہے چاہیے
ان دونون کامونکو سب سے بڑھکر جانے کیونکہ علم اور عبادت دونو جہان کی پیدایش
کے سبب ہین پس لازم ہے بندہ کو کہ بجز انکے دوسرا کام نکرے اور انکے سوا دوسری
طرف نظر نڈالے اسواسطے کہ انکے سوا جو کچھہ ہے سب لغو اور باطل ہے جبکہ شرف علم اور
عبادت کا معلوم ہوا تو اب جان لو کہ علم عمل سے بہت بہتر ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کی بڑائی عابد پر ایسی ہے کہ جیسی میری بڑائی اُمت پر ہے
اور فرمایا ہے کہ عالم کیطرف ایکبار دیکہنا خدا کو بہت پیارا ہے ایک برس کی عبادت سے
جو نماز روزہ کے ساتھہ ہو اور فرمایا ہے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ مین تمکو دکہلاؤن

سب سے بہتر بہشتیونکو۔ یارون نے عرض کیا کہ ارشاد ہو یا رسول اللہ وہ کون ہین
فرمایا کہ میری اُمت کے عالم ہین اِس سے معلوم ہوا کہ علم عبادت سے بہتر ہی لیکن بندہ کو نے
عبادت کے چارہ نہین اور علم نے عمل سے کچھہ حاصل نہین شعر علم چندانکہ بیشتر خوانی *
چون عمل در تو نیست نادانی۔ اِسواسطے کہ علم مثل درخت کے ہے اور عبادت اُسکا پھل
ہے۔ اگرچہ درخت کو بسبب اصل ہونے کے پھل پر شرف ہوتا ہے لیکن نفع پھل ہی سے
حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ بغیر دونون کے گذارہ نہین تو ضرور ہے
بندہ کو دونون کے حاصل کرنے مین کوشش کرے جیسا حسن بصری نے فرمایا ہی
کہ علم اِسطرح سے حاصل کرو کہ عبادت سے نہ رہجاؤ اور عبادت اِسطرح کرو کہ علم
سے نہ رہجاؤ۔ غرض یہ کہ علم اِسطرح حاصل کرو کہ عبادت کو مانع نہو اور عبادت ایسی کرو
کہ علم نہ چھوٹے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ دونون امر ضروری ہین تو اب یہ جاننا چاہیے کہ
علم کا عبادت پر مقدم رکھنا بہتر ہے کیونکہ علم اصل اور راہ نمائی عبادت ہی اور اسیوجہ
سے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علم عمل کا امام ہے اور عمل علم کا تابع ہے اور تقدیم
علم کی عمل پر اور اُسکے امام ہونے کے دو سبب ہین اول سبب یہ ہے کہ عبادت ہو سکے اِسلئے
کہ عبادت بے معبود کے پہچانے نہین ہو سکتی اور معبود کا جاننا علم پر موقوف ہے اور
جبتک معبود کا نام و صفت معلوم نہو اور نہ یہ جانتے ہون کہ کن باتونکو اُسمین اعتقاد کرنا
چاہیے اور کونسی باتونکا اعتقاد نکرنا چاہیے تو ایسے معبود کی عبادت کسطرح ہو سکتی
ہے کیونکہ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ ناواقفی کی صورت مین کوئی چیز خدا کی ذات و صفات
مین ایسی سمجھہ لیجاوے کہ وہ حق اور درست نہو تو اِس سبب سے عبادت سراسر ضائع ہو جائیگی

پس ضرور ہوا کہ اُس چیز کو سیکہنی چاہیئے کہ جسکا کرنا شریعت مین واجب ہے اور جسکا
چہوڑنا ضرور ہے تاکہ آمر کے موافق بجا لاوے اور نہی سے باز رہے اسواسطے کہ عبادت
کیونکر ہو سکتی ہے جبتک کہ یہہ نجانے کہ عبادت کیا ہے اور کسطرح ہے اور کسطرح بچ سکتا
ہے اُس گناہ سے کہ جسکا حال معلوم نہو کہ یہ گناہ ہے اور نہ اس سے بچنے کا حال معلوم
ہو پس ضرور ہوا کہ پہلے عبادت شرعی مثل طہارت اور روزہ اور نماز وغیرہ معہ اُنکے
سب احکام اور شرائط کے سیکہے تاکہ اُسکے سبب سے عبادت کر سکے اسواسطے کہ اگر ایسا
ہوگا کہ آدمی کسی ایسے کام کو کئے جاوے جو سنت کا مخالف ہو اور عبادت کا مفسد
یا کوئی عبادت مین ایسی مشکل پیش آوے کہ نہ اُسکو خود جانے اور نہ کوئی ایسا شخص ملے
کہ جس سے پوچہے پس خود سیکہہ لینا واجب ہوا اور یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ یہہ سب کام
باطن کی عبادت پر موقوف ہین جو دل کے ساتھہ علاقہ رکہتی ہے اور جسکا سیکہنا
پر ضرور ہے مثل توکل و تفویض و رضا و صبر و توبہ و اخلاص وغیرہ تاکہ اُنپر عمل کرے
اور اُنکی ضد و نکا بہی جاننا واجب ہے جیسا غصہ اور طول امل اور حسد اور ریا اور کبر اور
عجب وغیرہ تاکہ اُنسے بچے اسواسطے کہ تن کا پاک رکہنا اور ظاہر کی عبادت تو ایک حصہ
عبادت کا ہے اور دل کا پاک رکہنا اور اُسکی عبادت ننانوے حصے عبادت کے ہین اور اِن
چیزونکا جاننا اور اُنپر عمل کرنا نص قرآنی سے فرض ہے چنانچہ قرآن شریف مین خدا تعالیٰ
فرماتا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ یعنی خدا پر بہروسا کرو اگر تم
ایمان والے ہو۔ دوسری جگہہ فرماتا ہے وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ
یعنی خدا تعالیٰ کا شکر کرو اگر تم اُسکو پوجتے ہو۔ اور جگہہ فرماتا ہے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ

یعنی تو صبر کر اور تجھہ سے صبر ہو سکے اللہ ہی کی مدد سے اور جگہہ مین ارشاد ہے وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ
تَبْتِیْلًا یعنی چھوٹ آ اسکی طرف سب سے الگ ہو کر۔ اِسیطرح اسباب مین بہت سی
آیتین ہین جیسے نماز و روزہ کی فضیلت مین وارد ہین۔ پہر اب کونسا سبب ہے کہ نماز و
روزہ کو تو فرض جانے اور انکو فرض نجانے حالانکہ فرمانیوالا دونونکا ایک ہی ہے
اور کتاب بھی ایک ہے بلکہ ان فرائض سے تو ایسے غافل ہو کہ کسیکا نام بھی نہین جانتے
نہین معلوم کسکے کہنے سے یہ اعتقاد پیدا کیا ہے شاید کسی دنیادار کے کہنے پر عمل
کیا ہوگا جسنے بھلے کام کو برا بتایا اور برے کو بھلا سمجھایا اور جن علمونکو خدا تعالی نے
اپنی کتاب مین نور اور حکمت اور ہدایت نام رکھا ہے انکو بالکل چھوڑ کر ہمہ تن دل حرام
کے حاصل کرنے مین متوجہ ہوئے ہو۔ ذرا اسباب کا بھی خوف چاہیئے کہ اگر ان فرائض مین
سے تھوڑا بھی چھوڑکر نفل نماز روزہ مین مشغول ہوگے تو وہ کچھہ نفع نہین کریگا۔ بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کھانا اور پینا اور سونا یا کوئی اور مباح چیز چھوڑ دیتا ہے یا کسی ایسے
گناہ پر اصرار کرتا ہے کہ جو دوزخ مین جانیکا سبب ہو اور گمان کرتا ہے کہ مجھکو ان باتونسے خدا تعالے
کی نزدیکی حاصل ہوگی حقیقت مین یہ گمان باطل ہے اور ان سب مین بڑا دنیا کا لالچ ہے اور
طول امل جسکو آدمی اپنی نادانی سے نیت خیر سمجھا کرتا ہے حالانکہ طول امل بڑی مصیبت اور گناہ
ہے یا یہہ کہ غصہ اور بےصبری کیا کرے اور اسکو یہ سمجھے کہ مین خدا تعالی کی درگاہ مین عجز
اور انکسار کرتا ہون یا ہمیشہ دکھلاوے کے کام کیا کرے اور جانے کہ مین خدا کی حمد کیا کرتا
ہون یا گمان کرے کہ لوگونکو نیکی کیطرف بلاتا ہون پس گناہونکو طاعت کی جگہہ سمجھکر
خدا تعالی سے بعوض سخت عذاب کے بڑی ثواب کی امید رکھتا ہے حقیقت مین یہہ بڑی

غفلت اور سہو کا ہے اور نادان عابد انکو تو بڑی ہی مصیبت ہے۔ اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ ظاہر کے عملونکو باطن کے عملونکے ساتھہ ایک علاقہ ہے کہ جسکے سبب سے انکو اصلاح ہو جاتی ہے اور انہین کی وجہ سے وے فاسد ہو جاتے ہین جیسے اخلاص اور ریا اور عجب اور ذکر منت وغیرہ جو شخص ان اعمال باطن کو عبادت مین نجانے اور نہ انکی تاثیر کا طریقہ پہچانے اور نہ اسکو ان سے بچنے کی کیفیت معلوم ہو تو ممکن نہین ہے کہ اسکا کوئی عمل ظاہری سلامت رہے۔ پس اسصورت مین اسکے دونون کام ظاہر اور باطن کے خراب ہونگے اور بدبختی کے سوا اس پاس کچھہ اور باقی نرہیگا۔ اسیوجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا جاہل کی نماز پڑہنے سے بہتر ہے اور بیعلم عمل کرنیوالا کام کا بگاڑ زیادہ کرتا ہے بہ نسبت آراستگی کے۔ اور فرمایا ہے کہ نیک بختونکو علم غیب سے سکھلاتے ہین اور بدبختونکو علم سے محروم رکھتے ہین اور بیعلم کی بدبختی کا یہ سبب ہے کہ علم نہ سیکھا اور نہ علم کے عمل کیا تاکہ قیامت کو اسکو مفید نہو۔ اسیلیئے پہلے زمانے کے زاہدون نے علم کے سیکھنے مین بہت مبالغہ کیا ہے اور سب کامون پر علم کا سیکھنا مقدم کہا اسواسطے کہ مدار کار عبودیت کا علم پر ہے اور عبادت بے علم کے ممکن نہین تو بالضرور علم کا سیکھنا عبادت پر مقدم ہے اور دوسرا سبب تقدیم علم کا عبادت پر یہ ہے کہ علم کے سبب سے خدا تعالی کا ڈر زیادہ ہوتا ہے جیسا اللہ تعالے آپ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط یعنی اللہ کے بندونمین سے ڈرتے وہی ہین جنکو سمجھہ ہے۔ اسواسطے کہ جب کوئی اسکو نہ پہچانے جیسا چاہیئے تو ہرگز اسکے موافق اسکی تعظیم نکریگا اور نہ اتنا ڈریگا کہ جتنا جاننیوالا ڈرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب عبادتین علم سے حاصل

ہوتی ہین اور انکے سوا خدا تعالی کی عبادت مین بندہ کو اور کوئی غرض نہین پس لازم
ہے راہ آخرت پر چلنے والونکو کہ علم کو سب چیز پر مقدم جانین — اب یہان یہ سوال پیدا
ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مرد اور عورت مسلمان
پر علم طلب کرنا فرض ہے تو وہ کونسا علم ہے جسکا حاصل کرنا سب پر ضروری ہے اور تعریف
اسکی کیا ہے اور بندہ کو کام مین کتنا حاصل کرنا چاہئے اسکا جواب یہ ہے کہ جن علمونکا
سیکھنا فرض اور لازم ہے وہ تین علم ہین اول توحید یعنی خدا کو ایک جاننا دوسرا
علم سر جو دل کے ساتھ علاقہ رکھے تیسرا علم شریعت — اور ہر ایک کی مقدار کہ کتنا کتنا ایک
کو سیکھنا چاہیے یہ ہے کہ علم توحید مین اتنا جاننا ضرور ہے کہ دین کے اصول کو پہچان لیوے
— اور اصول یہ ہین کہ آدمی جان لیوے کہ میرا خدا ہے علیم اور قدیر اور زندہ اور ارادہ
کرنیوالا اور کلام کرنیوالا اور سمیع اور بصیر تمام صفتون کے کمال کے ساتھ موصوف ہے اور
حدوث سے پاک ہے اور قدامت مین سب محدثات سے علیحدہ ہے اور محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم اسکے بندے ہین اور رسول اور آخرت کے بیان مین انہون نے جس چیز کی خبر دی ہے
وہ سب سچ ہے اور انسان کو لازم ہے کہ کسی چیز پر یقین نکرے جبتک کہ قران و حدیث
مین نپاوے — غرض یہ کہ جس چیز کا سمجھنا پہلے ہو اسکا جاننا فرض عین ہے اور علم
سر کا اتنا سیکھنا فرض ہے کہ اسکے واجبات اور مناہی کو جان لیوے تاکہ خدا تعالی کی
تعظیم اور اخلاص و عمل کی سلامتی حاصل ہو جاوے اور اسکا ذکر بالاستیعاب خدا چاہے تو
اس کتاب مین آویگا اور علم شریعت مین سے جسقدر کا کرنا فرض ہوتا ہے اسیقدر کا جاننا
فرض ہو جاتا ہے تاکہ تجھسے چیزین کما ینبغی ادا ہو سکین جیسا نماز روزہ اور حج زکوۃ

مثلاً اگر فرض ہوں تو سیکہنا بہی فرض ہے نہیں تو نہیں تو یہ ہی ہر ایک علم کی مقدار تین
علموں مین ہے جسکا جاننا فرض عین ہے اور علم توحید کو اتنا جاننا کہ بد اعتقاد والوں سے
جہگڑا کرے اور اُنکو ملزم کردے فرض عین نہین بلکہ فرض کفایہ ہے ضروری فقط اسقدر
جس سے کہ اعتقاد درست ہو جاوے اور یہی علم سِر کا حال ہے کیونکہ بیان عجائب قلب کا
بہت ہے اور سبکا جاننا بہی واجب نہین بلکہ اسقدر ضروری ہے جو کہ عبادت مین مفید ہو
یہانتک کہ جو چیزین عبادت مین مضر ہوں اُنسے بچے اور اشیاء مفید کو مثل اخلاص اور حمد اور
شکر اور توکل وغیرہ کے حاصل کرے اور علم فقہ کا بہی حال ایسا ہی ہے کہ سب باتین فقہ
کی سیکہنا ضروری نہین جیسا بیع و شرا و اجارہ و نکاح و طلاق وغیرہ ان سبکا جاننا فرض
عین نہین بلکہ فرض کفایہ ہے پہر اگر کوئی کہے کہ جتنا علم توحید کا سیکہنا فرض ہے ہو سکتا
ہے کہ ایکدفعہ کے مطالعہ مین بغیر کسیکی مدد کے حاصل ہو جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ استاد
مطلب واضح کر دیتا ہے اور اُسکی بدولت آسانی ہوتی ہے اور اُسوقت علم کا حاصل کرنا
اُسپر بہت سہل ہے لیکن خدا تعالے جس کسی پر اپنا فضل کرتا ہے تو اُسکا معلم نور دیجاتا ہے
شعر جب عزیزو میرے ایام بہلے آئینگے ✤ وصل کی گہات مجہے آپ ہی بتلا دینگے ✤ جب
یہ بات جان چکے تو اب جان لو کہ یہ گہاٹی علم کی بہت سخت ہے اور مطلوب اسکے سبب ملتا ہے
اور نفع بہی اسکا نہایت ہے مگر اسکا قطع کرنا بہت دشوار ہے اور اسمین خطرہ بیشمار ہے
کسواسطے کہ بہت آدمی ایسے ہین کہ اُنہوں نے اس سے منہ پہیرا اور گمراہ ہوگئے اور بہت ایسے
ہین کہ وہ اسکے قطع کرنے مین مشغول ہوئے اور اُنکا قدم ڈگ گیا اور بہت ایسے ہین کہ
وہ اسمین حیران رہ گئے اور بہت ایسے ہین کہ اُنھوں نے تہوڑی مدت مین اسکو حاصل کرلیا

اور بہت ایسے ہین کہ ستتر برس تک قطع کرنے مین رہے اور کچھہ نملا۔ سچ ہے شعر
عمرے باید کہ یار آید بکنار + این دولت و سرمد ہمہ کس را ندہند + غرض سب کام خدا کے قبضہ مین ہین
اور نفع بہی اسکا وہ ہے جو ہمنے بیانکیا کہ شدت حاجت کی اسکی طرف اور بنای کار عبادت
اسی پر ہے۔ خاصکر علم توحید کا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
پر وحی نازل ہوئی کہ ای داؤد علم نافع سیکہہ۔ عرضکیا یا خدا علم نافع کونسا ہے۔ ارشاد
ہوا کہ جسکے سبب سے میری عظمت و جلال و کمال قدرت و کبریائی تجکو سب چیزون پر معلوم ہو
اور جو علم کہ مجھہ سے قریب کرے وہ بہی یہی ہے اسیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے
ہین کہ اگر مین لڑکپن مین مرجاتا اور بہشت مین جاتا تو مجھے اچھا معلوم نہوتا اسواسطے
اپنے خدا کو نہ پہچانتا اور علم کی شدطلب تسی غرض سے ہے کہ اسمین اخلاص ہونا چاہیے پس جو کوئی اسلیے
سیکہے کہ لوگ اسکے گرد ہون یا امیرونکی مجلسونمین بٹہہنا ملے یا بڑے لوگونمین بٹہہکر فخر کرے
یا کچہہ دنیا کا مال حرام حاصل کرے تو وہ زیانکارونمین داخل ہوگا۔ ابو یزید بسطامی نے
فرمایا ہی کہ مینے تیس برس تک مجاہدہ کیا ہے مگر علم سے زیادہ کوئی چیز سخت نہین دیکھی شعر
علم دریائیست بعید از کنار + طالب علم است غواص بحار + علاوہ ازین شیطان کے مکر سے بچنا
چاہیئے اسواسطے کہ وہ کہا کرتا ہے کہ جب علم حاصل کرنے مین اتنا ڈر ہے تو اسکو چہوڑ دینا
چاہیئے پس اس وہم سے علم سے رہجانا نہین چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ معراج کی رات مینے دوزخ کو دیکہا اکثر اسمین فقیر لوگ تھے۔ لوگون نے عرض کیا یا
رسول اللہ بے مال کے فقیر تھے۔ فرمایا نہین علم کے فقیر تھے۔ پس بے علم جیسی چاہیئے ویسی
عبادت نہین کر سکتا اگر کوئی آدمی خدا کی عبادت فرشتون کی سی کرے اور اسکو علم نہو وہ

زیانکار و ہین سے ہوگا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ علم کے سیکھنے مین چستی کرنی چاہیئے نہ
سستی تاکہ گمراہی کے ڈر سے بچے خدا ہمکو پناہ دیوے۔ اس سارے بیان سے غرض
ہے کہ جب آدمی نے خوب خدا تعالے کی صنعتو نمین دیکھا اور جان لیا کہ میرا ایک مالک ہے۔
قادر حی مرید متکلم سمیع بصیر حدوث کے گمانو نسے مبرا اور سب نقصانو نسے پاک جو بات
سب بات مخلوقات پر ممکن ہے اُسکے لائق نہین وہ کسی شے کے مشابہ ہے نہ کوئی شے
اُسکے مشابہ مکان اور اطراف سے بھی منزہ ہے اور پھر رسول اسد صلے اللہ علیہ وسلم کے
معجزات دیکھکر جانا کہ وہ خدا کے رسول ہین اور خدا کے احکام پہنچانے مین امین اور اس
بات پر بھی اعتقاد کیا جسپر پہلے لوگونے اعتقاد کیا ہے کہ خدا تعالے کو آخرت مین دیکھینگے
اور قرآن خدا کا کلام ہے غیر مخلوق اور حرف اور آواز کی جنس سے نہین اور کسی فرشتہ یا
کسی آدمی کے جی مین کوئی بات بے اُسکے حکم کے نہین آتی اور بغیر خدا کے اذن کے
کوئی شے حرکت نہین کرسکتی سب امور اُسکی قدرت اور ارادہ اور مشیت سے متعلق ہین
اور خیر و شر و نفع و نقصان اور کفر و ایمان سب اُسکی طرف سے ہے مخلوقات مین سے کسیکے لئے
کوئی کام اُسپر ضروری نہین جسکو چاہے اپنے فضل سے ثواب دیوے اور جسکو چاہے
اپنے عدل سے عذاب دیوے اور جو کچھہ صاحب شرع علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک
سے آخرت کے باب مین فرمایا ہے مثل قیامت اور نامۂ اعمال اور عذاب قبر اور منکر نکیر کا
پوچھنا اور میزان عدل اور صراط سب سچ ہے۔ ان پر پہلے لوگونکا اعتقاد تھا اور انہین
اعتقاد کرنے کا حکم ہے اور پہلے اس سے کہ دین مین کوئی نئی بات ظاہر ہو اُسپر سب نے
اجماع بھی کیا ہے۔ پھر آدمی نے دلکے کامونکو خیال کیا اور اُسکے ضروری چیزونکو اد

باطن کی ممنوع باتونکو بھی جنکی تفصیل اس کتاب مین آویگی دہیان کیا یہانتک کہ اُنکا علم حاصل ہوگیا اور پہر جس بات کے کرنے کی حاجت تھی اُسکو بھی جان لیا جیسے پاکی اور روزہ اور نماز تو ثواب علم کی بابت خدا کا فرض ادا کیا اور علماء امت محمدی مین داخل ہوا اور اگر اس علم پر جو سیکھا ہے عمل بھی کیا تو علم کی بڑی بزرگی اور بے اندازہ قدر حاصل ہوگئی اور اسوقت یہ گھاٹی طے ہوئی اور پیچھے چھوڑا اور بے اندازہ ثواب حاصل ہوا

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
نہین ہے پہرنے کی اور نہ طاقت مگر بمدد اللہ بزرگی و برتر کے

دوسری فصل ۔ توبہ کی گھاٹی کا بیان

طالب عبادت کو علم سیکھنے کے بعد لازم ہے کہ گناہون سے توبہ کرے اور توبہ کی ضرورت دو چیزونکے سبب سے ہے اول یہ کہ عبادت کرنیکی توفیق ہووے اسواسطے کہ گناہونکی برائی آدمی کو عبادت سے محروم کرتی ہے اور رسوائی اور خواری کا پہل لاتی ہے کیونکہ گناہونکی بیڑی عبادت کیطرف نہین جانے دیتی اور گناہونکا کئے جانا دلکی سیاہی سے ہوتا ہے ۔ سچ ہے کہ دل جب سختی اختیار کرتا ہے تو گناہ کرنے کی پروا نہین کرتا اور اگر خدا تعالی کی رحمت شامل حال نہو تو گناہ آدمی کو کفر تک پہنچا دیوین شعر رحمت قدم رنجہ کرے گر تیری ادہر یارب جے پہر تو کون ہمارے گناہ کا ۔ پس کسطرح توفیق طاعت کی ہو اُس شخص کو جو ہر وقت گناہون اور برائی کی سختی مین رہے اور ایسے آدمی کو کب رات بلسکتا ہے جو گناہ ہیٹ کئے جائے ۔ اور کسطرح خدا کے قریب ہوسکتا ہے مناجات مین جو گناہونکی ناپاکی مین بہرا ہوا ہے ۔ حدیث شریف مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اُسوقت دو نو فرشتے اُس سے جُدے ہوجاتے ہین اسواسطے کہ اُسکے منہ

ست بو آنے لگتی ہے۔ پس ایسی زبان کو خدا تعالیٰ کے ذکر کی صلاحیت کیونکر ہو سکتی ہے اور گنہگار کو یقیناً عبادت کی بہی توفیق کم ہو گی اور اگر شاذ نادر بڑی دشواری سے کچھ عبادت کریگا تو اسمین کچھ حلاوت اور صفائی نہو گی کیونکہ گناہونکی خرابی اور توبہ نکرنے سے یہ باتین کہان۔ کسی نے درست کہا ہے کہ اگر آدمی رات کو عبادت اور دن کو روزہ نرکہہ سکے تو معلوم کرلے کہ گناہونمین مقید ہے انہون نے ہی عبادت سے روک رکہا ہے ؎ ہو گیا دامن تر نور حقیقت کو حجاب * کسطرح ابر مین خورشید نہ پنہان ہوگا *

دوسرا سبب توبہ کی ضرورت کا یہہ ہے کہ عبادت قبول ہو کیونکہ قرضخواہ قرضدار کا تحفہ نہین لیا کرتا ہے اور توبہ کرنا گناہونسے اور اہل حقوق کا راضی کرنا فرض عین ہے اور اکثر عبادت جو بندہ کرنا چاہتا ہے وہ نفل ہے۔ پس جبکہ فرض عین ذمہ پر ہو تو نفل کیونکر قبول ہو گی اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ مباح اور حلال کو چھوڑ کر حرام دیسے ہی کیا کرے اور کس منھ سے اپنے مالک سے راز و نیاز کرے اور اُس سے سب کچھ مانگے۔ جب وہ غلام سے ناراض ہو۔ یہ اُنکا حال ہے جو گناہ پر اصرار کئے جاوین اب اگر یہ پوچھو کہ توبہ خالصہ کسطرح ہوتی ہے اور بندہ کو کیا کرنا چاہئے کہ سب گناہون سے پاک ہو جاوے تو جانو کہ توبہ ایک عمل ہے دلکے اعمالون مین سے۔ اور غرض اس سے یہہ ہے کہ دل گناہون سے پاک ہو جاوے۔ ہمارے مرشد حضرت شیخ ابوالمعالی نے توبہ کی تعریف مین فرمایا ہے کہ توبہ خدا کے خوف سے ترک کرنا ایسی گناہ کے اختیار کا ہے کہ اُس طرحکا گناہ پہلے کر چکا ہو۔ اِس تعریف سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے لئے چار شرطین ہین اول یہہ کہ گناہ کے اختیار کو پکے جی سے چھوڑے یعنی یہہ ٹھانلے کہ کبھی اسکے گرد نہ پھرونگا۔ پس اگر کوئی

شخص گناہ اِسطرح ترک کرے کہ دلمین اُسکے یہہ ہو کہ شاید پہر یہ گناہ ہو جاویگا تو وہ تائب
نہوگا بلکہ گناہ ہونگا چھوڑنے والا کہلاویگا دوسری شرط توبہ کی یہہ ہے کہ ایسے گناہ سے
توبہ کرے جو پہلے اُسنے کئے ہون اسواسطے کہ اگر ویسے گناہ کبھی نکئے ہی نہین تو تائب
نہین کہلاویگا بلکہ متقی کہلاویگا۔ نظر برین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفر سے تائب
نہین کہہ سکتے ہین بلکہ متقی کہہ سکتے ہین اِسلئے کہ آپ پہلے ہی سے کافر نہ تھے اور حضرت
عمرؓ کو تائب کہہ سکتے ہین کیونکہ وہ پہلے کافر تھے پہر مسلمان ہوئے ہین تیسری شرط توبہ
کی یہہ ہے کہ جو گناہ اُسنے کیا ہے وہ اُس گناہ کے مثل ہو جسکو یہ چھوڑنا چاہتا ہے
اور مماثلت درجہ اور عذاب مین چاہئے ظاہر کی مشابہت کی ضرورت نہین مثلاً کوئی اپاہج
آدمی جسنے پہلے زنا کیا تہا یا رہزنی کی تہی اگر اپنے اُن افعال سے توبہ کرے تو اُسکی
توبہ قبول ہوگی اِسواسطے کہ توبہ کا دروازہ کہلا رہتا ہے بند نہین ہوا۔ یہان یہ سوال ہوتا ہے
کہ اُس سے اُسوقت مین اختیاری زنا اور رہزنی کا چھوڑنا ممکن نہین اِسلئے کہ جب وہ قادر
زنا وغیرہ پر نہین ہے تو وہ اُسکا تارک بھی نہین ہے بلکہ عاجز ہے تو اُسکا جواب
یہہ ہے کہ اگرچہ وہ زنا اور رہزنی پر قدرت نہین رکہتا مگر اِن دونوں کی مثل پر قادر ہے
یعنی جو گناہ کہ درجہ مین زنا کی برابر یا زیادہ ہین اُن سے تارک ہو سکتا ہے مثلاً
زنا کی تہمت اور غیبت اور چغلی کہانا کہ یہ اگرچہ زنا سے صورت مین علیحدہ ہین لیکن برائی
کی راہ سے درجہ مین برابر ہین۔ اور گناہ کا درجہ بدعت کے مرتبہ سے کم ہوتا ہے
اور بدعت کفر سے کمتر ہے۔ پس جو آدمی زنا اور رہزنی سے اور اُن سب گناہون سے
جنکے کرنے سے بالفعل عاجز ہے توبہ کرے تو درست ہے چوتھی شرط توبہ کی یہہ ہے

کہ توبہ خدا کے حکم کی تعظیم اور عذاب دردناک کے ڈر سے کرنی چاہیئے - دنیا کے
لئے یا لوگوں کے خوف سے یا تعریف کی خواہش سے یا فقر فاقہ کے ڈر سے توبہ نہو - یہہ ہین
شرائط وارکان توبہ کے - اگر انکے موجب توبہ ہوگی تو البتہ درست ہوگی - اب جن سببوں سے
کہ دل توبہ کیطرف رجوع کرتا ہے اُنکو سُننا چاہیئے کہ وے تین ہین - اوّل یہہ ہے کہ
اپنے گناہوں کی برائی کو یاد کرے - دوسرے یہہ کہ خدا تعالی کے عذاب کی سختی یاد کرے اور
جسکے سہنے کی طاقت نہین رکھتا - تیسرے یہہ کہ اپنی کمزوری اور کسی بہانہ کا پیش نجانا
یاد کرے اور اسطرح سوچے کہ جب مجھ مین آفتاب کی گرمی اور حاکم کے پیادہ کی مار اور
چیونٹی کے کاٹنے کی برداشت نہین تو دوزخ کی آگ اور اُسکے دربانوں کے گرزوں کی مار اور
سانپوں اور بچھوؤں کے کاٹنے کی سہار جو اونٹوں کی گردنوں کی برابر موٹے ہونگے کیونکر
ہوگی اگر ان باتوں کا رات دن خیال رکھے تو سب گناہوں سے توبہ خالص حاصل ہوجاوے
کہ پہر کبھی گناہ کے گرد بھی نجاوے اور توفیق اللہ کے ہاتہ ہے - پس اگر کوئی کہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے توبہ شرطین ارشاد نہین کی - توبہ کے معنی پشیمان
ہونے کے فرمائے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو پشیمانی پر بندہ کا اختیار نہین -
آدمی بہت سی چیزوں سے پشیمان ہونا چاہتا ہے مگر نہین ہوسکتا - اور توبہ کرنے کا
اسکو اختیار ہے - اور یہہ بھی یقینی بات ہے کہ اگر کوئی اس سبب سے پشیمان ہووے
کہ لوگوں مین میرا مرتبہ کم ہوگیا یا کسی گناہ مین مال خراب ہوگیا تو یہ ندامت توبہ نہین ہوگی
بلکہ گناہ ہی ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف مین جو پشیمانی مذکور ہے اُس سے
صرف ظاہر کی پشیمانی ہی مراد نہین بلکہ اُسمین کچہ اور بھی شرط ہے یعنی وہ ندامت مراد ہے

جو خدا تعالے کی تعظیم اور اُسکے عذاب کے ڈر سے ہو جس سے کہ آدمی توبہ خالص کیطرف
متوجہ ہو جاوے اور جو تینون باتین کہ ہمنے توبہ مین ذکر کی ہین وہ اسیطرح کی ہین کہ جب اُنکو
یاد کرکے نادم ہو تو البتہ یہ ندامت گناہ کے چہوڑنے کا سبب ہوگی اور اسکا اثر آگے کو
باقی رہیگا اور بالفعل بہی دلمین عاجزی پیدا کریگی اسیلئے ان چیزونکو شرائط توبہ مین
داخل کیا ہے پہر اگر کوئی یون کہے کہ آدمی سے کیونکر ممکن ہے کہ اس سے کوئی چہوٹا
یا بڑا گناہ نہو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام باوجودیکہ سب سے اشرف ہین اُنکے باب مین بہی
اختلاف ہے کہ اُنکو یہہ مرتبہ نصیب ہوا ہے یا نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات محال تو نہین
بلکہ ممکن ہے جسکو خدا تعالے نصیب کرے۔ اور توبہ کی شرطونمین یہ بہی تو ہے کہ آدمی
کوئی گناہ قصداً نکرے لیکن اگر بہولے سے ہو جاوے تو وہ معاف ہے۔ اور یہ بات
جسکو خدا تعالے توفیق دے اُسپر بہت آسان ہے ہان اگر کوئی یون کہے کہ توبہ
کرنے سے مجھکو یہ امر مانع ہے کہ دلمین گذرتا ہے کہ مین پہر گناہ کرونگا تو ایسی توبہ کرنے
سے کیا فائدہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ ایک شیطان کا دہوکا ہے۔ یہہ کسطرح معلوم
ہوا کہ دوسرے گناہ کے کرنے تک زندہ رہیگا شاید توبہ کرنے کے بعد ہی مرجاوے اور
دوسرے گناہ کی نوبت نہ پہنچے۔ باقی رہی یہ بات کہ اس بات کا خوف ہے کہ دوبارہ
گناہ مین ملوث ہو جاؤن تو چاہئیے کہ اپنے دل سے سچی توبہ کرلیوے پورا کرنا خدا کا
کام ہے۔ اگر یہ توبہ تمام ہوگئی تو یہی غرض تہی اور اگر پوری نہوئی تب بہی پہلے
گناہون سے بری ہوگیا صرف نیا گناہ ہی باقی رہا یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ غرض کہ
دوبارہ گناہ کے ڈر سے توبہ سے باز نرہنا چاہئیے کیونکہ یقیناً توبہ کرنے سے دو فائدے ہین

سے ایک ضرور حاصل ہوگا۔ اب گناہوں سے نکلنے اور دشمنوں سے چھوٹنے کا طریقہ
بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ گناہ تین طرح پر ہین۔ اول چھوڑ دینا اُن کاموں کا جنکا
کرنا ضروری ہے۔ مثلا نماز روزہ زکوۃ وغیرہ۔ پس ایسے گناہوں سے نجات کی صورت
یہہ ہے کہ یہ چیزین اگر چھوٹ گئی ہین تو اپنی طاقت کے موافق ادا کرنی چاہئین دوم
وہ کہ بندے اور خدا تعالی کے درمیان مین ہے جیسا شراب پینا اور باجونکا سننا
اور سود کہانا وغیرہ۔ ان سے باہر آنے کی تدبیر یہہ ہے کہ نادم ہو کر پکا ارادہ کرے
کہ پہر کبہی ایسا کام نکرونگا تیسرا وہ گناہ ہے کہ آپسمین بندونکے درمیان ہو یہ بڑا
سخت اور مشکل ہے اسکی کئی قسمین ہین مال مین جان مین آبرو مین لونڈی یا
عورت مین یا دین مین۔ پس اگر گناہ مال کا ہے مثلاً کسیکا مال ناحق لے لیا تو واجب
ہے کہ اُسکو واپس کر دیوے اور نہو سکے تو مالک سے معاف کراوے اور اگر مالک موجود
نہو تو اُسکی روح کے لئے صدقہ کرے۔ اور یہہ بہی نہو سکے تو بہت سی نیکی کرے اور
اللہ تعالی سے عاجزی کرتا رہے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اُسکو خوش کر دیوے
اور اگر گناہ جان مین ہو یعنی کسیکا خون کیا ہو اُسکے وارثون کے پاس جائے تا کہ وہ
بدلہ لے لیوین یا معاف کر دیوین اور نہو سکے تو خدا تعالی سے عجز و انکسار کے ساتھہ عرض
کرے تا کہ وہ مدعی کو راضی کر دیوے۔ اور گناہ آبرو کا یعنی کسیکی غیبت کرنی یا بہتان
باندہنا اور گالی دینا وغیرہ۔ پس اسکا علاج یہہ ہے کہ آپکو اُسکے سامنے جھوٹا بنا دے اور
عذر کرے بشرطیکہ اُسکے غصہ کا ڈر نہو اور اگر یہ جانے کہ میرے کہنے سے اُسکو اور زیادہ
غصہ ہوگا تو خدا تعالی سے اُسکی مغفرت کی دعا مانگے۔ اور لونڈی اور عورت کے با

مین بہتر نہیں ہے کہ ظاہر نکرے بلکہ خدا تعالی سے التجا کرے تاکہ قیامت کے دن
اللہ تعالے اُنکو راضی کردیوے۔ اور دین کا گناہ یہ ہے کہ مثلاً کسیکو کافر یا گمراہ کہدیا تو
یہہ بہت سخت ہے اُسوقت چاہیئے کہ اُس آدمی کے سامنے آپکو جھوٹا بناوے اور ہوسکے
تو معاف کراوے اور نہین تو خدا تعالی سے بہت سی عاجزی اور ندامت کے ساتھ
عرض کرے تاکہ خدا تعالے اُنکو راضی کردیوے۔ غرض اِس سے یہ ہے کہ اپنے مقدور بھر
مدعیونکو راضی کرے اور نہو سکے تو راستی اور عاجزی سے خدا کی درگاہ مین عرض
کرے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اُنکو راضی کردیوے۔ خدا کے فضل سے
امید ہے کہ بندہ کا صدق اور تضرع دیکھکر اپنے خزانہ رحمت سے وہ دشمنونکو
راضی کردیگا۔ پس جبکہ اِس کہنے کے موافق اسنے عمل کیا اور گناہونکے چھوڑنیکا
ارادہ مصمم کرلیا تو سب گناہون سے باہر ہوگیا اور اگر گناہ چھوڑنیکا ارادہ کرکے توبہ کرلی
لیکن جوبا تین فوت ہوئی تہین اُنکو ادا نکیا اور دعویدارونکو راضی نکیا تو وہ بیشک
پوچھی جاوینگی اور باقی سب معاف ہوجاوینگی تنبیہ یارو لیقین کرلو کہ توبہ کی گھاٹی
بہت سخت ہی اور اُسکا ڈر بہت بڑا ہے یہانتک کہ لوگون نے بیان کیا ہے کہ
ابو اسحاق اسفرائنی جو کہ بڑے بزرگون مین سے تھے وہ فرماتے ہین کہ تیس برس سے
مین خدا تعالی سے توبہ نصوح طلب کرتا تھا مگر منظور نہین فرماتا تھا۔ ایکبار مین نے تعجب سے
عرض کیا کہ سبحان اللہ تیس برس سے ایک ضرورت کو طلب کرتا ہون پوری نہین ہوتی۔
خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تو تعجب کرتا ہے اور اس اپنی حاجت کو بہت چھوٹی
سمجھتا ہے یہ نہین جانتا کہ مین خدا تعالی سے کیا مانگتا ہون۔ تیری درخواست یہی کہ

اللہ تعالے تجھکو دوست رکہنے بمضمون اِس آیت کے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۝ یعنی اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنیوالے اور خوش آتے ہین ستہرائی والے۔ پس یہ آرزو کچہہ چہوٹی آرزو نہین ہے۔ یہان سے معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بزرگ دین کے کامون اور دلکی درستی مین اور آخرت کے سامان کا کتنا بند و بست کرتے تھے۔ اب جو توبہ کے نکرنے سے نقصان ہوتا ہے اُنکو جاننا چاہیے کہ گناہون کے سبب سے شروع مین تو دل سیاہ اور سخت ہوتا ہے اور انجام کار نوبت کفر تک پہنچتی ہے جسکے سبب سے ہمیشہ کو بدبخت ہوجاتا ہے اللہ تعالے ہمکو اس سے بچاوے۔ ڈرنا چاہیے اور ابلیس و بلعم باعور کی کہانی کو بہولنا نچاہیے کہ پہلے انہون نے گناہ کیا تہا مگر آخر کو کافر ہوگئے اور ہمیشہ کو ہلاک ہونے والون کے ساتہہ ہلاک ہوئے۔ ای عزیز خبردار ہو اور کوشش کر شاید کہ گناہون کا اصرار اپنے دل سے اُکہاڑ سکے۔ کسی بزرگ نے کہا ہے کہ گناہون کے سبب سے دل سیاہ ہوجاتا ہے اور سیاہی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ڈر معلوم نہو اور عبادت مین کچہہ مزہ نملے اور نصیحت کی بات دلمین اثر نکرے۔ آور نیز لازم ہے کہ کسی گناہ کو کم نجانے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہ کیا کرے اور آپکو تائب سمجہے۔ کہمش ابن حسن جو کہ ابدال تہے اُنسے روایت ہے کہ وہ کہتے تہے۔ مین نے ایک گناہ کیا ہے اُسکے بدلے چالیس برس سے رو رہا ہون۔ اُنسے پوچہا وہ کون گناہ ہے۔ بتایا کہ ایکبار ملاقات کو میرا بہائی آیا تہا مین نے اُسکے واسطے مچہلی خریدی اور ہاتہہ دہوتے وقت مٹی ہمسایہ کی دیوار سے لیکر ہاتہہ دہولائے اُس دن سے نادم ہون کہ بے اجازت مین نے دوسرے کی چیز مین کیون تصرف کیا یہ گناہ ہے جسپر چالیس برس سے روتا ہون اور کہتے ہین کہ ایک

بزرگ نے کرایہ کے گھر مین بیٹھہ کر خط لکھا اور چاہا کہ اُس گھر کی دیوار کی مٹی سے خشک
کریون دلمین خیال گذرا کہ یہ کرایہ کا گھر ہے اسکی خاک سے خشک کرنا مناسب نہین پھر
خیال کیا کہ یہ تھوڑی سی بات ہے اسکا مضائقہ نہین آخر خشک کرلیا۔ غیب سے یہ آواز آئی
کہ جو سمجھے ہین یہ خاک لینی روا + قیامت کو دیکھین گے اسکی سزا + پس اے عزیز غافل
مت ہو اور اپنے نفس سے حساب کر اور توبہ مین جلدی کر موت کا حال معلوم نہین کب آوے
دنیا کی فریب مین مت آ اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کا حال یاد کر اُنکو خدا نے اپنی ید قدرت
سے پیدا کرکے بہشت مین رکھا باوجود اس رتبہ کے دیکھہ تو اُنکے ساتھہ کیا معاملہ ہوا فقط
ایک ہی گناہ کیا تھا کہ جسکے عوض مین بہشت مین سے نکال دیا۔ کہتے ہین کہ خدا تعالی نے
فرمایا کہ اے آدم تیرا مین کیسا ہمسایہ تھا۔ عرض کیا بہت اچھا۔ ارشاد ہوا کہ اے آدم
ہمارے پاس سے چلا جا اور تاج کرامت کا سر سے اُتار رکھہ ہمارے پاس نافرمان کا کام نہین
- کہتے ہین کہ حضرت آدم دوسو برس تک روئے جب خدا تعالی نے اُنکی دعا قبول فرمائی اور
ایک گناہ معاف کیا۔ یہ حال پیغمبرون کا ہے جو برگزیدہ ہین اور ایک گناہ سے زیادہ
نہین کیا اور اسپر دوسو برس تک روئے اور توبہ کی۔ پس کیا حال ہوگا اُن لوگون کا
جنکے گناہونکی شمار نہین اسپر روزمرہ کئے چلے جاتے ہین توبہ کا تو کیا ذکر ہے اور اگر
توبہ کرکے توڑ دیوے اور دوبارہ گناہ صادر ہووے تو چاہیئے کہ اُسیوقت پھر توبہ کرلیوے
اور اپنے نفس کو سمجھا دیوے کہ شاید آئندہ گناہ کرنے سے پہلے مرجاؤن اسیطرح جب گناہ کرے تب ہی توبہ کرے اور
شیطان کے بہکانے سے توبہ کرنی نہ چھوڑے بلکہ جتنی گناہ کرے اُس سے زیادہ توبہ کرتا رہے۔ کسی بزرگ نے مضمون حدیث
قدسی کا رباعی مین نظم کیا ہے۔ رباعی باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ + گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ +

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست * صد بار اگر توبہ شکستی باز آ * رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اچھا تم مین وہ آدمی ہے کہ جو گناہ زیادہ کرے وہ توبہ بھی زیادہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا خیال کرے کہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ یعنی جو کوئی گناہ کرے یا اپنا بُرا کرے پھر اللہ سے بخشوا وسے پاوسے اللہ کو بخشتا مہربان فائدہ اس سب کا حاصل یہ ہے کہ جب آدمی نے گناہوں کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیا اور خدا تعالیٰ کے آگے اپنے دل کا حال معلوم ہو گیا کہ اب آیندہ کو گناہ نہ کریگا اور حقداروں کو بھی اپنی طاقت کے موافق راضی کر چکا اور جو فرض قضا ہوئے تھے وہ بھی اپنے مقدور بھر ادا کئے اور باقی عمر عجز و انکسار کے ساتھ خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ ہوا پس چاہیئے کہ اس مثنوی کے بموجب عمل کرے مثنوی پہلے تو غسل کرکے ہو وصاف * جامہ زیب بدن ہو پھر شفاف باخشوع و خضوع رکعت چار * پڑھکے منہ رکھ زمین پہ تو ایکبار * لیک یہ ماجرا ہو ایسی جا کوئی دیکھے نہ تجکو رب کے سوا * خاک منہ پر ہو اور دل غمناک * زخم عصیان سے ہو وسینہ چاک دلمین سو سو طرح ندامت کر * نفس کو اُس گھڑی ملامت کر * اور یون کہہ اُسے بصوت بلند کیون ہی اب تو گناہ کا پابند * مین نے تو شوق سے تجھے پالا * تو نے مجکو بلا مین کیون ڈالا کیسے کیسے گناہ تو نے کئے * اپنے سر پر یہ بوجھ تو نے لئے * تیری خاطر مین اب ہوا رسوا کون سے منہ سے جاؤن پیش خدا * کس گھڑی تجکو شرم آویگی * کب کو تیری اکڑ یہ جاویگی کس سے کہا یا ہی تو نے کہہ تو ذیب * کونسی جن کا ہی تجھے آسیب * تو نے سمجھا ہے کیا عذاب خدا کون اُس سے تجھے بچاویگا * تجھ مین اتنی کہانکی طاقت ہو * کہ اُٹھا لیوے ایسی آفت کو

پائیگا تو جزا شرارت کی + اپنے اس ظلم نے نہایت کی + آہ غافل تجھے خیال نہین
تجکو معلوم اپنا حال نہین + توبہ کرنے کا وقت آپونہچا + در توبہ پہ تو نہین آتا
نفس کو اسطرح ملامت کر + پہر تو تنہ پہیر اپنے مطلب پر + یعنی اندوہ دل سے ہوگریان
ہاتہ اٹہاکر تو ہوکے یون نالان + ای نوازندۂ زمان و زمین + تیرے در پہ ہے بندۂ مسکین
در در سے تیرے پہرا مارا + لیک کچہہ بن نہین پڑا چارا + نفس شیطان سی ہوکے زار و نزار
در پہ آیا ہے لے گناہونکا بار + معذرت کے سوا نہین کچہہ زار + تیرے فضل کے سوا نہین فریاد
میرے اعمال پر نظر مت کر + کر خدا اپنی مغفرت پہ نظر + کون تیرے سوا میری دے داد
کس سے جاکر مین مانگون اپنی مراد + آب رحمت سے تو گناہونکو دہو + کر دے اب آئینہ سے میرے دلکو
نقش عصیان کا زندگی بہر تک + لوح سینہ سے میرے کردے حک + تیرے الطاف کا بہروسا ہے
تو مرادونکا دینے والا ہے + جبتلک میری جان مین ہو جان + یاد تیری رہے مجھے ہر آن
یا الہی تو کر دعا مقبول + بطفیل رسول آل بتول + اسکے بعد یہ دعا پڑہے
اَللّٰهُمَّ يَا مُجَلِّيَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ يَا مُنْتَهٰى هِمَّةِ الْمَهْمُوْمِيْنَ يَا مَنْ
اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اَحَاطَتْ بِنَا ذُنُوْبُنَا اَنْتَ
الْمَذْخُوْرُ لَهَا يَا مَذْخُوْرًا لِكُلِّ شِدَّةٍ كُنْتُ اَدَّخِرُكَ لِهٰذِهِ
السَّاعَةِ فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط ترجمہ در نظم
ہو کشایش تیرے افضال سے اے عزوجل + کوئی عقدہ ہو کسی کام مین ما لا ینحل (مشکل)
کون مظلوم کی فریاد رسی کرتا ہے + لطف و احسان کا تیرے ہی وہ دم بہرتا ہے
کن سے کر دیتا ہے جو چاہے تو دم مین موزون + اسکی تصدیق مین کہتا ہے تو خود کن فیکون

فوج عصیان نے خدایا مجھے آگھیرا ہے * کچھ نہین بنتی ہے پر آسرا اب تیرا ہے
سب کی شدت مین الٰہی تو ہی کام آتا ہے * تو ذخیرہ ہے میرا دل مین یہی بھاتا ہے
توبہ مین کرتا ہون مقبول ہو از لطف عمیم * کیونکہ ہے نام خدایا تیرا تواب و رحیم
* پھر بہت سا روئے اور یہ دعا پڑھے یَا مَنْ لَّا یَشْغَلُهٗ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ
یَا مَنْ لَّا یُغَلِّطُهٗ کَثْرَةُ الْمَسَائِلِ یَا مَنْ لَّا یُبْرِمُهٗ
اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ وَلَا تُضْجِرُهٗ مَسْئَلَةُ السَّائِلِیْنَ اَذِقْنَا بَرْدَ
عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ رَحْمَتِكَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ترجمہ در اشعار

اے خدا اے چارۂ درد نہان * سب کی سنتا ہے تو فریاد و فغان * سنتا ہے ہر اک کے تو حالات کو
کچھ نہین مشغولی تیری ذات کو * کرتا ہے لاکھون ہی تو حاجت روا * پر کبھی ہوگا ہو یہ ممکن ہے کیا
کثرت الحاح سے ہرگز ملال * تو نہین کرتا ہے رب ذو الجلال * سائل آکر گر کرین بیحد سوال
تو نہین ہوتا ہے تنگ اے ایزد تعال * چونکہ سب چیزون پہ قدرت ہے تجھے * ہاتھ پھیلاتا ہون تیری سامنے
اپنی رحمت کا مزا مجکو چکھا * عفو سے ٹھنڈا کلیجا کر میرا * پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
پر درود بھیجے اور سب مسلمانون کے واسطے بخشش طلب کرے اور عبادت مین مصروف ہو تو اسے
توبہ نصوح حاصل ہوتی اور تمام گناہون سے بالکل ایسا بری ہو گیا کہ جیسا آج مان کے پیٹ سے
پیدا ہوا ہے اور خدا تعالی نے بھی دوست بنایا اور ثواب اور برکت اور رحمت اتنی ہوتی
کہ اسکا بیان نہین ہو سکتا اور عذاب اور دنیا کی بلا سے نجات پائی اور اس گھاٹی کو اللہ تعالے
کی مدد سے قطع کیا اور اسیکو سب کچھ طاقت ہے *

فصل سوم علائق کی گھاٹی کا بیان

علم اور توبہ کے بعد عبادت کرنے والے کو لازم ہے کہ سب موانع کو دفع کرے تاکہ
عبادت درست ہوجاوے اور کہتے ہین کہ سب روکنے والے چار ہین انمین پہلا مانع دنیا ہے
اسکا دفع کرنا اسطرح ہوسکتا ہے کہ آپ اس سے بچکر علحدہ ہوجاوے اور اسمین زاہد بنجاوے
شعر یہ حال ہوا اسکے فقیر ونسے ہویدا + آلودہ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اسکا + اور دنیا
کو چھوڑنا دو وجہ سے بیان کیا گیا - اول درستی عبادت کے لئے کیونکہ دنیا کی رغبت
عبادت کو مانع ہے اسواسطے کہ جب ظاہر مین دنیا کی تلاش ہے اور باطن مین بھی اسکا
خیال رہا تو عبادت کیونکر ہوگی دل تو ایک ہے ایک شے کیطرف مشغول ہوکے دوسری
طرف کیونکر مشغول ہوگا - دنیا اور آخرت کی مثال دو سوتنون کی سی ہے کہ جب ایک کو
راضی کریگا دوسری ناراض ہوگی - یا یہ کہ دنیا و آخرت کی مثال شرق و غرب کی سی ہے
جتنا ایکطرف کو نزدیک ہوگا اتنا ہی دوسرے سے دور ہوجاویگا اور دنیا جو ظاہر مین عبادت
کو منع کرتی ہے خود ظاہر ہے چنانچہ حضرت ابی درداؓ کی نقل ہے کہ کہتے تھے کہ مینے
عبادت اور تجارت کو جمع کرنا چاہا مگر نہوسکی نا چار تجارت کو چھوڑکر عبادت کیطرف
متوجہ ہوا شعر اگر جمعیت دل ہے تجھے منظور قانع ہو + کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ
ہوتے ہین ٭ اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے اگر دنیا و آخرت جمع
ہوتی تو مجھ پاس ہوتی اُس قوت کے سبب سے جو خدا تعالی نے مجکو عنایت کی ہے جب یہ
حال ہو تو فنا ہونیوالی شے (یعنی دنیا) کا نقصان اُٹھانا بہتر ہے اور دل کا دنیا مین پھنسنا اسواسطے
عبادت سے روکتا ہے کہ جب وہ طلب دنیا مین لگا ہوا ہے تو عبادت مین کیونکر مصروف
ہوسکتا ہے - ایک دل سے دو شغل کا ہونا ممکن نہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پوری بات یہ ہے کہ دنیا خدای عز و جل کی دشمن ہے اور طالب مولے خدا کا دوست ہے
پس ضرور ہے کہ دوست کے دشمن کو دشمن جانئے اور فرمایا کہ دنیا ایک مردار ہے ظاہری خوشنما
اور آرایش سے بنی ہوئی ہے پس عقلمند اسکو چھوڑ دیتے ہین اور بیوقوف اسکا ظاہر دیکھہ کر
فریب کہا جاتے ہین رہی یہ بات کہ زہد کا حکم دنیا مین فرض ہے یا مستحب تو اسکو یون جاننا
چاہیئے کہ زہد حلال اور حرام دونون مین ہوتا ہے حلال چیزونمین زہد کرنا مستحب ہے
اور حرام مین فرض۔ جو لوگ کہ عبادت مین مستقیم ہین انکو حرام مردار کے برابر ہے کبھی ضرورت
حرام کہانے پر ناتہہ نہ بڑہاوین اور ضرورت کے وقت بہی بقدر دفع ضرورت کہاوین اور حلال
مین زہد ابدالون کا درجہ ہے وہ حلال کو بھی بقدر ضرورت کے سوا مردار کے برابر جانتے ہین
اور حرام تو انکے نزدیک آگ کی برابر ہے اسکے کہانیکا کبھی انکے جیمین خیال بہی نہین آتا دنیا کی
طرف سے دل ہٹجانے کے یہی معنی ہین یعنی اسکی طرف سے ایسا دلکو ہٹا لیوے کہ پھر کچھہ خواہش
نرہے ؎ این جہان دام است و دانہ اش آرزو ٭ درگریز از دامہای و دام او ٭ اب اگر کوئی
یہ کہے کہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ باوجود اتنی لذتون اور خواہشونکے دنیا آدمی کے نزدیک حرام آگ کی برابر اور
حلال مردار کی برابر ہو جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جس آدمی کو خدا توفیق خاص عنایت فرما دے اور وہ
آفتین اور خرابیان دنیا کی جانے وہ ایسا ہی ہو گا جیسا بیان کیا گیا مگر جو لوگ کہ دنیا کے عیبون سے
اور اسکی آفتون سے خبر نہین رکہتے اور اسپر فریفتہ ہین وہ اس بات سے بہت تعجب کرینگے پس اس
باب مین ایک مثال لکھتا ہون جس سے یہ بات خوب سمجھہ مین آجاوے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی نے
حلوا نفیس سب میوے اور خوشبوئین یعنی بادام اور شکر اور کشمش اور زعفران و مشک وغیرہ ڈالکر
خوب بہ تکلف بنایا اور پھر تہوڑا سا زہر قاتل چہپا کر ملا یا اس طرح کہ ایک آدمی نے اسکو دیکھہ لیا

مگر دوسرے نے نہین دیکھا - اب اگر حلوائی رہی حلوا اُن دونونکے سامنے کھانیکو لیجے
تو جو آدمی کہ زہر سے آگاہ ہے اُسکے کھانے پر کبھی خواہش نکریگا اور اُسکو آگ کی برابر جانیگا
کیونکہ وہ اُسکی خرابی سے خبردار ہے اُسکو بادام وغیرہ جو اُسکی لذت اور آرایش کے لئے ہین
فریب نہین دے سکتے مگر یہہ بیچارہ جو پوشیدہ زہر سے خبر نہین رکھتا دیوانہ ہوکر برغبت تمام
کھالیونگا اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوگا کہ اِس بیچنے والے کو وہ ملامت کرے اور کہے کہ شاید
تو دیوانہ ہے جو ایسا حلوا نفیس نہین کھاتا اور اُس سے احتراز کرتا ہے - یہہ مثال اُن
لوگون کی ہے جو دنیا کے عیب معلوم کرکے اُسکو حرام جانتے ہین اور اُن نادانونکی جو لاعلمی
سے اُسکی طرف رغبت کرتے ہین اور اگر اِس حلوا مین زہر کی جگہہ تھوک رینٹ ملا دیوے
کہ اُسکے دیکھنے والیکو مگر وہ معلوم ہو - پس جس آدمی نے اُسکو تھوک وغیرہ ملاتے دیکھا ہے
وہ ہرگز بلا ضرورت اُسکے کھانے کی خواہش نکریگا اور دوسرا جو اُسکے عیب سے خبر نہین کھتا
چاہ کر کھالیونگا - یہ مثال اُن لوگونکی ہے جو حلال کو بھی مردار کی برابر جانتے ہین اور اُن
لوگون کی جو بدون جانے اُسپر راغب ہین دونو آدمی طبیعت مین تو برابر ہین مگر علم اور جہل مین
مختلف یعنی اگر جاہل کو عالم کی برابر معلوم ہوتا تو وہ اُسکو کبھی نہ کھاتا اور اگر عالم بھی جاہل
کیطرحسے نجانتا تو وہ بھی خوشی سے کھالیتا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچاؤ علم مین ہے
طبیعت مین نہین - یہ بات بڑی مفید اور ظاہر ہے - جس شخص کو عقل اور انصاف ہوگا وہ اُسکے
سچا ہونیکا مقر ہوگا اب اگر کوئی یون کہے دنیا مین سے تہوڑا سا حاصل کئے بغیر آدمی کو چارہ
نہین یعنے اِسقدر کہ نفس کی زندگی کا سہارا ہو پہر کیونکر بچاو ہوسکتا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ بقدر حاجت زہد مین مقصود نہین بلکہ اُس زیادتی مین زہد کرنا چاہیئے جسکی قوام نفس مین

ضرورت نہین اور بندہ کی حاجت اسیقدر ہے کہ نفس کو اتنی قوت ہے کہ خدا تعالے
کی عبادت کر سکے زیادہ کہانے اور لذت کی کچہہ ضرورت نہین اور خدا تعالے کو اختیار
ہے چاہے کسی چیز کے وسیلہ سے قوت دیوے اور چاہے نہ کسی چیز کے قایم رکہے
جیسا کہ فرشتونکو قوت دی ہے اور جب کسی چیز کے وسیلہ سے قوام دیوے تو اختیار
ہے کہ ایسی چیز کے وسیلہ سے عنایت کرے جو کہ بندہ کے پاس ہو یا جسکو حاصل کر سکتا
ہو یا ایسی شے سے قوام دیوے کہ جو خاص اُسکے قبضہ اور قدرت مین ہو مگر بغیر طلب اور
سعی کے ایسی جگہہ سے پہنچا دیوے کہ بندہ کو اُسکا حال بھی معلوم نہو جیسا کہ خود فرمایا
ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرے
خدا اُسکے لئے مشکل سے نکلنے کی تدبیر کر دیتا ہے اور ایسی جگہہ سے روزی دیتا ہے کہ اوسکو
معلوم نہو۔ غرضکہ بندہ کسی حال مین رزق کی طلب اور خواہش کا محتاج نہین اور اگر اسپر
بھی نے طلب کے رہ نہین سکتا تو چاہیئے کہ طلب مین یہ نیت ہو کہ اُسکے سبب سے مجکو عبادت
مین تقویت حاصل ہو نہ کہ لذت اور شہوت دنیاوی ملے۔ البتہ اس نیت سے دنیا کا حاصل
کرنا خیر مین شامل ہوگا اور زہد کے بہی مخالف نہوگا ؎ مال را گر بہر دین باشی حمول
نِعْمَ مَالٌ صَالِحٌ خواندش رسول دوسرا روکنے والا عبادت سے خلق ہے بعد دفع کرنے
خواہش دنیا کے لازم ہے کہ خلقت سے علحدہ ہو جاوے دو سببون سے ایک یہ کہ لوگ عبادت
سے باز رکہین گے۔ ایک بزرگ سے نقل ہے فرماتے ہین کہ مین ایک جماعت کے پاس کو
گیا۔ دیکہا تو تیر لگا رہے ہین اور ایک آدمی اُنمین دور کو بیٹہا ہوا ہے۔ مین نے چاہا
کہ اُس سے بات کرون اُسنے پہلے ہی کہا کہ میرے نزدیک خدا کا ذکر کرنا اچہا ہے

مین نے کہاکہ تم سب سے الگ کیون بیٹھے ہو جواب دیاکہ میرے پاس میرا پروردگار
ہے اور دو فرشتے ہین۔ مین نے کہاکہ اس جماعت مین بڑا ہوا کون ہے جواب دیاکہ
جسکو خدا نے بخشدیا۔ مین نے کہاکہ رستہ سیدھا کونسا ہے۔ وہنے ہاتہ سے آسمان کیطرف
اشارہ کیا اور اٹھکر کہتا ہوا چلاگیا الٰہی تیرے اکثر بندے تجھسے غافل ہین۔ اسطرح آدمی کو
خلقت عبادت سے منع کرتی ہے اور عبادت ہی کو منع نہین کرتی ہے بلکہ گناہ اور ہلاکت
مین ڈالدیتی ہے چنانچہ حاتم اصم سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے خلقت
سے پانچ چیزین طلب کین پر ایک بہی نملی۔ مین نے انسے عبادت اور زہد کے لئے کہا
انہون نے نکیا۔ مین نے کہاکہ اس امر مین میری مدد کرو وہ بہی نکی تب مین نے کہا اگر
مین عبادت اور زہد کرون تو مجھسے ناراض مت ہونا اسپر بھی راضی نہوئے۔ مین نے
کہاکہ مجکو اس امر سے روکنا مت۔ انہون نے منع کیا انجام کار مین نے کہاکہ جس کام سے
خداتعالے ناراض ہو اسکے کرنے کو مجھسے مت کہنا اور اگر مین نکرون تو مجھسے
دشمنی نکرنا یہ بہی نمانا اور دشمنی کی اسواسطے مین خلقت کو چھوڑکر اپنے کام مین مصروف
ہوا ہے کبوتر با کبوتر کی مثل کسطرح سچ جانین * بلائی کام آیا جنس والون ہی نے مٹی مین *
علاوہ ازین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ عزلت کو بیان کردیا ہے اور عزلت
والونکو جتلا دیا ہے اور خلقت سے جدا ہونے کو فرمایا ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ
حضرت ہمارے لئے ہمیشہ بہلائی چاہتے ہین اور ہمسے زیادہ ہمارے ناصح ہین پس چاہیئے
کہ جسوقت آدمی اپنے زمانہ کو حضرت کے فرمانے کے موافق پاوے تو انکے حکم کو بجالاوے
اور انکی نصیحت کو قبول کرے اور کچھہ شک نکرے اور نکتی با تو نسے اپنا نقصان نکرے

اسواسطے گوشے سب لوگون سے زیادہ بہلائی آدمی کی خواہ وہ کسی زمانہ مین ہوجاتے
تھے اور آپکا قول یہ ہے کہ عبداللہ ابن عمروابن عاص فرماتے ہین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپنے فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جسوقت تم لوگونکو عہد
پرثابت ندیکھو اور امانت مین خیانت ہو وہ فتنہ کا زمانہ ہے۔ عبداللہ ابن عمروابن عاص
فرماتے ہین کہ مین نے عرضکیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اُس زمانہ مین کیا کرون
فرمایا کہ اپنے گہر مین ٹہہرے رہو اور اپنی زبانکی محافظت کر اور جو جانتا ہو اُسپر عمل کر اور جو بجانتا ہو اُسکو چہوڑ
اور تجہے چاہیئے کہ اپنا فکر کرے اور دوسرےکا چہوڑ دے اور ایک دوسری حدیث شریف
مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہرج کے دن ہونگے۔ لوگون
نے عرضکیا کہ یارسول اللہ ہرج کسکو کہتے ہین فرمایا کہ وہ ایسا زمانہ ہے کہ لوگ اپنے
پاس والونسے بیخوف نہون۔ اور اور حدیث مین ہے حضرت ابن مسعودؓ سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث ابن عمیرکو فرمایا کہ اگر تیری بڑی عمر ہو تو تجہپر ایک زمانہ
آویگا کہ اُس زمانہ مین نصیحت کرنیوالے بہت ہونگے اور عمل کرنیوالے کم اور مانگنے والے زیادہ
ہونگے اور دینے والے تہوڑے۔ اُس زمانہ مین عالم تابع ہوا نفسانی کے ہونگے۔ ابن مسعودؓ
فرماتے ہین کہ مینے عرضکیا کہ وہ زمانہ کب ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جن دنون نمازین قضا کرین
اور رشوت لیوین اور دین کو تہوڑی سی دولت دنیا کے بدلے مین بیچ ڈالین اے نیکبخت اُس
زمانہ کے لوگونسے دور رہ۔ مصنف کتاب فرماتے ہین کہ جو کچہہ ان حدیثون مین بیان کیا
ہے مینے اپنی آنکہہ سے اپنے زمانہ مین دیکہہ لیا تو پہر اب بجز عزلت کیا کرنا چاہیئے۔ پہلے
زمانہ کے بزرگون نے اُس زمانہ سے اور اُس زمانہ کے لوگون سے دور رہنا پسند کیا اور

گوشہ نشینی اختیار کی اور گوشہ نشینی ہی کا سب کو حکم کیا اور اسمین کچھ شک نہین کہ وہ
لوگ ہمسے زیادہ دانا تھے اور اُنکا زمانہ بہی ہمارے زمانہ سے کہین بہتر تھا اور بعد
اُنکے زمانہ ابتر ہی ہوتا جاتا ہے چنانچہ یوسف ابن اسباط فرماتے ہین کہ مین نے سفیان
ثوری کی زبانی سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسکے سوا دوسرا خدا نہین
اِس زمانہ مین عزلت حلال ہو گئی ہے۔ پس جبکہ سفیان ثوری کے زمانہ مین گوشہ نشینی
حلال ہوئی تو ہمارے وقت مین واجب اور فرض ہونی چاہئے۔ اور سفیان ثوری ہی
سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے عباد خوّاص کو خط لکھا کہ تو اُس زمانہ مین ہے جس سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے حالانکہ اُنکو ہم سے زیادہ علم تھا۔
پس ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم اسی زمانہ مین ہین اور علم کی کمی ہے اور صبر بہی اتنا نہین
اور بہلائی کے مددگار تہوڑے ہین اور لوگونکا فساد بہت سا۔ اور حضرت عمر خطاب
نے فرمایا ہے کہ اکیلے بیٹھنے مین بُری لوگونکی ہمنشینی سے آرام ہے یعنی علیحدہ بیٹھنا
بُرے لوگونکے پاس بیٹھنے سے بچاتا ہے اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری
سے کہا کہ مجکو کوئی بہتر بات بتلائیے۔ فرمایا کہ لوگون کی بہت شناسائی ست کر مین نے
کہا کہ حدیث شریف مین تو آیا ہے کہ بہت لوگون سے ملنا چاہئے اِسواسطے کہ ہر ایک
ایمان والے کی ایک شفاعت ہوگی۔ سفیان ثوری نے جواب دیا کہ کوئی بُرائی بجز ملنے والے
کے اور کسی سے بہی حاصل ہوئی ہے۔ مین نے کہا کوئی نہین۔ پہر مرنے کے سالہا بعد
مینے اُنکو خواب مین دیکہا۔ عرض کیا کہ مجکو کوئی وصیت کیجئے یہی جواب دیا کہ لوگونسے
ملاقات کم کر اسواسطے کہ اُنسے خلاص ہونا بہت دشوار ہے ۵ ظلمت چہ بود کہ ظلمتہا ہے

خلق + سرسبز و انکس کہ گیرد پاہی خلق + اور فضیل ؒ نے فرمایا ہے کہ یہ وہ زمانہ ہے
کہ جسمین زبان کو روکنا چاہیے اور چھپ کر کسی جگہہ مین بیٹھہ رہیئے اور اپنے دل کا
علاج کیجیئے اور جو بات دین کی معلوم ہوا اُسکو کرئے اور جو بات نئی نظر آوے نکرئے
داؤد طائی ؒ فرماتے ہین کہ دنیا مین روزہ رکہہ اور آخرت مین افطار کر اور لوگون
سے بہاگ جیسا شیر سے اور ابو عبد اللہ ؒ نے فرمایا ہے کہ مجکو سب داناؤن نے
یہہ نصیحت کی ہے کہ اگر تجکو لوگون کی شناسائی ناپسند ہو تو جان کہ تجکو خدا تعالی
نے ایک بڑا کام دیا ہے۔ دوسرا سبب جو عزلت اختیار کرنے کا موجب ہے یہہ ہے
کہ لوگ سب عبادت کی ہوئی کو کہو دیتے ہین کیونکہ انکے سبب سے ریا اور بناوٹ آجاتی ہے
۔ یحیی ابن معاذ رازی ؒ نے فرمایا ہے کہ لوگونکا دیکہنا ریا کا فرش ہے اسی لیئے پہلے
زمانہ کے زاہدون نے ایک دوسرے کی ملاقات بالکل چہوڑ دی تہی بیان کرتے ہین کہ ہرم
ابن حیان ؒ نے حضرت اویس قرنی ؒ سے کہا کہ آؤ ایک جگہہ رہکر باہم ملاقات کرین
اویس قرنی ؒ نے فرمایا کہ دعا پیٹھہ پیچہے اور خواہش ملاقات کی رکہنی ایک دوسرے کے
ملنے سے بہتر ہے اسواسطے کہ ملاقات مین سراسر بناوٹ اور ریا ہے۔ اور سلیمان
خواص کو کہا کہ ابراہیم ادہم ؒ آئے ہین تم اُنکی ملاقات کو کیون نہین جاتے جواب دیا کہ
میرے نزدیک شیطان سے ملنا ابراہیم ادہم کی ملاقات سے بہتر ہے انسے اِسکا
بڑا تعجب معلوم ہوا۔ سلیمان نے کہا یہ مین نے اسوجہ سے کہا کہ اگر مین ابراہیم ادہم کی ملاقات
کرون تو مجہے ریا کرنی ہوگی اور شیطان کو دیکہون تو پرہیز کرونگا۔ ہمارے مرشد نے
ایک عارف سے ملاقات کی اور دیر تک ایک مجلس مین بیٹھے رہے آخر مین جب دعا

مانگ کر اُٹھے تو ہمارے مرشد نے کہا کہ مجھے یاد نہین کہ کسی جگہہ اِس مجلس سے زیادہ تر میں ڈرا
بیٹھا ہون عارف نے کہا کہ مین بھی اِس جگہہ سے زیادہ خائف کسی مجلس مین نہین بیٹھا تم اچھی
اچھی باتین اور حدیثین اور علمونکی باتین کرتے تھے اور تُمہارے ساتھ مین بھی ایسی ہی باتین
کرتا تھا۔ پس ہم دونون مین ریا تھی اِس بات کے سُنتے ہی مرشد صاحب بہت روئے
یہانتک کہ بیہوش ہوگئے اور گر پڑے۔ یہہ حال عابدون اور زاہدونکی ملاقات کا ہے
جو ہر وقت سب برائیون سے نا فہم ہین اُن لوگونکا کیا حال ہوگا جو ہر وقت دنیا مین پھنسے
اور عبادت مین کاہل ہین بلکہ شر مین گرفتار اور معرفت سے جاہل ہین۔ اب ایسا وقت ہے
کہ زمانہ بالکل خراب ہو گیا ہے اور لوگ تباہ ہوگئے یہانتک کہ اگر کوئی عبادت کرے تو
اُسے ایسا روکین کہ ہرگز نکر سکے اور اگر کچھہ عبادت کی بھی ہو تو اُسکو ضائع کر دیوین
اِسلئے ضرور ہے کہ اِن سے گوشہ اختیار کرے اور خدا تعالیٰ سے زمانہ کی خرابی اور
زمانہ کے لوگون کی تباہی سے پناہ چاہے کیونکہ وہی اپنی فضل اور رحمت سے سبکا نگہبان
ہے۔ اب یہ معلوم کرنا چاہئیے کہ خلقت سے علٰحدہ ہونے اور گوشہ نشینی کا کیا حکم ہے
اور اُسکا طریقہ کیا ہے اور کتنا ضروری ہے یعنی ہر ایک آدمی کو کتنا بچنا چاہیے پس
اِس کام مین دو طرحکے آدمی ہین۔ ایک وہ کہ خلقت کو اُن سے دین مین کوئی غرض نہین کہ کوئی
علم کی بات سُنین یا کوئی حکم شرعی پوچہین ایسے لوگونکو چاہئے کہ جمعہ جماعت اور حج
اور وعظ کی مجلس اور حاجت ضروری کے سوا خلقت سے نملین اور اِسطرح پوشیدہ رہین کہ
کوئی اُنکو نجانے اور نہ وہ کسیکو پہچانین اور اگر کوئی شخص کسی مصلحت کے سبب سے دین دنیا
کے کامونمین بالکل ملنا چھوڑ دیوے تو جائز نہین ہے مگر اِسطرح پر کہ کسی ایسی دور جگہہ

جارہے کہ وہان جمعہ اور جماعت اسپر واجب نہو جیسے پہاڑ اور ٹاپو وغیرہ غالباً عام
جو خلقت کو چھوڑکر دور رہتے ہین یہی وجہ ہے یا یہہ کہ یقیناً جانے کہ جماعت اور جمعہ
مین حاضر ہونے سے ثواب کی نسبت وہ ضرر زیادہ ہوگا جو جمعہ وغیرہ کے لئے آمد و شد
مین لوگونکے اختلاط سے اسکو پونہچیگا تو اسوقت چھوڑ دینا جمعہ اور جماعت کا جائز ہے
- مین نے مکہ معظمہ مین مشائخ کبار مین سے ایک عالم کو دیکھا کہ نے عذر جمعہ و جماعت کیواسطے
حرم شریف مین حاضر نہین ہوتے تھے اور مین اُنسے کچھ حاصل کرنیکو جایا کرتا تھا مین نے
اُنسے اسبات کا سبب پوچھا جواب دیا کہ جمعہ اور جماعت کے ثواب سے لوگون مین ملنے
کا گناہ زیادہ ہے حاصل اس سے یہہ ہے کہ معذور عذر رکھنے عتاب نہین ہے خدا تعالے
سب کا حال خوب جانتا ہے - پس بہتر یہہ ہے کہ جمعہ اور جماعت اور خیرات وغیرہ مین لوگون
سے ملے اور انکے سوا سب کامونمین علحدہ رہے اور اگر دوسرے طریقے پر عمل کرنا چاہے یعنی
کسی عذر کی وجہ سے جمعہ اور جماعت مین حاضر نہو سکے تو لوگونسے جدا جارہے تاکہ اُسپر یہہ
باتین فرض نہوئین - اور تیسرے طریقے مین یعنی شہر مین رہکر لوگونکی ملاقات کے عذر سے جمعہ
اور جماعت کو چھوڑ دیوے - یہہ بات بڑے سوچ کی ہے اور اسمین خطرہ غلطی کا بھی ہے
مگر پہلے دونون طریقے صاف ہین اللہ تعالے اپنے فضل سے مدد کرے - اور دوسرے
وہ آدمی ہے جو پیشوا ہو اور لوگونکو دین کے کامونمین اُسکی طرف حاجت زیادہ ہو یعنی
علم سکھلاوے یا حکم خدا اور حقوق کو بتلاوے یا غیر مذہب والونکو رد کرے یا لوگونکو کہہ سنکر
نیکی کیطرف بلاوے ایسے آدمی کو خلقت سے جدا ہونا نہین چاہئیے بلکہ اُسکو چاہیے کہ خلقت
مین رہکر انکو نصیحت کرے اور احکام آخرت اُنکو سنادے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جسوقت بدعتین ظاہر ہو وین اور عالم چپ ہو بیٹھین
تو ایسے عالمون پر خدا تعالی کی پھٹکار ہے - اگرچہ یہ اُسوقت ہے کہ جسوقت خلقت مین
رہتا ہو اور اگر خلقت مین نہو تو بھی اُسکو جائز نہین ہے کہ علیحدہ ہو کر بیٹھ رہے چنانچہ استاد
ابوبکر ابن فورک نے ارادہ کیا کہ لوگون سے جدا ہو کر عبادت کرون اسواسطے بعضے پہاڑون
مین پھرتے ایک آواز سُنی کہ اے ابابکر جب تو خلقت پر خدا تعالی کی حجت ہے تو اللہ تعالے
کے بندون سے کیون علیحدہ ہوا یہ سنکر پلٹ آئے اور خلقت مین رہے انکو لوگون مین رہنے
کا یہی سبب تہا - اور مامون ابن احمد نے مجہہ سے اُستاد اسحاق کا حال بیان کیا کہ انہون
نے جبل لبنان کے عابدون سے کہا کہ اے نباس پتی کے کہانے والو تم نے اُمت محمد
صلے اللہ علیہ سلم کو بد اعتقادون کے پنجون مین چہوڑ دیا اور آپ گہاس کہانے مین مصروف
ہوئے - عابدون نے جواب دیا کہ ہمکو طاقت لوگونکی صحبت کی نہین ہے تجکو خدا تعالے
نے اتنی قوت دی ہے - تجہے لازم ہے کہ خلقت کو نصیحت کرے اسکے پیچھے آپنے کتاب
جامع الجلی والخفی تصنیف کی لیکن یاد رکھے ایسے آدمی خلقت کے ملنے مین بہت سخت
کامون کے محتاج ہین - اول صبر کرنا اور حلم عظیم اور نظر دقیق اور خدا تعالی
سے ہمیشہ مدد چاہنا - دوسرے باطن مین سب سے علیحدہ رہنا - اگرچہ ظاہر مین لوگون سے ملا ہوا ہو
جو وہ اُس سے بات کرین تو یہہ بھی بولے اور اگر ملنے آوین تو ہر ایک کے مرتبہ کے لائق
تعظیم کرے اور سبکا شکر گذار رہے اور جو اس سے نملے اُسکو غنیمت جانے اگر وہ نیکی کرتے ہون
تو اُنکی مدد کرے اور اگر خرابی مین ہون تو اُنکو منع کرے اور مخالفت کرے اگر جانے کہ قبول
کرینگے تو اُنکے سب حق بجا لاوے مثلاً ملنے کو جانا اور بیمار کو پوچہنا اور جس کام کو کہین

اُسکو اپنی طاقت کے موافق کر دینا اور کچھ بدلا نہ لینا اور اگر ہو سکے تو اُنکو کچھ دیوے اور اُنسے طلب نکرے اور جو کچھ خود دیوین تو حتے الوسع نہ لیوے اور اگر کچھ تکلیف دیوین تو تحمل کرے اور کسیطرح بدلہ نلیوے اور کچھہ رنج ظاہر نکرے اور اپنی ضروریات کو اُن سے چھپاوے اور جہانتک ہو سکے اپنی حاجات آسانی یا دقت سے پوشیدہ پوری کرلیوے باوجود اسکے آخرت کے لئے بہی ذخیرہ کرے بیت کچہ عدم کا بہی خیال ابدل تجہی یہان چاہیئے * گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعان چاہیئے * چنانچہ حضرت عمر خطاب رضہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین رات کو سو رہون تو اپنی عمر ضائع کرون اور اگر دن کو سو رہون تو رعیت کی خرابی ہووے ان دو چیزون مین کسطرح نیند آوے اور اسطرحکی زندگی کہ تن اُن سے ملا ہوا ہو اور دل سے دور رہے بہت دشوار ہے ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ لوگون سے اتنا ملنا چاہیئے کہ دین مین نقصان نہو لیکن مصنف کے نزدیک جب فتنہ اُٹھے اور دین کا کام ایسا ہو کہ عالم کو نپوچھین اور دین کے کامونکے حاصل کرنے مین سعی نکرین اور اسکو ضروری نجانین ایسے وقت عالم بہی معذور ہے اسکو چاہیئے کہ گوشہ اختیار کرے اور لوگون سے دور رہے اور علم کو دبا دیوے اور مجکو یہ ڈر ہے کہ یہ زمانہ وہی نہو جسکا مین بیان کرتا ہون ۔ یہ ہے عزلت کا حکم اور خلقت سے دور رہنے کا اسکو خوب طرح سمجھہ لینا چاہیئے کیونکہ اسمین بڑے ضرر ہین اور بیڑا پار راستہ ہی اللہ مالک ہے اور مددگار ۔ اب یہان سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمکو جماعت کا ساتھہ لازم ہے اسواسطیکہ خدا تعالی کا ہاتہ جماعت پر ہے اور شیطان آدمی کا بہیڑیا ہے اکیلے کو پکڑ لیتا ہے ۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ شیطان تنہا کے ساتھہ ہے اور دو تن سے دور رہتے

اور گوشہ نشینی مین یہ بات کہان ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ قول فرمایا ہے ویسا ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ گھر کو لازم پکڑو اور گوشہ گیری
کا حکم کیا ہے اور خراب زمانہ مین لوگون سے دور رہنے کو فرمایا ہے اور ان دونون مین
تناقض نہین ہے کیونکہ حضرت نے جو فرمایا ہے کہ جماعت کو لازم پکڑو اسمین تین احتمال ہین
ایک یہ کہ لزوم جماعت کا امر دین اور حکم شرع مین مراد ہو یعنی کوئی بات خلاف اجماع کے نکرو
اسواسطےکہ اس امت کا اتفاق گمراہی پر نہوگا پس خلاف اجماع جسپر سب امتون کا اتفاق
ہے باطل اور گمراہی ہے نہ یہ کہ درستی دین کے لئے لوگونسے جدا ہونا اس سے مراد ہے
- دوسرے یہ کہ جماعت سے جماعت جمعہ وغیرہ مراد ہو کہ دین کی قوت اور جمال اسلام کا ہے
اور برکات سے خالی نہین کیونکہ جب کفار جماعت اسلام کی دیکھین گے تو انکو ہیبت اور غصہ
پیدا ہوگا اور یہی ہمارا بھی قول ہے کہ گوشہ نشین کو چاہیے کہ کار خیر مین لوگونکا شریک ہو
اور باقی کامون مین اُنسے جدا رہے اور احتراز کرے - تیسرے یہ کہ لزوم جماعت کا زمانہ
فتنہ مین ایسے شخص کے لئے ارشاد ہو جو کار دین مین ضعیف ہے یعنی جو شخص دین مین سست
اور زمانہ بھی فتنہ کا ہو تو وہ بالضرور جماعت کو لازم جانے مگر جو شخص دیندار صاحب بصیرت
ہو فتنہ کے زمانہ مین گوشہ اختیار کرے اور جمعہ اور جماعت کے سوا باہر نہ نکلے چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاط سے بچنے کو فرمایا ہے اور خلوت کا حکم کیا ہے
اگر کوئی دین کی درستی کے لئے چاہے کہ بالکل لوگون سے جدا ہو جاوے اور جمعہ اور جماعت مین
بھی نہ آوے تو وہ کسی پہاڑ یا جزیرہ مین جا رہے اور ایسے آدمی کو تو خدا تعالی جمعہ اور
جماعت خود ہی میسر کر دیتا ہے تا کہ ثواب سے نہ رہ جائے اسواسطےکہ جماعت کا بہت بڑا

ثواب ہے کو لوگ خراب ہو گئے ہین۔ اب ان کا بیان کرتے ہین کہ وہ جمعہ اور جماعت
مین حاضر ہوتے ہین اور ساعت بھر مین دوسری زمین پر جہان چاہین چلے جاتے ہین زمین
خود انکے لئے کھنچ جاتی ہے انکو جو کچھ خدا تعالیٰ کے یہان سے ملا ہے خدا اور زیادہ دیوے
شعر ہنیأ لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهُمْ * وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِينِ مَا يَتَجَرَّعُ * طوطیان در شکرستان
کامرانی میکنند * وز تحسر دست بر سر میزند مسکین مگس * اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے رہبان وہ لوگ ہین جو مسجدونمین بیٹھے ہین اور اس
سے یہہ نکلتا ہے کہ آپنے لوگونسے جدا رہنے کو منع فرمایا ہے تو یہ حکم غیر زمانہ فتنہ مین
فرمایا ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا اور مسجد مین بھی رہنے کا ڈر نہین لیکن لوگون سے
اختلاط نکرے یعنی اسطرح رہے کہ دست با کار و دل با یار بظاہر انسے اختلاط ہو اور باطن
مین رب سے ارتباط اور یہی ہماری غرض عزلت سے ہے یہ غرض نہین کہ دل اونسے ملا ہوا ہو
اور تن سے دور ہو اسباب مین حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا ہے کہ جسکا یہ مضمون ہے
شعر رہو اسطور لوگونمین کہ کثرت ہی مین خلوت ہو * نہو جز ذکر حق الفت وے خلقت سے وحشت ہو
اب اگر کوئی اس بیان کی روسے مدرسونمین اور صوفیون کی خانقاہ کے رہنے کے باب مین
متردد ہو تو یہ تردد بیفائدہ ہے کیونکہ یہہ لوگ آخرت کی راہ کے چلنے والے ہین اس کام
کے لئے یہہ طریقہ بہت پسند ہے اسواسطےکہ اسمین دونون فائدے ہین ایک یہ کہ ایسے
مکانمین رہنے سے لوگونسے علیحدگی میسر ہے۔ دوسرے جمعہ اور جماعت اور سب نیک کامونمین
انکے شریک ہونا ہے۔ پس ایسے آدمی کو عزلت والونکی سلامتی اور اس ثواب کے جو سب مسلمانونکو
ملتا ہے حاصل ہوتی ہے غرضکہ مدرسہ اور خانقاہ کا رہنا بہت اچھا ہے اسلئے اکثر

عارف لوگون ہی مین رہتے ہین تاکہ لوگونکو اُنسے فائدہ حاصل ہووے اور انکا حال
دیکھکر وہی طریقہ اختیار کرین کیونکہ کر دکھلانا کہنے سے زیادہ تاثیر رکھتا ہے اور اِس
بیان سے ظاہر ہوتا ہے حکم اسباب کا کہ مرید کو پیر سے وقت مجاہدہ اور ریاضت کے
اختلاط کرنا چاہیئے یا نہین اِسطرح کہ اگر پیر اگلے مشایخونکے طریق پر ہووے تو مرید کا بڑا
مددگار ہے خدا کے رستہ مین اور دین کا بھائی ہے اُس سے اختلاط ہی چاہیئے شعر
خلوت از اغیار باید نے زیار + پوستین بہر دی آمد نے بہار + اور اگر اُسکے طریقہ پر نہو
اور پہلے بزرگون کی رسم کا تارک ہو تو مرید کو چاہیئے کہ پیر کو چھوڑکر آپ گوشہ اختیار
کرے باقی رہی یہ بات کہ گوشہ نشین مدرسہ اور خانقاہ کو چھوڑکر اپنی بہتری کے لئے اور
کسی جگہہ جا رہے تو ہو سکتا ہے یا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ مدرسہ اور خانقاہ آدمی کے
لئے مثل قلعہ کے ہے کہ چورون اور رہزنون سے بچاتا ہے اور جو شخص اُس سے باہر ہے
وہ جنگل ہے تباہ ہو جائیگا کیونکہ شیاطین کے سوار گروہ گروہ پھرتے ہین یہ ڈر ہے کہ وہ
پکڑکر گرفتار کر لیوین اور تمام محنت تباہ اور ضائع کر دیوین پس ضعیف آدمی کو چاہیئے
کہ قلعہ نچھوڑے اور اگر مرد قوی اور صاحب بصیرت ہو ایسا کہ دشمن پر غالب آ سکے تو اُسکو
قلعہ اور جنگل دونون برابر ہین مگر تاہم قلعہ بہتر ہے ۔ اور دینی بھائیون کی ملاقات بھی
اِس حکم سے مستثنی ہے کیونکہ برادر دینی کی زیارت کرنا عبادت کا جوہر ہے اور خدا تعالے
کی نزدیکی کا سبب ہے ۔ اور اِسکے سوا بہت سے فائدے ہین لیکن دو باتون کا خیال
رکھنا چاہیئے ۔ ایک یہہ کہ بہت ملاقات کو بچاوے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ کبھی کبھی ملنا چاہیئے کہ محبت زیادہ ہووے ۔ دوسرے یہہ کہ ملاقات

کا حق نگاہ رکھے یعنی ریا اور بناوٹ اور لغو اور غیبت سے بچے تاکہ اُنکو اور اُنکو گناہ
مین نڈالے۔ اب اِس بات کو معلوم کرنا چاہیئے کہ گوشہ نشینی تین چیزونکی اختیار کرنے
سے آسان ہوجاتی ہے۔ ایک یہ کہ عبادت مین مشغول رہے اسواسطے کہ عبادت مین
مشغول ہونا اور خدا کے ساتھہ رغبت کرنا آدمی کو خلق کے ملنے سے باز رکھتا ہے کیونکہ
آدمی کے ساتھہ اُنس رکھنا افلاس کی نشانی ہے جبکہ آدمی اپنے نفس مین لوگون کی
ملاقات کی خواہش پاوے تو سمجھہ لے کہ اُسکی بیکاری کا سبب ہے یعنی نفس خالی نہین
رہ سکتا اگر عبادت کا شغل نہین تو لوگونسے ملنے کا شغل جو اُسکو مقصود ہے چاہتا ہے
پس جب کوئی آدمی عبادت مین مشغول ہو جیسا کہ عبادت کا حق ہے تو اُسکو مناجات
کا مزہ حاصل ہوگا اور خدا تعالیٰ کے ساتھہ اور اُسکے کلام کے ساتھہ اُنس حاصل ہوگا
اور غیرون کی صحبت سے بالکل علیحدہ ہوگا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ
صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ جبکہ مناجات اور خدا تعالیٰ کا کلام سُنکر مراجعت کرتے تو لوگون سے
بھاگتے اور دونون کانون مین اُنگلیان کر لیتے تاکہ لوگونکی بات نہ سُنین کیونکہ اُسوقت
مین لوگون کی باتین اُنکو گدھے کی سی آواز معلوم ہوتی تھی پس ہمارے مرشد کے
قول پر عمل کرنا چاہیئے کہ اُنہون نے فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ کو اپنا رفیق بنا اور لوگونکو
چھوڑ یکسو ہوجا رباعی جو شمع صفات حق پہ پروانہ ہو + لبریز نشاط اُسکا پیمانہ ہو +
ہے مرد وہی جو سب سے یکسو ہوکر + خود محو جمال روی جانانہ ہو + دوسرے یہہ کہ
دنیاداروں سے کسیطرح کی طمع نرکھے کیسواسطے کہ جب کسی سے فائدہ کی توقع نہوگی
اور ضرر کا ڈر نہوگا پس اُسکا عدم وجود برابر معلوم ہوگا۔ تیسرے یہہ کہ جو خرابیان

کر اختلاط مین ہین اُنپر خوب خیال رکھے پس جب ان تینون چیزونکو اختیار کریگا تو تمہارا سینا
آسان ہوجاویگا اور لوگونکی صحبت سے بچار ہیگا اللہ تعالے ہر ایک کام کی توفیق دینے
والا ہے تیسرا روکنے والا عبادت سے شیطان ہے۔ طالب عبادت کو شیطان سے لڑنا
اور اُسکو مغلوب کرنا لازم ہے دو وجہ سے اوّل یہہ کہ شیطان ایسا دشمن ہے کہ جسکی صلح
کی توقع نہین بلکہ آدمی کو جبتک ہلاک نہین کرلیتا ہے چین سے نہین بیٹھتا پس ایسے دشمن
سے بیخوف ہونا نہایت غفلت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ شیطان
آدمی کی دشمنی ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور رات دن اُسکی فکر مین رہتا ہے اور وہ
اُس سے غافل ہے اور اُسکو ایک اور دشمنی خاص عابد کے ساتھہ ہے وہ یہہ ہے کہ
تو ہمیشہ عبادت حق مین مشغول رہتا ہے اور سب خلق کو اپنے کہنے اور کرنے سے عبادت
کی رغبت دلاتا ہے اور یہ کام شیطان کے مخالف ہے پس گویا عابد شخص ہر وقت اُسکو غصہ دلاتا
ہے اسلئے وہ بھی اُسکی عداوت اور ہلاکت پر کمر باندھے رہتا ہے اور وہ کیونکر ایسے شخص
کے ساتھہ دشمنی نکرے وہ تو اپنے دوستون کے ساتھہ بھی یعنی کفار اور گمراہ اور اہل بدعت
کے ساتھہ بعضے وقت دشمنی کرتا ہے عابد کے ساتھہ تو مخالفت ہی ہے کیونکر تعدی نکریگا
پس اب اُسکو آدمیون کے ساتھہ مین تو دشمنی تمام ہے اور عابد کے ساتھہ بسبب علم و
عبادت کے دشمنی خاص ہے اور اُسکو بڑا ضروری کام عابد کا گمراہ کرنا ہے اور اسباب مین
اُسکے بہت مددگار بھی ہین جسمین سب سے زیادہ خواہش نفسانی اور نفس ہین اور اُسکے اسباب
اور دروازے اور داخل ہونیکی جگہہ ایسی ہین کہ عابد کو اُنکی خبر بھی نہین۔ یحییٰ ابن معاذ رح
نے نہتی مقابلہ شیطان مین سچ کہا ہے کہ شیطان فارغ ہے اور آدمی مشغول اور وہ آدمی

کو دیکھتا ہے اور یہ اسکو نہین دیکھتا وہ اسکو نہین بھولتا اور یہ اسکو بھولجاتا ہے۔ پس
جب یہ حال ہو تو بغیر اسکے لڑائی اور مغلوب کرنیکے کیا علاج ہے اور شیطان کے مغلوب
کرنے اور دفع کرنیکے دو طریقے ہین۔ ایک یہ کہ بعضے علما کہتے ہین کہ شیطان کے
دفع کرنے کی تدبیر خدا تعالی سے بچاؤ طلب کرنے کے سوا کوئی نہین[1] کسواسطےکہ شیطان
ایک کتا ہے خدا تعالی نے اسکو آدمی پر مسلط کر دیا ہے۔ اگر اسکے دفع کرنے مین مشغول ہوگا
تو مفت اپنا وقت ضائع کریگا اور رنج اٹھاویگا۔ بہتر یہی ہے کہ اسکے مالک کیطرف
رجوع کرے اور اس سے پناہ چاہے تاکہ وہ اسکو ہٹالیوے دوسرے یہ ہے کہ اور عالم
کہتے ہین کہ شیطانکے دفع کرنیکا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ ہے اور اسکی مخالفت کرنا اور ہمارے
نزدیک اچھا طریقہ یہہ ہے کہ دونون طریقونکو اکٹھا کرلیوے یعنی خدا تعالی سے شیطان
کی شر سے پناہ چاہے جیسا کہ ہمکو حکم ہے۔ اگر بعد خدا کی پناہ چاہنے کے شیطانکو اپنے
اوپر غالب دیکھے تو جان لیوے کہ یہ خدا تعالی کیطرف سے آزمایش ہے کہ اسکو ہمپر مسلط
کر دیا ہے[2] تاکہ ہمارے صبر اور مجاہدہ کی قوت ظاہر ہوجاوے جسطرح کبھی کافرونکو ہمپر مسلط کر دیتا ہے
کہ ہمارے صبر کا امتحان لے باوجود اسکے کہ انکی شر دفع کرنے پر قادر ہے بعد اسکے معلوم
کرنا چاہیئے کہ محاربہ شیطان کے ساتھ اور اسکو مغلوب کرنا تین طرح سے ہے پہلے یہہ کہ اسکے
مکر اور حیلون کو جانے کیونکہ جو شخص اسکے مکر و حیلہ سے خبردار ہوجاویگا وہ اسپر دلیری
نکرسکے گا جیسا کہ چور جسوقت جان لیتا ہے کہ گھر والا جاگتا ہے تو بھاگجاتا ہے دوسرے
یہہ ہے کہ اسکے وسوسہ[3] پر التفات نکرے اور اپنے دلکو اسکی طرف نہ لگاوے کیونکہ شیطان
ایک کتا بھونکنے والا ہے اگر کوئی اسکی طرف متوجہ ہوگا تو پیچھا لیویگا اور اگر اسکا

[1] یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہا کرے
[2] [illegible]

دہیان نکریگا تو چپ ہو رہیگا بہتر ہے یہہ کہ دل اور زبان سے خدا تعالیٰ انکے ذکر
مین مشغول رہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر شیطان کی
پہلو مین ایسا ہوتا ہے جیسا آدمی کی پسلی مین آکلہ کی بیماری ہوتی ہے یعنی جیسے آکلہ
کی بیماری آدمی کے گوشت کو کہا لیتی ہے اسیطرح ذکر خدا کا شیطان کے گوشت کو کہا لیتا
ہے اب اُسکے مکائد اور وساوس کو معلوم کرنے کا طریقہ سننا چاہیئے کہ شیطان کے
سو سے مثل تیرونکے ہین انکو ہمیشہ پہینکتا رہتا ہے اور وہ اسوقت معلوم ہون کہ جب
سب قسمین خطرون کی معلوم ہو جاوین اور شیطانکے حیلے بمنزلہ جال اور پہندے کے ہین
جو اُسنے بچہا رکہے ہین اُنکی حقیقت اُسوقت معلوم ہو کہ سب قسمین مکر کی اور اُنکی وضع
دریافت ہو جاوے - اب خطرونکی اصل معلوم کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے آدمی کے
دل پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے وہ ہمیشہ اُسکو نیکی کیطرف بلاتا رہتا ہے اُسکا
نام ملہم ہے اور اسکے بلانیکو الہام کہتے ہین اور اُسکے مقابلہ مین ایک شیطان کو بھی
مسلط کر دیا ہے وہ ہر وقت شر کیطرف متوجہ کرتا رہتا ہے اُسکو وسواس کہتے ہین اور
اُسکے بہکانے کو وسوسہ کہتے ہین - ہمارے مرشد نے فرمایا ہے کہ کبہی کبہی شیطان خیر
کیطرف متوجہ کرتا ہے مگر غرض اُسکی بد ہوتی ہے اور فضل کیطرف بلاتا ہے اور حاصل
اُسکا روکنا افضل سے ہوتا ہے اور کبہی خیر کیطرف رغبت دلانا اُسکا اسوجہ سے ہوتا ہے
کہ اس خیر کے سبب سے کوئی ایسا گناہ حاصل ہو جسکی سزا اُس خیر کے ثواب سے زیادہ ہو جیسا
عجب وغیرہ ان دو چیزونکے سوا خدا تعالیٰ نے آدمی کی پیدایش مین ایک طبیعت بھی پیدا
کی ہے کہ وہ آدمی کو ہمیشہ لذت اور شہوت کیطرف خواہش دلاتی ہے خواہ نیک ہو

یا بد ہو پس حقیقت مین دواعی تین چیزین ہین جب یہ مقدمہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے
کہ سب خطرے جو آدمی کے دلمین پیدا ہوتے ہین اور اسکو کسی کام کے کرنے یا چھوڑنیکے
سبب ہوتے ہین وہ سب خدا تعالی کیطرف سے ہین اور چار قسم ہین - ایک قسم وہ ہے کہ پہلے ہی
خدا تعالی بندہ کے دلمین پیدا کرے اور اسکو صرف خاطر کہتے ہین یعنی جی مین آنیوالی اور ایک
قسم یہہ ہے کہ آدمی کی طبیعت کے موافق پیدا کرتا ہے اسکو نفس کی خواہش اور ہوا
کہتے ہین - اور ایک قسم ہے کہ فرشتہ الہام کرنے والے کے حکم کے بعد پیدا ہوتی ہے
اسکو الہام کہتے ہین اور ایک قسم یہہ کہ بعد ایما ر وسواس کے پیدا ہو اسکو وسوسہ کہتے ہین
تو یے چارون قسمین خواطر کی ہین جب یہ تقسیم معلوم ہو چکی تو اب جان لو کہ جو خطرہ کہ پہلے
ہی خدا کیطرف سے ہوتا ہے وہ کبھی خیر کیطرف ہوتا ہے واسطے اکرام اور الزام حجت کے اور کبھی
شر کیطرف ہوتا ہے واسطے امتحان اور محنت کے - اور ملہم کیطرف سے جو خطرہ ہوتا ہے وہ
خیر کے سوا نہین ہوتا کیونکہ وہ نصیحت اور ارشاد ہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور شیطانی
خطرہ خاص بدی اور گمراہی کیواسطے ہوتا ہے اور جو کبھی خیر کے لئے ہو تو مکر سے خالی نہوگا
اور جو خطرہ کہ ہوای نفس کیطرف سے ہو اسمین بھی شر کے سوا کبھی خیر نہین ہوتی اور بعضون نے
سلف مین سے کہا ہے کہ اسکا حال بھی خطرہ شیطانی کا سا ہے یعنی کبھی بظاہر خیر ہوتی
ہے مگر حقیقت مین شر ہے - اب یہان تین باتونکا اور دریافت کرنا ضرور ہے - پہلے
خاطر خیر اور خاطر شر مین فرق کرنا - دوسرے خاطر شر ابتدائی اور شیطانی اور ہوا مین فرق
کرنا اور ہر قسم کے دفع کرنے کی تدبیر جاننا تیسرے خاطر خیر ابتدائی اور الہامی اور شیطانی
مین تمیز کرنا تا کہ جو کچھ خدا تعالی اور ملہم کیطرف سے ہو اسکا اتباع کرے اور جو شیطان کی

طرفسے ہو اُس سے بچے اور ایسا ہی خاطر ہوا مین بھی اُن لوگونکے نزدیک جو اُسکے کبھی خیر
ہونے کے قائل ہین یعنی تمیز کرنا درمیان خاطر خیر ابتدائی و الہامی و درمیان خاطر
ہوائی اُن لوگون کے نزدیک درست ہوگا جو خاطر ہوائی کو مثل شیطانی کا خیر اور گاہ شر سمجھتے ہین
امر اول یعنی اگر یہہ منظور ہو کہ خاطر خیر اور خاطر شر مین فرق معلوم ہو جاوے تو تین ترازو
مین سے ایک مین تولنا چاہیئے تاکہ اصل بات دریافت ہو جاوے۔ اول ترازو تو شرع
شریف ہے پس جو بات دلمین آئی ہے اُسکو شرع کے سامنے پیش کرنی چاہیئے اگر موافق
شرع کے ہو تو اُسکو خیر جانے اور اگر کسیطرحکا شرعاً اُسمین شبہہ بلکہ یا مخالفت ہو تو شر
سمجھنا چاہیئے اور اگر شرع مین اسکا کچھہ حال نہ معلوم ہو تو دوسری ترازو مین تولنا چاہیئے
یعنے اسکو صلحا اور پیشوا اُن کے حال کے مطابق کرین۔ پس اگر اُس کام مین پیروی
صلحا کی ہو تو خیر ہے ورنہ شر۔ اور اگر اسطرح سے بھی کچھہ ظاہر نہو تو اُسکو تیسری ترازو مین
تولنا ضرور ہے یعنی ہوا نفس کے سامنے پیش کرنا۔ پس اگر وہ بات ایسی چیز ہے ونمین سے
ہو کہ اُن سے نفس کو نفرت ہے خود بخود قطع نظر خوف الہی سے تو جانے کہ یہ خاطر خیر ہے
اور اگر ایسی چیزونمین سے ہو جنکی طرف نفس کو خواہش ہوتی ہے خود بخود بدون اسکے کہ
توقع ثواب کی ہو تو جان لے کہ یہہ خاطر شر ہے اسواسطے کہ نفس کی خواہش ہمیشہ بدی ہی
کیطرف ہے اسمین خیر کبھی نہین ہوتی۔ پس جب ان تینون طرحسے دیکھے گا تو البتہ خاطر
خیر اور شر مین فرق معلوم ہو جائیگا امر دوم یعنی خاطر شر مین معلوم کرنا کہ ہوائی نفس
کیطرفسے ہے یا شیطان کیطرفسے ہے یا خدا تعالٰی کیطرفسے ابتداءً ہے اسمین بھی
تین طرحسے دیکھنا چاہیئے۔ اول یہہ کہ اگر اُس خاطر کو ایک طرح پر پاوے تو جانے کہ خدا تعالٰی

کیطرفسے ہی یا ہواء نفس کیطرفسے اور اگر متردد ہو تو شیطان کی طرفسے ہی - ایک عارف نے کہا ہی کہ ہوای
نفس مثل چیتے کے ہوتی ہے کہ تہوڑی سی لڑائی سے دور نہین ہوتا اور شیطان کی مثال بہیڑیئے
کی سی ہے کہ ایکطرفسے اُسکو ہٹاؤ دوسریطرفسے چلا آوے - دوسرے یہہ کہ اگر اِس خطرہ کو بعد کسی گناہ
کے پاوے تو خدا تعالی کیطرفسے جانے کیونکہ اُس گناہ کی شامت مین عذاب و اہانت منظور
ہے اور اگر یہہ خطرہ ابتدائی ہے گناہ کے بعد نہین تو شیطان کیطرف سے ہے اِسواسطے
کہ شیطان ہر وقت بہکانے کو پہرتا ہے - تیسرے یہہ کہ اگر اُس خطرہ کو کسیوقت خدا تعالے
کے ذکر سے کم اور سست نپاوے تو ہوای نفس کیطرفسے ہی اور اگر خاطر کو ذکر کرنے مین خطرہ ۱۲
کمی اور سستی دیکہے تو شیطانی وسوسہ ہے اِسواسطے کہ شیطان ذکر سے پیچہے چہپ جاتا ہے اور غفلت
کی حالتمین پہر وسوسہ پیدا کرتا ہے تیسری بات یعنی خاطر خیر مین فرق معلوم کرنا کہ خدا کیطرفسے
ہے یا فرشتہ کی تو اسمین بہی تین طرحسے دیکہنا چاہیئے - اول یہہ کہ اگر ہمیشہ خاطر قوی
اور یقین کے ساتھہ معلوم ہو تو خدا تعالے کیطرفسے ہے - اور اگر متردد ہو یعنی ایک طرح جم
نہین تو فرشتہ کیطرفسے ہے اِسواسطے کہ فرشتہ نصیحت کرنیوالے کے طور پر ہے کہ
طرح بطرح سے ہر وقت نصیحت کرتا رہتا ہے - دوسرے یہہ کہ اگر وہ خاطر کسی طاعت کے
بعد معلوم ہو تو خدا تعالی کیطرفسے ہے بزرگی اور عزت دینے کے لئے - اور اگر کسی
عبادت کے بعد نہین ہے بلکہ ابتدائی ہے تو اکثر فرشتہ کیطرفسے ہے - تیسرے یہہ کہ اگر
یہہ خاطر اصول دین اور علوم باطن مین ہے تو خدا تعالی کیطرفسے ہے اور اگر فروع اور ظاہر
کے اعمال مین ہے تو اکثر فرشتہ کیطرفسے ہے اِسواسطے کہ فرشتہ کو بندہ کے باطن
کی خبر نہین اور جو خواطر خیر کہ مکر اور دہوکے کے لئے شیطان کیطرفسے ہین تو انکو اسطرح

خیال کرکے دیکھے کہ جو کام خاطر مین آیا ہے اگر نفس کو اُسمین خوش پاوے نہ خوفناک اور اُسمین جلدی کرتا ہے آہستگی نہین کرتا اور اُس مین سے ڈرتا نہین اور دلمین اندیشہ پاوے کہ مآل کار پر نظر نہین کرتا تو شیطان کی طرف سے ہے اس سے بچنا چاہیئے اور اگر نفس کو اُسکے مخالف پاوے یعنی خوفناک ہے خوش نہین اور آہستگی سے کام کرتا ہے جلدی نہین کرتا اور ڈرتا ہے بیخوف نہین اور مآل کار پر نظر کرتا ہے اندیشہ ہو کہ کام نہین کرتا تو وہ خدا تعالی یا فرشتہ کیطرف سے ہے اب خوشی اور آہستگی وغیرہ الفاظ سے جو غرض ہے اُسکو سننا چاہیئے کہ مراد خوشی سے یہ ہے کہ بدون توقع کسی فائدہ کے اُسکے کرنے مین نفس کو آسانی ہو اور ڈھیل چند جگہ کے سوا سب جگہہ بہتر ہے مثلاً لڑکی جسوقت بالغ ہو تو جلد نکاح کر دینا چاہیئے اور قرض کے ادا کرنے مین جلدی کرنا ضروری ہے اور مردہ کو جلد دفن کرنا لازم ہے اور مہمان کو کھانا کھلانے مین دیر نکرے اور توبہ کرنے مین ڈھیل کرنا اچھا نہین۔ ان کامونکے سوا کسی جگہہ پر جلدی کرنی مناسب نہین اور خوف جو مراد ہے اُسمین دو باتونکا احتمال ہے یا تو اس بات کا خوف ہو کہ جیسا چاہیئے ویسا مجھسے پورا ادا نہوگا یا یہہ کہ دیکھیے خدا تعالی قبول کرتا ہے یا رد کر دیتا ہے۔ اور مآل کار پر نظر کرنا یہہ ہے کہ اُس فعل کو خوب دیکھکر یقین کرلیوے کہ اُسمین بالکل بہتری اور ہدایت ہے اور قیامت کے دن اُسمین ثواب کی امید ہے۔ خواطر کی پہچان کے لئے ان تینون باتونکا جاننا ضروری ہے اور ان باتونمین خوب غور کرنی چاہیئے کہ انمین نہایت نازک باتین اور عمدہ اسرار ہین اللہ ہی ہے اپنے فضل سے توفیق دینے والا۔ اب شیطان کے مکرونکو معلوم کرنا چاہیئے کہ شیطان آدمی سے سات طرحپر مکر کرتا ہے۔ پہلے یہ کہ خود عبادت ہی سے

روکتا ہے اسوقت اگر خدا تعالے توفیق دے تو دلکو یہہ سمجہا کر شیطان کو ہٹا دیوے
کہ مجکو عبادت کرنا ضروری ہے اسواسطے کہ مجکو آخرت کے توشہ بغیر چارہ نہین اور دنیا
مین آخرت کا توشہ عبادت ہی سے ہوسکتا ہے ؎ طویل راہ ہے کوئی نہین انیس و
رفیق * بڑا غضب ہے جو اس راہ مین نہو توشہ * اب دوسرا جال پہیلاتا ہے اور
آخرت کے توشہ کے لئے ڈھیل کرنیکو کہتا ہے یعنی کہتا ہے کہ پہر کریجو اوسوقت
بھی اگر خدا تعالے توفیق دے تو کہدیوے کہ میری موت میرے اختیار پر نہین ہے نہین
معلوم اتنی دیر تک زندہ رہون یا نرہون اور اگر آجکے کام مین کل تک کا توقف کرون
تو کل کا کام کب کرونگا کیونکہ ہر روز کے لئے ایک کام مقرر ہے ؎ کوئی دم فرصت
جسے ملجاے سمجہے مغتنم * رہگیا بس جسنے رکہا کام کل پر آج کا * تب تیسری طرح سے
مکر کرتا ہے اور عبادت مین جلدی کرنیکو کہتا ہے تاکہ جیسا حق عبادت کا ہے ویسا
ادا نہو اور سمجہاتا ہے کہ جلدی فارغ ہو فلان فلان کام کرنیکو ہے۔ پہر اگر خدا تعالے
توفیق دے تو یہ کہکر اسکو رد کر دیوے کہ تہوڑی عبادت احتیاط اور آہستگی کے ساتھ ادا ہو
تو بہتر ہے بہت سے کام بیکار ہونے سے ؎ پالانگری بغایت خود * بہتر ز کلاہ دوزی
بد * پہر چوتہی طرح سے آکر کہتا ہے کہ لوگونکے دکہلانے کو خوب عبادت کرنی چاہیئے
اور غرض اسکی یہ ہوتی ہے کہ ریا مین ڈالکر خراب کرے پس اگر اللہ تعالی کا فضل شامل
ہو تو کہدیوے کہ لوگونکا دیکہنا میرے کس کام آویگا خدا کا دیکہنا کافی ہے ؎ چورونی
پرستید نت در خدا ست * اگر جبرئیلت نہ بیند رواست * پانچوین طرح سے یون سامنے
آتا ہے اور عجب کی باتین سکہلاتا ہے۔ کہتا ہے کہ آج تجہہ جیسا کونسا دوستدار بندہ

تیرے علم اور تیری شب بیداری کی کون برابری کرسکتا ہے سو اُسوقت خدا تعالی اگر توفیق
دیوے تو یہ کہدیوے کہ خدا تعالی کا شکر و احسان ہے جو مجکو ایسا پیدا کیا اگر اُسکی توفیق
شامل نہوتی تو میری اور میری عبادت کی کیا قدر ہوتی شعر گر از حق نہ توفیق خیری رسد +
کے از بندہ خیرے بغیرے رسد + چھٹی ایسی طرح ہے کہ اُسکی کسیکو خبر نہین ہوتی مگر جو عالم
کہ دانا اور بیدار ہون وہ یہ ہے کہ کبھی عبادت کو چھپا کر اور خدا تعالے بندونپر تیرا حال آپ
ظاہر کردیگا اور اُسکی غرض اس سے ریا خفی مین ڈالنے کی ہوتی ہے اللہ تعالی کی مدد سے
اُسکو اسطرح ہٹا دیوے کہ ای ملعون اُسوقت تک تو عبادت فاسد کرنیکے لئے پیش آتا تھا
اب راستی کے طور پر فاسد اور تباہ کرنیکو سامنے آیا ہے مجکو عبادت کے ظاہر ہونے سے کیا کام
ہے مین تو بندہ ہون بندگی کرنا میرا کام ہے خدا تعالی کو اختیار ہے خواہ ظاہر کرے یا
پوشیدہ رکھے شعر اگر بمہر بخواند مزید الطاف ست + وگر بقہر براند درون با صافست + اور خلقت
کے اختیار مین کیا ہے جو اُنکے آگے عبادت ظاہر کرنے سے کچھ مجکو حاصل ہوگا۔ ساتوین طرح
دلیل یون کہتا ہے کہ تجھے عمل کی کیا ضرورت ہے اسواسطے کہ اگر تجکو ازل سے سعید اور
نیکبخت بنایا ہے تو عمل کی کچھ حاجت نہین اور اگر بدبخت اور شقی پیدا کیا ہے تو عمل کرنے
سے کچھ فائدہ نہین اگر خدا تعالی بچاوے تو اُسوقت خدا کی توفیق سے اُس سے کہے کہ ای
ملعون مین بندہ ہون بندہ پر فرمانبرداری پروردگار کی لازم ہے جو حکم کہ سعادت یا شقاوت
کا اُسنے کیا ہے وہ جانے مجکو اُس سے کچھ کام نہین سے نہین نیست کو کوئی چیز غیر از بندگی
لازم + سعادت اور شقاوت دونون قبضہ مین ہین خالق کے + قطع نظر اسکے مین ہر طرح سے
عمل کا محتاج ہون اگر نیکبخت ہون تو ثواب کی زیادتی چاہتا ہون اور اگر نعوذ باللہ بدبخت

ہوں تو بھی محتاج ہوں کیونکہ اپنے نفس کو ملامت کرنے سے باز رہوں یعنی یہ نکہوں
کہ یہ بدبختی نفس کے سبب سے ہوئی ہے سوائے اسکے اُس میں فرمانبردار ہوکر جانا نافرمانی
کرکے جانے سے بہت ہے باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالی کسیکو عبادت پر عذاب
نہیں کریگا بلکہ ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اُسکا وعدہ خلاف نہیں ہوگا شعر ترتیب
درگذر و بیش ازین مکن نخوت * کہ سا کنان در دوست خاکسار انند * چوتھا روکنے
والا نفس ہے، طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہے جو ہر وقت خرابی کیطرف
بلاتا ہے اور نفس سب دشمنوں سے زیادہ ہے اور اُسکی بلا بھی تمام بلاؤں سے سخت ہے
اور اُسکی دوا اور علاج بھی بہت مشکل ہے دو سبب سے۔ اول یہہ کہ یہہ دشمن اپنے اندر کا
اور گھر کے چور کا دفع کرنا بہت دشوار ہے شعر ہے پیغمبر سے روایت جان تو * بینَ جنبیکم
لکُم اَعدا عدُوّ * دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ دشمن آدمی کا محبوب ہے اور محبوب کا عیب معلوم
نہیں ہوا کرتا اپنے نفس کی سب خرابیاں بہتر معلوم ہوتی ہیں اسکے سوا نفس آدمی سے بہت
نزدیک ہے اسلئے اُسکا عیب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ سرمہ کی سلائی جبتک دور ہوتی ہے تو نظر
آتی ہے اور جب آنکھ میں ڈالتے ہیں تو دیکھہ نہیں سکتے پس جبکہ نفس کا یہ حال ہو تو کیا عجب
ہے کہ بہت جلد آدمی کو فضیحت اور ہلاکت میں ڈالے اور اُسکو خبر تک نہو مگر یہ کہ خدا تعالے
اپنے فضل سے رحم فرما دے۔ یہاں اب ایک لطیف بات سُننی چاہئیے کہ اگر خوب غور
کیا جاوے تو سب فتنوں کی اصل یہی نفس اَمّارہ معلوم ہوتا ہے اور جتنی آفتیں خلقت کو
حکم کرنیوالا یعنی بُرائی کا ۱۲
پیش آئی ہیں یا قیامت تک پیش آوینگی سبکا سبب یہی نفس ہے۔ جو کوئی کسی بلا میں
گرفتار ہوا ہے یا تنہا نفس کے سبب سے ہوا ہے یا نفس اور شیطان کے دونوں کے سبب سے

کیونکہ پہلے نافرمانی خدا تعالی کی شیطان سے ہوئی ہے اور سبب اُسکا بعد تقدیر الہی کے جو سب سے پہلے ہی ہوا نفس تھی بعد آٹھ ہزار برس کی عبادت کے کبر و حسد نے اُسکو دریای ضلالت مین گرایا چنانچہ ہمیشہ کو غرق ہوا و تانیز شیطان تنہا نہ خلق بلکہ نفس کے تکبر اور حسد نے اُسکے ساتھہ یہ کچھہ معاملہ کیا بعد اُسکے گناہ حضرت آدم سے سرزد ہوا ہے اور اُسکا سبب بھی شہوت اور نفس تھا کیونکہ نفس نے اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لالچ سے اُنکو بلا مین ڈالا یہانتک کہ شیطان کے بہکانے سے اور نفس کی خواہش کے سبب سے خدا تعالی کے ہمسایہ اور بہشت سے نکلکر دنیا مین آئے اُس دن سے اُنکی اولاد پر کیا کیا خرابیان گذرتی ہین اور ہمیشہ گذرینگی بعد اُسکے ہابیل قابیل کی حکایت کو دیکھنا چاہیئے کہ حسد اور بخل کے سبب سے نافرمانی کی اُسکے بعد ہاروت اور ماروت کا حال دیکھو کہ شہوت کے سبب سے گنہگار ہوئے اِسیطرح قیامت تک خلقت مین نفس کے سبب سے فتنہ اور فساد رہیگا اور اگر نفس کا سبب نہو تو سب خلقت نیکی کرنے مین مصروف رہے۔ پس جب نفس ایسا دشمن ٹھہرا تو اِسطرحکے دشمن سے بچاؤ کرنا عقلمند کو ضروری ہے اور طریق اور حیلہ اُسکے دفع کرنیکا بہت مشکل ہے اِسواسطے کہ اور دشمنونکی طرح ایکدفعہ مغلوب کرنے سے اِسکا ضرر دور ہونا ممکن نہین کیونکہ یہ مرکب اور آلہ ہے اور اُسکی بُرائی کے سبب سے دفعتًہ اُسکو مطلق العنان بھی نہین کرسکتے۔ پس ضرور ہے کہ اِن دونون طریقونکے درمیان ایک طریقہ اختیار کرے یعنی اُسکی پرورش اور تقویت تو اتنی کرے کہ نیک کام کی برداشت کرسکے اور اُسکو اتنا ناتوان کرے اور قید مین رکھے کہ وہ اپنے اختیار مین ہے غرضکہ نفس کے علاج مین آدمی کو بڑی باریک بات اور دشوار طریقہ کا محتاج ہونا پڑتا ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ نفس کو روک کر تقوے

کا لگام دیے تاکہ دونون فائدے مذکورہ حاصل ہون - اب اگر کوئی کہے کہ نفس تو جانور نافرمان اور سرکش ہے اسکو کیونکر قابو مین لاوین اور کس حیلے سے ایسے سرکش کو لگام دیا جاوے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات بہت درست ہے نفس ایسا ہی بیقابو ہے تاہم اسکا حیلہ یہہ ہے کہ پہلے اسکو نرم کرلینا چاہیے تاکہ اسکو لگام دیسکین - اس کام کے جاننے والونے بیان کیا ہے کہ نفس کا نرم کرنا تین چیزون سے ہوسکتا ہے اول تو یہہ کہ تمام شہوتون اور لذتون سے روکے رکھے کیونکہ سرکش جانور کو جب گھاس دانہ نملے تو تابع ہوجاتا ہے دوسرے یہہ کہ اسپر عبادت کا بہت سا بوجہہ لادے اسواسطے کہ جب گدہے پر بہت بوجہہ لادتے ہین تو نرم ہوجاتا ہے خاصکر اسوقت مین کہ جب گہاس کم ملے تیسرے یہہ کہ خدا تعالے سے مدد چاہے اور اسکے سامنے روئے کیونکہ بغیر مدد خدا تعالی کے اس سے چہٹکارا نہین ہوسکتا - حضرت یوسف علیہ السلام نے باوجود پیغمبر ہونیکے کیا فرمایا تہا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کہ نفس ہروقت بدی کا حکم کرتا رہتا ہے مگر یہ کہ خدا تعالی اپنا رحم فرماوے - جب ان تینون چیزون پر عمل کریگا تو نفس نافرمان فرمانبردار ہوجاویگا اسوقت جلدی سے تقوی کا لگام اسکو دیکر اسکی بدی سے نلے کہٹکے ہونا چاہیئے۔

اب تقوی کو جاننا چاہیئے کہ وہ کیا چیز ہے تقوی ایک بہت نایاب خزانہ ہے اگر اسکو قابو مین کرلیا تو تمام نیکی اور رزق اور ثواب اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی گویا تمام بہلائیان دنیا و آخرت کی اپنے پاس اکٹھی کرلین - اس ایک خصلت مین جسکا نام تقوی ہے سب نیکیان جمع ہین - قران شریف مین غور کرو تو بہت جگہ پر اسکا ذکر فرمایا ہے اور بہت ثواب اسکے ساتھ مین لگایا ہے اور بہت سی بہلائیان اسکی طرف نسبت کی ہین انمین

سے بارہ باتین جو تقوے کے ساتھ بیان فرماتی ہین گنوائے دیتا ہون ایک توصرف
مدح اور ثنا ہے جیساکہ فرمایا ہے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ
مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ یعنی اگر تم صبر کرو اور تقوی کرو پس یقینا وہ عزم کی کاموںمین سے ہے
یعنی ایسے کاموںمین سے ہے جسکا ارادہ کرنا ضروری ہے۔ دوسرے دشمنون سے حفاظت
حاصل ہوتی ہے قولہ تعالے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ
شَیْـًٔا ط یعنی اگر صبر کرو اور تقوی کرو تو تمکو انکا یعنے کفار کا مکر کچھ نقصان نکریگا۔ تیسرے خدا تعالے
کیطرفسے مدد ملتی ہے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ
مُّحْسِنُوْنَ یعنی اللہ تعالی ایسے لوگونکے ساتھ ہے جو تقوی کرین اور ان لوگون کے
ساتھ ہے جو نیک کام کرین۔ چوتھے سختیون سے نجات ملتی ہے اور رزق حلال حاصل
ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ
لَا یَحْتَسِبُ ط یعنی جو کوئی تقوے کرے اسکو خدا تعالی سب سختیون سے نجات دیتا ہے اور
ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جسکا حال اسکو نہ معلوم ہو۔ پانچوین عمل کی درستی قولہ
تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ
یعنی اے ایمان والو تقوی کرو اور سچی بات کہو تاکہ خدا تعالی تمہارے عملونکی درستی کرے
- چھٹے گناہ بخشے جاتے ہین جیساکہ اسی آیت کے بعد وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ فرمایا ہے
یعنی علاوہ اصلاح عمل کے تقوی سے یہ فائدہ ہے کہ تمہارے گناہ بخشدیگا۔ ساتوین
خدا تعالی کی محبت حاصل ہوتی ہے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ یعنے
اللہ تعالے متقیونکو دوست رکھتا ہے۔ آٹھوین عبادت قبول ہوتی ہے قولہ تعالے

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ یعنی اللہ تعالی متقیونکے سوا کسیکی عبادت
قبول نہین کرتا۔ نوین خدا کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہے قولہ تعالی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ
عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی خدا تعالی کے نزدیک تم مین سے بزرگ وہ ہے جو متقی زیادہ
ہے دسوین دونو جہان کی خوشخبری قولہ تعالے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا
یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط یعنی جو لوگ ایمان
والے ہین اور تقوی والے انکو دنیا و آخرت مین خوشخبری ہے۔ گیارھوین دوزخ کی آگ سے
نجات ملتی ہے قولہ تعالے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا یعنی دوزخ پر کو سب گذرینگے پھر ہم متقیونکو
بچا لیوینگے۔ بارھوین بہشت مین ہمیشہ رہنا خدا تعالے فرماتا ہے اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ
یعنی بہشت متقیون کے لئے بنائی گئی ہے غرضکہ دونو جہان کی خوبیان تقوی مین کہی
ہین پس اس تقوی سے بھولکر بھی نہ نصیب ہونا چاہیئے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبادت
مین تین چیزین اصل ہین ایک توفیق اور تائید خدا تعالی کی۔ یہ خاص متقیون کے لئے ہے
جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ یعنی خدا تعالی متقیون کے
ساتھ ہے۔ دوسرے عمل کی درستی اور نقصان کا نرہنا یہ بھی متقیون کے لئے ہے جیسا
اللہ تعالی نے فرمایا ہے یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ یعنی اگر تم تقوی کروگے تو درست
کر دیگا تمھارے لئے تمھارے کام۔ تیسرے عمل کا قبول ہونا یہ بھی متقیونکو حاصل
ہوتا ہے جیسا اللہ تعالے نے فرمایا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ یعنی متقیون کے سوا
کسیکا عمل قبول نہین کرتا ہے انہین تینون چیزون پر عبادت کا مدار ہے اسواسطےکہ
عمل کرنے سے پہلے توفیق ہونی چاہیئے بعد اسکے نقصان کی درستی چاہیئے تاکہ عمل

تمام ہو وے اُسکے پیچھے جب عمل تمام ہو جاوے تو قبول ہونا منظور ہے اسیو جہ
سب شاید انکی خواہش رکھتے ہین اور اسکے لئے ہمیشہ عاجزی کیا کرتے ہین یون کہا
کرتے ہین کہ خداوندا ہمکو عمل کی توفیق دے اور ہمارے عمل کے نقصان پورے کرا در جو کچھہ ہم
عمل کرین اسکو قبول کر اور ان سبکا خدا تعالے نے تقوے کے ساتہ وعدہ فرمایا ہے
اور یہہ سب باتین متقیونکو عنایت ہوتی ہین گو وہ خواہش کرین یا نکرین پس تمکو بھی تقوے
کرنا لازم ہے اگر عبادت کرنا چاہتے ہو بلکہ اگر دنیا او رعقبیٰ کی سعادت لینا چاہتے ہو
تقوی کرو۔ اور اس جگہہ ایک بات کو خوب سوچکر دیکھو کہ تمام عمر تمنے عبادت کی
اور تکلیف اُٹھائی یہانتک کہ مطلب حاصل کیا گیا یہ غرض نہو گی کہ یہ ساری عبادت مقبول
ہو مگر اللہ تعالے جلشانہ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ یعنی تقوے
والونکے سوائے خدا تعالی کسیکی عبادت قبول نہین کرتا پس مدار کار عبادت کی قبولیت کا
تقوی پر ٹھہرا اور اسوجہ سے حضرت عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہین آتی تہی جیسا متقی خوش معلوم ہوتا تہا اور قتادہ رض
نے فرمایا ہے کہ توریت مین لکھا ہے کہ اے فرزند آدم تقوی کر۔ اور جس جگہہ چاہے
سو رہ اور بیان کرتے ہین کہ عامر بن قیس رات دن مین ہزار رکعتین نماز کی ادا کرتے
اور جسوقت بستر پر آتے تو نفس سے کہتے کہ اے سب برائیونکے گہر خدا کی قسم ایک پل
بھی مین تجھہ سے راضی نہین ہوتا ہون جب تک تقوے نکرے اور مرتے وقت رونے لگے
اُنسے پوچھا کہ رونیکا کیا سبب ہے جواب دیا کہ خدا تعالے کا فرمانا رولاتا ہے اِنَّمَا
يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ یعنی متقیونکے سوا کسیکا عمل قبول نہوگا

عفو باشد لیک کو فردا امید ٭ کہ بود بندہ ز تقوے روسفید ٭ **اب** ایک دراصل اس کو غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ ایک بزرگ نے اپنے پیر سے کہا کہ مجکو کچھ وصیت فرمایئے پیر نے کہا کہ مین تمکو وہ وصیت کرتا ہون جو خدا تعالی نے سب اگلے پچھلونکو فرمائی ہے

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ

أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ یعنی ہمنے ان لوگونکو وصیت کی ہے جو تم سے پہلے کتاب دئے گئے ہین اور تمکو بھی یہی وصیت ہے کہ تقوی کرو غور کا مقام ہے کہ خداوند تعالی سب سے زیادہ بندہ کی بہتری جانتا ہے اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور مہربان ہے اگر اُسکے نزدیک کوئی خصلت جہان مین بندہ کے لئے تقوی سے بہتر ہوتی اور سب خوبیونکو جامع اور ثواب مین زیادہ اور بندگیمین بزرگ ور آرزؤنکو بھی زیادہ پوری کرتی ہوتی تو خدا تعالی بندونکو اُسیکا حکم فرماتا اور اُسیکی وصیت کرتا پس جبکہ اگلے پچھلونکو تقوی ہی کی وصیت کی اور اسی ایک خصلت پر اکتفا کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ خصلت دنیا و آخرت کو جامع ہے اور سب کامونکو کافی ہے اور عبادت کے بلند مرتبونپر پہنچانیوالی ہے اور ایسی اصل ہے کہ جو کوئی تامل کرے اور اسپر عمل کرے تو اسکو کافی ہو اور زیادہ حاجت نرہے جب اِس خصلت کا حال یہ کچھ معلوم ہوا تو اُسکا دریافت کرنا بھی بہت ضرور پڑا اب مفصل بیان کے کوئی علاج نہین ہے کیونکہ اِسکی طرف کل احتیاج ہے لیکن یہ معلوم ہے کہ جو کام مین نادر اور عمدہ ہوتا ہے۔ اُسکے حاصل کرنے مین دقت بھی زیادہ ہوتی ہے پس جیسی خصلت بڑی ہے ویسا ہی اسکے لئے مجاہدہ کرنا اور اسپر قائم رہنا سخت مشکل ہے کیونکہ ہر کام کی عظمت باندازہ محنت اور لذت بقدر مشقت ہوتی ہے اللہ تعالی

فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو کوئی
ہماری راہ مین کوشش کرے ہم اپنا راستہ دکھلا دیتے ہین پس ہوشیار ہو کر سننا
چاہیئے اور اول اس خصلت کے معنی کو سمجھکر پھر اسپر عمل کرنے پر چست اور مضبوط ہونا چاہیئے
اور اللہ تعالے سے اسباب مین مدد مانگنی چاہیئے پس ہمارے بزرگونکے کہنے کے موافق
تو تقوی کے معنی دل کا پاک کرنا ہے اُن گناہونسے جو ابتک نہین کئے ہین تاکہ ایسی طاقت
حاصل ہوجاوے کہ اُس گناہ کے نکرنے کا پکا ارادہ کرسکے اور گناہ مین اور متقی مین پردہ
پڑجاوے اور قران شریف مین تقوی کو تین معنونمین ارشاد فرمایا ہے ایک خدا تعالی
کا خوف اور ہیبت جیسا فرمایا ہے وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ یعنی مجھہی سے ڈرو۔ دوسرے
اطاعت اور عبادت کے معنونمین جیسے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے ترجمہ مین فرمایا ہے کہ اے ایمان والو خدا تعالے کی
اطاعت کرو جیسا اُسکا حق ہے۔ تیسرے معنی دل کا پاک کرنا گناہونسے اور تقوی کے
اصلی اور حقیقی معنی یہی ہین وہ دونوں پہلے نہین ہین کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے
وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ
یعنی جو لوگ خدا تعالی کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کرین اور اللہ تعالے سے ڈرین اور
تقوی کرین وہی ہین چھٹی والے۔ اس آیت مین پہلے اطاعت اور خوف کا ذکر کیا بعدہٗ
تقوی کا ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ تقوی اطاعت اور خوف کے سوا ہے اور وہ دل کا
پاک کرنا ہے جیسا ہمنے کہا ہے اور بزرگون نے کہا ہے کہ تقوے کے تین درجے ہین
تقوی شرک سے اور تقوی بدعت سے اور تقوی گناہون فرعیہ سے۔ ان تینونکو خدا تعالے

نے ایک آیت مین ذکر کیا ہے قولہ تعالے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ یعنی ڈر نہین ہے اُن لوگونکو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن چیزونمین کہ کہاتے ہین جبکہ تقوی کرین اور ایمان لائے ہین اور نیک کام کئے اور تقوی کیا اور ایمان لائے اور تقوی کیا اور نیکی کی خدا تعالے نیک کام والونکو دوست رکہتا ہے پس پہلی جگہہ تقوی شرک سے ہے اور ایمان کہ اُسکے ساتہہ ذکر کیا ہے اُس سے توحید مراد ہے۔ دوسری جگہہ تقوی بدعت سے مراد ہے اور اُسکے ساتہ ایمان جو ذکر کیا ہے سنت اور جماعت کے اقرار کرنے سے غرض ہے۔ تیسری جگہہ تقوی گناہون فرعیہ سے مقصود ہے چونکہ استقامت اسپر دشوار تھی اسلئے اُسکو احسان کے مقابل کیا اور احسان کے معنی طاعت کرنا اور ٹھہرنا ہے تقوی معاصی فرعیہ سے اس ایک آیت مین تینون مرتبے اکٹھے کئے۔ مرتبہ ایمان کا اور مرتبہ سنت کا اور مرتبہ استقامت کا اطاعت پر علماء نے جو تقوی کے معنی بیان کئے ہین وہ تو یہی ہین لیکن تقوی کے معنی بچنا فضول حلال سے بہی شرع مین مستعمل ہے جیساکہ حدیث شریف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہے کہ متقیونکو متقی اسلئے کہتے ہین کہ وہ مباح کو چہوڑ دیتے ہین یعنی جن چیزونمین کچہہ ڈر نہین اُنکو اسواسطے چہوڑ دیتے ہین کہ کہین ڈر والی چیزونمین نہ پڑجاوین اسلئے مجہکو بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقوی کے ایسے معنی بیان کرون جسمین علما کے قول کے بموجب بھی معنی پائے جاوین اور حدیث شریف کے بموجب بھی تاکہ تعریف جامع اور مانع ہوجاوے اور وہ معنی یہہ ہین کہ تقوی بچنا ہر ایک شے سے ہے جس سے دین مین ضرر کا

خوف ہو اسواسطیکہ جو بیمار پرہیز کرتا ہے اُسکو محاورہ عرب مین متقی کہتے ہین اسلیئے کہ
وہ ہر ایک مضر چیز سے خواہ کھانے کی ہو یا پینے کی بچتا ہے پس جو چیزین کہ دین مین
مضر ہین دو طرح پر ہین ایک تو صرف حرام اور گناہ ہین دوسرے فضول حلال اسواسطیکہ
فضول حلال مین مشغول ہونا نوبت گناہ اور حرام تک پہنچا دیتا ہے جو کوئی دین کے مضرات
اور بڑے گناہونسے پرہیز کرنا چاہیے تو وہ فضول حلال کو چھوڑے غرضکہ تقوی کی تعریف
جامع اور مانع یہ ہے کہ ہر ایک شے دین کی مضر سے بچے اور مضر دین کی فضول حلال اور
گناہ ہین یہ تفصیل ہے تقوی کی اب جاننا چاہیئے کہ تقوی حرام سے فرض ہے اگر
ایسا نکریگا تو لائق عذاب کے ہوگا اور فضول حلال مین تقوی کرنا بہت بڑا کام ہے اسلیے
چھوڑنے سے قیامت مین حساب اور ملامت اور جنت سے رکے رہنے کی سزا کے قابل ہوگا
جو آدمی کہ حرام سے تقوی کرے وہ تقوی کے نیچے والے درجے مین ہے اور فضول حلال
سے تقوی کرنے والیکا بڑا مرتبہ ہے اور جو شخص دونکو جمع کرے یعنی فضول حلال اور
گناہ سے بچے اُسکا تقوی پورا ہے جیسا چاہیئے یہ تقوی کے معنی اور اسکا بیان ہے اسکو
خوب طرح سمجھ بوجھ لینا چاہیئے اب باقی رہا یہ کہ ان معنونپر کیونکر عمل کرین اور ان معنونکی
روسے نفس کو تقوی کا لگام کسطرح دیا جاوے تو اسکی تفصیل نفس مین اسطرح ہے کہ
اپنی تمام طاقت کے موافق اسپر قیام کرے اور نفس کو سب گناہونسے روکے اور فضول
حلال سے بچاوے اور جب یہ عمل آنکھ اور کان اور زبان و دل و شکم و فرج سب عضو ونمین
ملحوظ رکھا تو تقوی کر لیا اور نفس کو تقوی کا لگام دیا لیکن یہان یاد رکھنے اور جاننے کی
یہہ بات ہے کہ جو کوئی تقوی کرنا چاہے تو ان پانچون عضو ونکو جو جڑ ہین یعنی آنکھ کان

زبان دل شکم انکو اُس چیز سے بچاوے کہ دین مین نقصان لاتی ہے جیسے گناہ اور حرام اور فضول حلال جب یہ محفوظ رہینگے تو امید ہے کہ سب عضو بچے رہینگے اور تقوی جامع اور مانع پر قیام حاصل ہوگا اب ان پانچون عضوونکو جدا جدا لکھنا ضرور ہے اور ہر ایک کے بیان مین حرام اور فضول جو ہر ایک سے متعلق ہے اس کتاب کے لائق بیان کیا جاویگا *

آنکھہ کی حفاظت کا بیان آنکھہ کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ وہ بہت آفتون اور فتنونکی سبب ہے اور آنکھہ کے کام مین یہ تین باتین خیال رکھنی چاہیئین جو اصل مین پہلے اصل یہ ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ٥ یعنی خاص مومنونکو کہدو کہ آنکھونکو نیچی رکھین اور شرمگاہونکو حفاظت کرین یہ بات انکو زیادہ پاک کرنیوالی ہے اور جو کام وہ کرتے ہین خدا تعالے اُسکو جانتا ہے۔ اس آیۃ مین غور کیا تو اگرچہ چھوٹی سی آیت ہے مگر تین بزرگ معنی دریافت ہوئے ادب کرنا اور خبردار کرنا اور دھمکانا۔ ادب کرنا تو ان الفاظ سے ہے کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ پس غرض اس سے اطاعت ہے اگر اطاعت نہوگی تو بے ادب ہوگا اور بے ادب کو مجلس سے نکالدیتے ہین اسواسطے کہ وہ اس لائق نہین کہ مجلس مین کھڑا ہو اس نکتہ کو خوب سمجھہ لو اسمین بہت کچھہ فائدہ ہے اور خبردار کرنا اسطرح ہے کہ فرمایا ہے وہ پاک کرنے والی زیادہ ہے انکو یعنی اُنکے دلونکو - اسواسطے کہ جب تم آنکھہ بند نکروگے تو سب طرف دیکھوگے پس ہر طرف دیکھنے سے کبھی نظر حرام پر بھی جائیگی - پھر اگر قصداً حرام کو دیکھوگے تو کبیرہ گناہ ہے اور کبھی

ایسا بھی اتفاق ہوگا کہ دل اسکی طرف متعلق ہو جائیگا اور اسوجہ سے ہلاک ہو جاؤگے
اور اگر مباح پر نگاہ پڑے تو اکثر دل اسمین مشغول ہوگا اور وسوسے دلمین آوینگے اور
پھر وہ شاید ہاتھہ نہ آوے تو پریشان رہو اور بھلائی سے جدا ہو جاؤ لیکن اگر آنکھہ بند
کر لو تو ان بلاؤن سے آرام مین رہو آسباب مین حضرت عیسی صلواۃ اللہ علی نبینا وعلیہ
نے فرمایا ہے کہ نظر سے ڈر اور بچ کیونکہ نظر شہوت کو دلمین بوتی ہے اور عاقل کو یہی
ایک بلا کافی ہے - ذوالنون نے فرمایا ہے کہ آنکھہ بند کر لینا آرزو کے لئے اچھا پردہ ہے
یعنی شہوت کا بیج دل مین بویا جانا ۱۲
پس جبکہ آنکھہ کو بند کر لو اور بیفائدہ دیکھنے سے بچاؤ تو سب وسوسون سے آرام مین فارغ
دل رہو اور تہدید یہ ہے کہ فرماتا ہے کہ خدا تعالے جانتا ہے جو کام کرتے ہین جو کوئی
خدا تعالی کے سامنے ہونے سے ڈرے اسکو گناہونکے بچنے کے لئے یہ بات کافی ہے
- یہہ اصل تو کتاب اللہ سے تھی - دوسری اصل یہہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ عورت کی خوبیونکو دیکھنا شیطان کے تیرونمین سے ایک زہر کا بجھا ہوا
تیر ہے جو کوئی اسکو چھوڑ دیوے خدا تعالی اسکو عبادت کا مزہ چکھا دیتا ہے جسکے
سبب سے وہ خوش ہو جائے اور عبادت کا مزہ اور مناجات کی لذت پانی بہت بڑی
نعمت ہے اور یہہ بات درست اور یونہین ہے جیسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جسنے آزمایا ہو وہ اسکا مزہ جانتا ہے کہ نظر کا روکنا بیفائدہ چیزونسے عبادت کی
لذت اور حلاوت اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہے کسیکا قول درست ہے مصرعہ
ڈھیلے اچھے ہین جو ہووے نہ حیا آنکھونمین - تیسری اصل یہہ ہے کہ اپنے سب عضوون
کو دھیان کرے کہ ہر ایک کو کسلئے پیدا کیا ہے اسی کام کے لئے اسکو برتے مثلاً پانو

بہشت کے باغون اور محلونمین جانے کے لئے پیدا کیا ہے اور ہاتھ شراب کے پیالے اور
میوہ بہشت کے لینے کے لئے پیدا کئے ہین اسطرح ہر سب عضو ونکو خیال کرے اور اسیطرح
آنکھہ کو سمجھے کہ پروردگار عالم کے دیدار کے لئے پیدا کی ہے کہ دونو جہانمین اس سے بہتر
کوئی بزرگی نہین جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین شعر آدمی دیدست باقی پوست ست ٭
دید آن دیدہ کہ دیدہ دوست است ٭ پس اپنی آنکھہ کا بچانا ایسی بزرگی کے حاصل کرنے
مین بہت ضرور ہے پس جب ان تینون اصلونمین خوب غور کرو تو آنکھہ کی حفاظت کے
لئے کافی ہے **کان کی حفاظت کا بیان** فحش اور فضول سے کان کی حفاظت کرنا
ضروری ہے دو چیزونکے سبب سے ایک یہہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ سننے والا کہنے والیکا ساتھی ہے دوسرے یہ کہ سننے سے دلمین خطرے
اور وسوسے پیدا ہوتے ہین اور تن اور دلکو اوس طرف مشغول کرتے ہین یہانتک کہ دلمین عبادت
کا کچھہ خیال بھی نہین رہتا اور جو بات دلمین کان کے وسیلے سے جاتی ہے مثل کھانے
کے ہے کہ پیٹ مین جاتا ہے کہ کوئی کھانا مفید ہے کوئی مضر اور کوئی غذا ہے کوئی زہر
قاتل لیکن کھانے کی نسبت بات دلمین زیادہ ٹھہرتی ہے کیونکہ کھانا معدہ مین سے سونے
کے سبب یا کسی اور سبب سے جاتا رہتا ہے اور بات کا اثر دلمین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مدت تک
رہتا ہے بلکہ تمام عمر نہین جاتا پس اس سے بدتر کونسی چیز ہوگی کہ تمام عمر جسکا رنج دل
سے دور نہوا ور ہمیشہ اوسکے سبب بلا مین گرفتار ہے اور اوسکے سبب سے دلمین وسوسہ پیدا
ہوکر اوسکو بلا مین ڈالے پس اگر نکمی باتونکے سننے سے کان کی حفاظت کرین تو سب بلاؤن
سے محفوظ رہین اللہ مددگار ہے **زبان کی حفاظت کا بیان** زبان کا نگاہ رکھنا

اور روکنا لازم ہے کہ یہ سب عضو ونمین زیادہ نافرمان ہے اور اُسکا فساد بہت ہے
سفیان ابن عبداللہ رضہ نے فرمایا کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ میرے حق مین کونسی چیز زیادہ خوفناک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ یہ ہی یونس ابن عبداللہ نے فرمایا ہے کہ میرا
نفس گرمی کی شدت مین بصرہ مین روزہ رکھہ سکتا ہے مگر ایک کلمہ بیفائدہ نہین چھوڑ
سکتا پس جبکہ نفس کا حال اسباب مین ایسا ہو تو آدمی کو لازم ہے کہ زبان کی نگہبانی
مین جسطرح ہو سکے کوشش کرے اور ان پانچ اصل کو غور کرکے دیکھے - پہلی اصل یہ
کہ ابو سعید خدری رضہ نے بیان کیا ہے کہ جب آدمی صبح کو سوتا اُٹھتا ہے تو سب عضو
زبان سے کہتے ہین کہ تجھکو خدا کی قسم دیتے ہین اور آرزو کرتے ہین کہ تو سیدھی رہیو
کیونکہ جب تو سیدھی رہیگی تو ہم سب سیدھے رہینگے اور اگر تجھہ مین کسیطرح کی کجی ہوگی تو ہم
بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنی زبان کا بول سب عضو ونمین توفیق اور خرابی کا اثر کرتا ہے
اور اسی قول کے موافق مالک بن دینار کا قول ہے کہ جب دل مین سختی اور تن مین سستی اور
رزق مین کمی معلوم ہو تو جانے کہ کوئی کلمہ بیفائدہ زبان سے سرزد ہوا ہے
دوسری اصل زبان کی نگہبانی مین وقت کی حفاظت ہے اسواسطے کہ اکثر جو بات
کہ خدا تعالی کے ذکر کے سوا زبان پر لاتا ہے لغو ہے اسمین بیفائدہ وقت ضائع ہوتا ہے
حسان ابن سنان ایک نئے چھجے کے پاس کو گذرے اور کہا یہ چھجہ کا کسنے
بنایا ہے - اسکے بعد اپنے نفس کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ای نفس مغرور جس بات
سے کچھہ حاصل نہین اُسکے پوچھنے سے کیا فائدہ ہے پس ایک سال کے روزونکی اُسکو

سزاوی۔ واقعی وہ کیا اچھے لوگ ہین جنہون نے دین کے باب مین اپنا بند و بست کیا
ہے اور افسوس ہے اُن غفلت والون پر جنہون نے نفس کی باگ ڈہیلی چھوڑ دی ہے جسطرف
چاہے چلا جاوے تیسری اصل زبان کی حفاظت مین نیک عمل کی حفاظت ہے اسواسطے
کہ جو کوئی زبانکو نہ بچاوے اور بہت باتین کیا کرے تو بیشک لوگونکی غیبت مین گرفتار
ہوگا جیسا کسی نے کہا ہے کہ جو کوئی بہت باتین کرے غلطی بہت کریگا اور غیبت مثل
بجلی کے ہے سب طاعتونکو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے جیسا کسی بزرگ کا قول ہے
جو کوئی غیبت کرتا ہے اُسکی مثل ایسی ہے کہ درانتی سے کاٹ کر سب اپنی نیکیون کو
پورب پچھم پہاڑ دکہن مین پھینکتا ہے بیان کرتے ہین کہ ابوسعید کو کہا کہ کسی شخص نے
تمہاری غیبت کی ہے ابوسعید نے ایک طباق خرما کا اُسکے پاس بھیجا اور کہا کہ مینے
سُنا ہے کہ تم نے اپنی نیکیان مجکو تحفہ دی ہین اسواسطے اُسکا بدلہ یہ خرما کا طباق
تمہارے پاس بھیجا ہے اور ابن مبارک کی مجلس مین غیبت کرنیکا ذکر آیا ابن مبارک
نے کہا کہ اگر مین غیبت کرون تو ماباپ کی کرون اسواسطے کہ نیکی لینے کے لئے ماباپ
ہی سزاوار ہین۔ حاتم اصم رح کی ایک رات عبادت معمولی قضا ہوگئی آنکی عورت نے
تعزیت کی حاتم نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے رات کو عبادت کرکے صبح کو میری غیبت
کی اُنکی نماز قیامت کے دن میری ترازو مین ہوگی۔ چوتھی اصل یہ ہے کہ سفیان
ثوری رح نے فرمایا کہ وہ بات زبان سے مت کہہ جو تیرے دانتونکو توڑ دے۔ اور
کسی اور بزرگ نے کہا ہے کہ زبان کو مت کھول تاکہ کام تجہ پر تنگ کر دے مثل ہے
کہ بہت سے کلے اپنے کہنے والونکو کہتے ہین کہ ہم سے باز آؤ یعنی مت کہو کچھ ہمارے

سمجھنے مین فائدہ نہین نقصان ہی ہے پانچوین اصل یہ کہ آخرت کی آفتین یاد کرے اور اسکی
خرابی خیال کرے اور اسمین ایک اور نکتہ ہے کہ دو حال سے خالی نہین کہ جو بات کہیگا حرام
ہے یا حلال فضول ہے اگر حرام ہے تو اسمین ایسا عذاب ہے جسکی آدمی کو طاقت
نہین ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معراج کی رات مینے ایک
جماعت کو دوزخ مین دیکھا کہ مردار کھاتی تھی مینے کہا کہ ای اخی جبرئیل یہ کون ہین
جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ آدمیونکا گوشت کہاتے تھے یعنی غیبت کیا کرتے تھے
اور اگر وہ بات مباح ہے تو اسمین چار آفتین ہین ایک یہ کہ کراماً کاتبین کو بیفائدہ کام
مین مصروف کیا حالانکہ آدمی کو ضرور ہے کہ کراماً کاتبین کو رنجیدہ نکرے اور انسے حیا کرے
دوسرے یہہ کہ بہت باتین کرلی گویا خدا تعالی کی درگاہ مین لغو ہزل کا خط لکھا ہے
پس اس بات سے بچنا ضرور ہے اور سوچنا چاہیئے کہ اسکا آل کیا ہے بزرگونسے
ایک بزرگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ فحش بکتا تہا اس بزرگ نے کہا کہ او آدمی تو
ڈرتا نہین کہ خدا تعالے کی جناب مین کیسا خط لکھتا ہے ڈرا ور خوف کر کہ کل کو ندامت
اور حسرت نہو تیسرے یہہ کہ جو تو کہتا ہے قیامت کے دن بادشاہ جبار کی درگاہ مین
تمام عالم کے روبرو پڑہا جاویگا چوتھے یہ کہ قیامت مین عیب اور ملامت کرینگے کہ تو نے
کسواسطے کہا اور اپنے پروردگار سے شرم نہ کی اور اسوقت کوئی دلیل نہ چلیگی آخر دوزخ
مین ڈال دینگے **شعر** سیہ بختی مین ای سودا نہین طول سخن لازم + نمط خامہ کی سر
کھوا ئیگی الیسی بان دانی + جو کوئی غور کرے اسکو یہ اصول کافی ہین اللہ نیک توفیق دینے
والا ہے **دل کی حفاظت کا بیان** دل کی حفاظت اور اعضا کی حفاظت سے

دشوار ہے اور اسکا ڈر بھی بڑا ہے اور اسکی حفاظت کا طریق بھی بہت سخت اور باریک
ہے۔ اس کام مین بھی پانچ اصل کافی کو یاد رکھنا چاہیئے اصل پہلی قول اللہ تعالے
يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ یعنی جانتا ہے آنکھونکی چوری
اور جو کچھ سینونمین پوشیدہ ہے اور فرمایا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ یعنی خدا
تمہارے دلونکی بات جانتا ہے اور فرمایا ہے إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنی حقیقت
مین وہ سب سے زیادہ دلونکی بات جانتا ہے دیکھو کتنی جگہ اسکا ذکر خدا تعالی نے
فرمایا ہے اور پھر کر بیان فرمایا پس اگر انصاف سے دیکھو تو یہی ایک بات یعنی خدا کا علم
واطلاع ہونا امور دلی پر حفاظت دل کے لئے کافی ہے اسواسطے کہ معاملہ خدا تعالے
کے ساتھ ہے اور خدا تعالی چھپی باتین جانتا ہے اور پوشیدہ جاننے والے کا معاملہ
بڑا سخت ہے اور یہ جان لو کہ وہ تمہارے دل کا سب احوال دیکھتا ہے اور جانتا ہے
یعنے خیر اور شر اور ریا۔ اخلاص۔ ذکر۔ غفلت۔ جہل۔ علم۔ لالچ۔ توکل وغیرہ
(دکھاوا ۱۲ — خالص اللہ واسطے — غافل رہنا یاد الٰہی سے ۱۲ — خدا پر بھروسا ۱۲)
سب دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ دوسری اصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ خدا تعالی عملون اور صورتون پر نظر نہین کرتا بلکہ نیتون اور دلونکو دیکھتا
ہے پس جبکہ دل نظرگاہ خدا تعالی کا ہے تو تعجب ہے کہ آدمی اپنے منہ اور تن کو
تو دھووے اور میل وغیرہ سے صاف رکھے اور بہت کچھ بناؤ کرے کہ کہین کوئی اسکے
کسی عیب پر خبردار نہو جائے کیونکہ تن بدن خلق کے دیکھنے کی جگہ ہے اور دلکو کہ خدا
تعالے کے دیکھنے کی جگہ ہے حرص وہوا سے ناپاک رکھے اور اسکے پاک کرنے اور
سنوارنے کی فکر نکرے اور اس بات سے نڈرے کہ اللہ تعالے اسکی ایسی خرابیونکو

دیکھتا ہے کہ اگر آدمی اس سے خبردار ہوں تو سب بیزار ہو جاتین اور اپنے درمیان
مین سے نکال دین۔ تیسری اصل یہہ ہے کہ دل بادشاہ ہے اور سب عضو اسکے تابع ہین
جب بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی نیک ہوگی جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ آدمی کے تن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سب تن
درست ہوگا اور اگر وہ بگڑیگا تو سب تن بگڑیگا۔ وہ گوشت کا ٹکڑہ دل ہے پس جبکہ
درستی سب عضوونکی دل کی درستی پر موقوف ہے تو ضرور ہے کہ اسکی درستی مین
بہت کوشش کیجا وے چوتھی اصل یہہ ہے کہ آدمی کے حق مین دل ایک نفیس
جوہرونکا خزانہ ہے کہ ایک انمین سے عقل ہے اور سب مین بڑا جوہر نفیس معرفت خدا تعالے
کی ہے کہ وہ دونون جہانکی بھلائی کا سبب ہے یہہ بھی دل مین ہی ہوتا ہے ؎ ارض و
سما کہان تیری وسعت کو پاسکے ٭ میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے ٭ اور
بینائی جسکے سبب سے خدا تعالی کا شرف قربت حاصل ہو دلمین ہے اور نیت خالص عبادت مین
جسپر ہمیشہ کا ثواب موقوف ہے یہہ بھی دلمین ہے اور طرح طرح کے علوم اور حکمتین
جنکے سبب سے بندہ کا شرف ہے سب دلمین بھری ہین ؎ عالم دل عالمی ست ہر دو
جہان اندرو ٭ کیست کہ ہر دم کند عزم تماشای دل ٭ پس ضرور ہے کہ ایسے خزانہ کو
چورون اور رہزنون سے بچا وے تاکہ ان نفیس جوہرونکو آفت نہ پہنچے اور کسی دشمن کا
ہاتہ نہ پونہچے پانچوین اصل یہہ ہے کہ مین نے اپنے دلمین جو تامل کیا تو پانچ باتین ایسی
دریافت کین جو اور عضوونمین نہین ایک یہ کہ دشمن اُسیکا ارادہ کرتا ہے اور ہر دم
اُسیکی تاک مین ہے وہی الہام اور وسوسہ کی جگہ ہے شیطان اور فرشتہ اُسکو خیر

اور شر کی طرف اپنی اپنی باری بلاتے رہتے ہین۔ دوسرے یہہ کہ دل کا بکہیڑا بہت ہے اسمین خواہش اور عقل دونون ہین اور دل دو لشکرون کی لڑائی کی جگہہ ہے ایک خواہش نفس معہ اپنے لشکر کے۔ دوسری عقل معہ اپنے لشکر کے غرض دل اُنکے جدال قتال مین رہتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ ایسی خوف کی جگہہ مین اسکو بچاوین اور غافل نہون۔ تیسرے یہ کہ عوارض اسکو زیادہ ہین اسواسطے کہ خواطر تیرونکی بوچھار ہے کہ مینہ کی مانند ہمیشہ دل پر برستے ہین اور آدمی کو اُنکے روکنے کی قدرت نہین اسلئے کہ دل آنکہہ کیطرح دو پلک کے درمیان نہین کہ جسوقت پلک بند کرلے یا کسی اندہیری جگہہ مین جا بیٹھے تو آنکہونکی خرابی سے بچ رہے اور زبان کیطرح بھی نہین کہ ہونٹون اور دانتونکے درمیان ہے جب چاہے بند کرلیوے بلکہ دل تو خواطر کا نشانہ ہے کہ ہرگز اُسکے روکنے پر قدرت نہین کسیطرح اُسکی حفاظت نہین کرسکتا پہر ان سبکے ساتہہ نفس جلدی کرنیوالا خواطر کے پیچہے لگا ہوا ہے اوسکا روکنا بڑا دشوار ہے اور بڑی محنت ہے۔ چوتھے یہ کہ دل کی حفاظت کرنی اسواسطے زیادہ مشکل ہے کہ وہ غائب ہے اکثر کسی بلا مین گرفتار ہوجاوے اور خبر نہو۔ پانچوین یہ کہ آفتین اسکی طرف جلد دوڑتی ہین اور دل کا حال بدل جانے مین بہت تیز ہے یعنی صلاح سے فساد کیطرف اور ایمان سے کفر تک جلد پہر جاتا ہے خدا اس سے پناہ دے۔ کسی نے کہا ہے کہ دل کسی کیفیت کے بدلنے مین ہانڈی کے اُبال سے بھی زیادہ جلدی کرتا ہے اور نعوذ باللہ منہا اگر دل لغزش کرے تو ابتدا اُسکی سیاہی اور خدا کے سوا دوسرے کیطرف رغبت کرنی ہے اور انجام کار کفر کی مہر اُسپر لگجاتی ہے اور یہ بہی ہے کہ قساوت یعنی سختی دلکی تہوڑ ایسی بات ہے

اور خدا سے تکبر کرنا اُسکا انجام کار ہے دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ
وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ہ انکار کیا اور تکبر کیا اور تھا کافرون سے یعنی تکبر کا بیج دلین تھا
کفر کا پھل دیا اِسیوجہ سے خدا تعالی کے خاص بندے اپنے دلونسے ڈرتے اور کانپتے
اور روتے رہتے ہین اور تمام عمر اِسی مین لگے رہتے ہین خدا تعالی اُنکی تعریف مین فرماتا ہے
یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ط یعنی اُس دن سے ڈرتے ہین
جسمین آنکھین اور دل بدل جاوینگے غرضکہ دل کا کام بہت سخت مہم ہے اور اُسکی اصلاح
کی باتون کی تفصیل بھی بہت ہے اِس مختصر مین اُسکی گنجایش نہین ہے + دیدہ دل است
بَیْنَ الْاِصْبَعَیْنِ + چون قلم در دست کاتب ای حسین + دیندار عالمون نے اِسباب مین بہت
کتابین تصنیف کی ہین یہانتک کہ تربیت بشر کے نیک خصلتین دل کی اور اُسیقدر بُری بیان کی
ہین جو کوئی دین کے کام کو ضروری جانے اور خواب غفلت سے بیدار ہو اور خدا تعالے
کی درگاہ سے توفیق پاوے اُسکو یہہ کام دشوار نہین کہ وہ کتابین ڈھونڈھے اور عمل کرے
ہم اِس کتاب مین اُنمین سے چند اصلین ایسی بیان کرینگے جنکے علاج کرنیکے بغیر چارہ نہین
اور وہ شمار مین چار ہین طول اَمل - عجلت - حسد - کبر اور چار چیزین اُنکے مقابلہ
مین بہتر ہین - کوتاہی اَمل - آہستگی کامونمین - خیر خواہی خلق - تواضع یہہ وہ اصلین
ہین جنکے بغیر چارہ نہین اب خبردار ہو کر سنو کہ ہر ایک مین کتنی آفتین ہین اور چست ہو کر ہر ایک
آفت کے دور کرنے کی تدبیر کرو اول طول اَمل کہ آدمی کو تمام خیر کی چیزون سے
روکتی ہے اور شر کیطرف رغبت دلاتی ہے اور طرح طرح کی بلاؤن اور آفتون مین ڈالتی
ہے اور تمام خرابیان اِسی سے نکلتی ہین پس جب آدمی اپنے امل کو طول دے یعنی

لمبی لمبی آرزوئین جمین ٹہانے تو اسمین چار آفتین پیدا ہونگی۔ ایک طاعت کا چہوڑنا اور اسمین کاہلی کرنی کہ پہر کر لونگا ابہی تو بہت دن ہین اِسیلئے یحیی ابن معاذ رازی نے کہا ہے کہ طول امل سب بہلائیون سے الگ کرتی ہے۔ دوسرے توبہ کا رہجانا اور اسمین سستی کرنی مثلاً یہ سوچنا کہ ابہی کیا ہے ابہی تو بہت دن ہین میری عمر بہی تہوڑی ہی آئی ہے اور مجہہ مین توبہ کرنے کی طاقت ہے جب چاہونگا توبہ کر لونگا اور اکثر یون ہوکہ موت آوے اور عمل کی درستی سے پہلے لیجاوے[سلہ] مثلاً کوئی کہے کہ ضعیفی مین توبہ کرونگا اور جوان ہی مرجاوے اور بڑہاپے کی نوبت بہی نہ پہنچے۔ تیسرے[سلہ] مال کے جمع کا لالچ کرنا اور دنیا مین مشغول ہونا اور آخرت کی تیاری نکرنی مثلاً یہہ سوچنا کہ آخر عمر مین مفلسی سے ڈرتا ہون کہ اُسوقت کوئی پیشہ نکر سکونگا اور کہانے پینے سے عاجز ہونگا اِسلئے کچہہ جمع کر لینا ضرور ہے تاکہ بیماری وغیرہ کی حالت مین میرے کام آوے اور اسطرح کی اور باتین دنیا کی رغبت دلاتی ہین اور لالچ کو زیادہ کردیتی ہین یہانتک کہ خیال آتا ہے کہ جاڑون مین کیا کہاؤنگا اور گرمیون مین کیا پہنونگا شاید بڑی عمر ہو اور غیرونکا محتاج ہون بڑہاپے کی احتیاج بہت سخت ہے۔ چوتہے[سلہ] دل کا سخت ہوجانا اور آخرت کو بہول جانا اسواسطیکہ جب امید دراز ہوئی تو موت اور گور کو کیونکر یاد کریگا اور دل کی صفائی اور نرمی موت اور گور کی یاد کرنے سے ہوتی ہے[سلہ] یا عذاب ثواب اور آخرت کے احوال یاد کرنے سے اور جسمین اِن باتون مین سے کوئی نہو تو صفائی اور نرمی دل کی کہان سے ہو قولہ تعالیٰ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ[سلہ] یعنی دراز ہوئی اُنپر مدت پس سخت ہوگئے اُنکے دل۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی امل دراز کرے تو طاعت تہوڑی

ہوگی اور توبہ مین تاخیر نہوگی اور گناہ بہت کریگا اور حرص اور غفلت بہت ہوگی بلکہ اسباب کا بہی ڈر ہے کہ آخرت برباد کرے یہ سب طول امل کی بدولت ہوگا پس اس سے بدتر کونسا عمل ہے اور کونسی آفت اس سے زیادہ ہے اور اگر امل کوتہ کرے اور موت کو قریب جانے اور بہائیون اور دوستونکا حال یاد کرے کہ انکو اچانک ایسے وقت موت نے آدبایا کہ گمان بہی نتہا شاید تیرا بہی حال ایسا ہی ہو شعر خواب غفلت سے ہوشیار کہ آئی پیری ٭ نہین مہتاب ہے یہ روشنی صبح رحیل ٭ پس اے غافل خبردار ہوا ور یاد کر کہ جو کچہ عوف بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اکثر شخص جنکو دن بہر کی امید تہی انکو رات آنے تک کی نوبت نہ پہنچی اور جو کل تک کے منتظر تہے انہون نے کل کی صورت بہی نہ دیکہی اگر تم موت اور اسکے آنے کا دہیان رکہو تو کبہی طول امل کو بہلا نجا نو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ دنیا مین تین دن ہین ایک جو گذر گیا اسمین سے تو آدمی کے ہاتہ مین کچہہ نرہا اور ایک آنیوالا اسکا حال معلوم نہین کہ پاویگا یا نہین تیسرا دن وہ ہے جسمین کہ آدمی موجود ہے وہ البتہ اختیار مین ہے پس جس وقت مین موجود ہے اسکو غنیمت جانے اور جو نیکی کرنی ہو سو کرے اور ابوہریرہؓ نے بہی ایسا ہی کچہہ فرمایا ہے کہ دنیا تین ساعت سے زیادہ نہین ساعت گذشتہ مین سے بندہ کے پاس کچہہ نہین رہا اور آیندہ ساعت کا کچہ حال معلوم نہین کہ ملے یا نملے تیسری ساعت وہ ہے جس مین موجود ہے پس حقیقت مین دنیا ایک ساعت سے زیادہ نہین اور ہمارے مرشد نے ان دونو قولون سے بڑہکر فرمایا ہے کہ دنیا تین سانس ہے ایک دم وہ کہ لے چکا اسمین تو جو کیا سو کیا وہ تو اب قابو مین نہین ہے - دوسرا دم وہ جو لیگا اسکا حال معلوم نہین

کہ آوے یا نہین کیونکہ اکثر لوگ ایک سانس سے دوسری تک نہین پہنچے ہین تیسرا
دم وہ جو لے رہا ہے پس حقیقت مین ایک دم سے زیادہ پر اختیار نہین چاہیئے کہ اسی
دم توبہ اور اطاعت کرے دوسری دم تک زندگی کا بہروسا کیا ہے اور رزق کا سوچ
نکرنا چاہیئے کیونکہ جس زمانہ تک رزق کا فکر ہے شاید جبتک زندہ ہے یا نرہے اور کیا
نادانی کی بات ہے کہ آدمی ایک ساعت اور ایک دم کا غم کرے اور دوسری دم مین
چین سے یاد کرو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے اسامہؓ کے حق مین کیا
فرمایا تہا جبکہ انہون نے ایک لونڈی بوعدہ ایک مہینے کے خریدی تہی کہ اسامہ بڑا
طول امل ہے تجکو تعجب نہین آتا اس ایک مہینے کے طول امل سے قسم ہے خدا کی مین نے
کوئی قدم نہین رکہا اس گمان پر کہ دوسرا اُٹہاؤنگا یا نہین اور کوئی لقمہ نہین اُٹہایا
کہ گمان کیا ہو کہ نگلونگا یا نہین شعر حال ہے مجہ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ٭ ہر دم
پہے گمان ہہان رہگیا وان رہگیا ٭ پس اگر کوئی طالب عبادت اس بیان پر خیال کرے
اور رات سوچا کرے تو البتہ اُسکی امل خدا تعالی کی عنایت سے کوتاہ ہو جاوے اور پہر
دیکہے کہ اُسکا نفس عبادت مین کیسی جلدی کرتا ہے اور کیا زہد اور توبہ مین تعجیل کرتا
ہے اور دل خدا تعالی سے خائف ہوتا ہے اور امیدوار ہوتا ہے کہ آخرت مین بہلائی
ملے یہ سب باتین خدا کے فضل سے ایک ہی خصلت کے سبب ہین اور وہ امل کی کوتاہی
ہے کہتے ہین کہ زرارہ ابن ابی اوفیؒ کو بعد مرنے کے خواب مین دیکہا پوچہا تمہارے
نزدیک کون عمل بہتر ہے جواب دیا کہ رضا بقضاے خدا تعالی اور کوتاہی امل پس خیال
کرو اور اپنی تمام کوشش اسی اصل بزرگ مین صرف کرو کیونکہ یہ دلکی اصلاح کے لئے بہت

موثر ہے اور اللہ مددگار ہے **حسد کا بیان** جان تو کہ حسد عبادت کا مفسد ہے
اور گناہونکا سبب ہے اور ایسا مرض ہے کہ جسمین عوام اور جاہلونکا تو کیا ذکر ہے بہت سے
عابد اور عالم گرفتار ہین یہانتک کہ اُسکے سبب سے دوزخ مین جاوینگے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھہ آدمی چھہ چیزونکے سبب سے دوزخ مین جاوینگے عرب کے لوگ تعصب
اور عداوت کے سبب سے یعنی ظلم پر اپنے قوم کی مدد کرنے سے اور حاکم ظلم کی وجہہ سے اور
گانو کے رئیس تکبر کی جہت سے اور سوداگر دغابازی کے باعث اور روستائی یعنی عوام جہل
کے سبب سے اور عالم حسد کے جہت سے۔ پس جو بلا کہ عالمونکو دوزخ مین ڈالے اُس سے
بچنا واجب ہے اور یہہ ایسی بلا ہے کہ اِسکی بدولت پانچ خرابیان پیدا ہوتی ہین ایک خرابی
عبادتونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیونکو اِسطرح کہا لیتی ہے
جیسے آگ لکڑی کو۔ دوسرے برے کام سرزد ہونے جیسے وہب نے کہا کہ حاسد
کی تین علامتین ہین حاضر ہو تو خوشامد کرے اور غائب ہو تو غیبت کرے اور مصیبت مین
دیکھے تو خوش ہو علاوہ ازین خدا تعالی کا حکم کرنا حاسد کی شر سے پناہ مانگنے کے لئے
حسد کی مذمت مین کافی ہے جیسا کہ فرمایا **وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ** یعنی حسد کرنے
والے کی برائی سے جسوقت حسد کرے جسطرح شیطان اور ساحر کی شر سے پناہ مانگنے کا حکم
فرمایا ہے اِسیطرح حاسد سے پناہ مانگنے کا حکم کیا تیسری خرابی بیفائدہ کا غم واندوہ و مفت
گناہ کے جیسا ابن سماک نے کہا کہ کوئی ظالم کسی مظلوم کی صورت پر مین نے نہین دیکھا سوا
حاسد کے کہ وہ اپنی بیعقلی سے برابر غم اور مصیبت مین ہے سچ ہے **شعر** حاسد کو ایک
دم نہین صحت جہان مین + رنج حسد ہے جان ہی جبتک کہ جان مین + جو کھے دل کا

اندھا ہوتا یہانتک کہ خدا تعالی کے حکمونکو سمجہ سکے سفیان ثوری نے فرمایا ہے کہ خاموشی
بہت کرنی چاہیئے تاکہ تقوی ہاتہہ آوے اور دنیا کی حرص نکرنی چاہیئے کہ جو بات سُنے
وہ یاد رہے اور کسیکو طعنہ نہ دینا چاہیئے تاکہ لوگونکی زبان سے چہٹی ہو اور کسی پر حسد نکرو تاکہ
جلد سمجھنے لگو پانچوین محرومی اور رسوائی کہ حاسد کسی مراد پر غالب آوے اور نہ دشمن پر
اسکی کوئی مدد کرے جیسا کہ حاتم اصم نے فرمایا ہے جس کسیکو کینہ ہو وہ دیندار نہین ہے اور جو
کوئی غیبت کرے وہ عابد نہین اور جو کوئی چغلی کہاوے وہ امانت دار نہین اور جو کوئی
حسد کرے اُسکی کوئی مدد نہین کرتا اور سچ تو ہے حاسد کی کیونکر مراد حاصل ہو کیونکہ
اُسکی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ خدا کی نعمت ایک مرد مسلمان سے زائل ہو جاوے اور دشمنونپر
اُسکو کسطرح مدد دیوین اُسکے دشمن تو مسلمان خدا کے بندے ہین ابو یعقوب نے کہا ہے
کہ الٰہی ہمکو صبر دے اسپر کہ تیری نعمتین پوری ہوسکین تیرے بندونپر اور اُنکے احوال نیک ہون
اور یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ حسد ایسی بیماری ہے کہ طاعتونکو تباہ کرے اور گناہونکی
خرابی زیادہ کرے اور یہانکے آرام سے روک رکھے اور روشنی دلکو زائل کرے اور دشمنون
یعنے دنیامین آسایش نہین ہوتی ہمیشہ رنج رہتا ہی ۱۲
پر فتح پانے اور کسی مراد کے حاصل ہونے سے محروم کرے پس کونسا درد اس سے
زیادہ دردناک ہے اسیلئے آدمی کو لازم ہے کہ نفس کا علاج کرے اور اُسکو اس درد سے
بچاوے **شعر** عقبۂ زین صعب تر در راہ نیست + ای خنک آنکس حسد ہمراہ نیست +

عجلت کا بیان عجلت ایسی خصلت ہے کہ تمام مقصدونکو خراب کردیتی ہے اور لوگونکو
گناہونمین گرفتار کردیتی ہے اس خصلت مین چار آفتین ہین۔ ایک یہ کہ عابد کسی عبادت
مین کسی درجہ کا طالب ہوتا ہے اور اسمین کوشش کیا کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ

اُسکے ملنے مین جلدی کرتا ہے حالانکہ ابہی اوسکا وقت نہین ہوتا آخر عجلت کے سبب سے
نومید ہوکر عبادت کو چہوڑ دیتا ہے اور اس سبب سے اس رتبہ سے محروم رہتا ہے اور یا
اُسکے حاصل کرنے مین اسقدر مبالغہ اور مجاہدہ کریگا کہ اسی عجلت کے سبب سے ہلاک
رہیگا پس عجلت مین افراط تفریط یعنی زیادتی وکمی دونون بری ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دین محکم ہے اسمین نرمی و آہستگی کے ساتہہ آؤ اور مثل ہے
کہ دور چلے نہ اکہڑ پڑے ۔ دوسرے یہہ کہ اگر عابد کو کوئی حاجت پیش آوے اور خدا
تعالی سے بہت کوشش کے ساتہہ دعا مانگے اور قبولیت مین جلدی کرے اور وقت سے
پہلے پاوے اس سبب سے اُسکی رغبت کم ہو اور دعا کو ترک کرکے غرض سے محروم رہجاوے
تیسرے یہہ کہ کوئی اِسپر ظلم کرے اور وہ بددعا کرنے مین جلدی کرے یہان تک کہ
کوئی مسلمان اُسکی بددعا سے ہلاک ہوجاوے اور اکثر بددعا کرنے مین حد سے گذر جاوے
اور یہ خود گناہ ہے چوتھے یہہ کہ عبادت کی اصل تقوی ہے اور تقوی کی اصل ہر چیز کو
احتیاط سے دیکہنا پس جو کوئی کہ کامون مین جلدی کرے وہ کہانے و پینے اور لباس
اور کلام اور ہر کام مین تامل اور غور نکریگا اِسیلیے جلد گمراہی مین گرفتار ہوگا اور لغزش
مین پڑیگا خلاصہ یہ کہ ؎ صبوری کند ہر کرا دین بود ÷ کہ تعجیل کار شیاطین بود ÷

کبر کا بیان اِس خصلت کو مہلک کہتے ہین کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے **اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ۝** یعنی نافرمانی کی اور تکبر کیا اور کافرون کے گروہ
سے ہوگیا پس معلوم ہوا کہ یہہ خصلت اور خصلتون کیطرح نہین ہے جسکا نقصان ظاہر
کے اعمال مین ہو بلکہ اس خصلت مین سلب ایمان کا اندیشہ ہے نعوذ باللہ منہا اگر

مستحکم ہو اور غالب آجاوے تو قابل علاج کے نرہیگا اور سب سے کمتر جو آفتین اس خصلت
مین پیدا ہوتی ہین چار ہین - ایک محروم رہنا حق سے اور دل کا اندہا ہونا خدا تعالیٰ
کی نشانیونکی پہچان سے اور اسکے حکمونکی سمجہ سے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے سَاَصْرِفُ
عَنْ اٰیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی ہٹا دونگا مین
اپنی آیتون سے اُن لوگونکو جنہون نے ناحق زمین پر تکبر کیا - دوسرے غصہ اور بغض
خدا تعالیٰ کا جیسا فرمایا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ یعنی خدا تعالیٰ تکبر والونکو دوست نہین
رکہتا ہے روایت کرتے ہین کہ موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ ای رب بڑا دشمن خلقت مین تیرے
نزدیک کون ہے ارشاد ہوا کہ جس کسیکے دل مین تکبر ہو اور سخت زبان ہو اور حق سے آنکہ بند
اور ہاتہ کا بخیل ہو اور بدخلق ہو تیسرے ذلت اور عذاب دنیا مین حاتم اصم رح نے کہا کہ تین حالمین
مرنے سے پہلے پہنچا چاہیئے تکبر اور حرص اور اترانے مین اسواسطیکہ تکبر والا جبتک ذلیلون کے ہاتہ سے ذلت
نہ اُٹہا ئیگا دنیا سے نہ اُٹہیگا ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد * بزندان لعنت گرفتار کرد اور لالچی جبتک کہ ایک روٹی
کے ٹکڑے اور پانی کے گہونٹ کا محتاج نہوگا نہین مریگا اور اترانیوالا جبتک اپنے پاخانے
اور پیشاب مین آلودہ نہوگا مرنیکا نہین چوتہے آخرت کا عذاب اور دوزخ کی آگ جیسا
بیان کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بزرگی میری چادر اور بڑائی میرا تہ بند ہے
جو کہ اسمین مجہہ سے جہگڑے اسکو دوزخ کی آگ مین ڈالونگا پس جو خصلت کہ احکام حق کی
معرفت اور آیات الٰہی کے دریافت اور فہم کو مانع ہو جو کہ اصل کار ہے اسکا حاصل سوای
غصہ خدا تعالیٰ اور ذلت دنیا اور آگ آخرت کے کیا ہوگا عاقل کو نچاہیئے کہ اس سے
غافل رہے اور اپنے نفس کو اس سے دور کرکے درست نکرے پہلے تہوڑی سی آفتین ان

چار خصلتون کی ہین جو ہمنے بیان کی ٭ جب ان خصلتون مین اتنی آفتین ہین اور انسے
حفاظت بہی ضروری ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک کی تعریف اور حقیقت کو جانین اور انسے
طریق نگاہداشت ہر ایک کا پہچانین پس اسباب مین ہر ایک مین بہت بہت باتین ہین کتاب
احیاء العلوم مین ہمنے بہت کچہہ لکہا ہے اور اسجگہہ چار اصلونمین وہ باتین لکہتے ہین
جنکے جانے بدون چارہ نہین **پہلی اصل امل کے بیان مین** ہمارے اکثر علمانے
بیان کیا ہے کہ امل کے معنی بہروسا کرنا زندگی پر آیندہ کو یقینا اور کوتاہی امل کے معنی
یقینی بہروسا نکرنا بلکہ بقید مشیت خداتعالی خواہ اُسکے علم اور ارادے یا بالشرط خیر اور
صلاح کے بہروسا کرنا پس اگر اپنی زندگی کو ایندہ کے لئے حکمی اور یقینی جانے مثلاً یون
سمجہے کہ مین دوسرے دن یا دوسری ساعت یا دوسرے دم تک بیشک زندہ رہونگا تو امل
والونمین داخل ہوگا اسواسطےکہ یہ حکم غیب پر ہے اور اگر خدا کی مرضی کی قید کرے یعنی سمجہے
کہ اگر خدا چاہے تو مین کل تک جیونگا یا خدا کے حکم سے یہ کام اسطرح ہوگا یا بالشرط خیر
یون ہوگا تو کوتاہ امل مین داخل ہوگا اس سببسے کہ اپنے ارادہ کو خدا کے حکم اور ارادہ
کے ساتہہ معلق کیا ہے اور ایسا ہی چاہیئے کہ بشرط مرضی الہی یا حکم خداوندی یا بالشرط
خیر و صلاح اپنی زندگی کا ذکر کیا کرے اور اس سے غرض یاد کرنا دل کا ہے نہ زبان
کا اور مقصود دل کا اسپر ثابت رکہنا ہے **اب** جاننا چاہیئے کہ امل دو طرح پر ہے
ایک امل خاص لوگونکی دوسری امل عام لوگونکی - امل عوام کی یہہ ہے کہ دنیا جمع
کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹہانے کو زندگی اور بقا چاہے اور یہہ محض گناہ ہے اور
کوتاہی امل اسکے برخلاف ہے اور امل خواص یہہ ہے کہ زندگی کی خواہش عمل خیر کے

مستحکم ہو اور غالب آجاوے تو قابل علاج کے نرہے اور سب سے کمتر جو آفتین اس خصلت
مین پیدا ہوتی ہین چار ہین - ایک محروم رہنا حق سے اور دل کا اندھا ہونا خدا تعالی
کی نشانیونکی پہچان سے اور اسکے حکمونکی سمجھ سے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے سَاَصْرِفُ
عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی ہٹا دونگا مین
اپنی آیتون سے اُن لوگونکو جنہون نے ناحق زمین پر تکبر کیا - دوسرے غصہ اور بغض
خدا تعالی کا جیسا فرمایا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ یعنی خدا تعالے تکبر والونکو دوست نہین
رکھتا ہے روایت کرتے ہین کہ موسیٰ ع نے فرمایا کہ ای رب بڑا دشمن خلقت مین تیرے
نزدیک کون ہے ارشاد ہوا کہ جس کیسکے دل مین تکبر ہو اور سخت زبان ہو اور حق سے [illegible]
اور ہاتھ کا بخیل ہو اور بدخلق ہو تیسرے ذلت اور عذاب دنیا مین حاتم اصم رح نے کہا کہ تین حالین
مرنے سے پہچانی جاتی ہین تکبر اور حرص اور اترانے مین اسواسطے کہ تکبر والا جبتک ذلیلون ہاتھ سے لت
نہ اٹھائیگا دنیا سے نہ اٹھیگا سے تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد اور لالچی جبتک کہ ایک روٹی
کے ٹکڑے اور پانی کے گھونٹ کا محتاج نہوگا نہین مریگا اور اترانیوالا جبتک اپنے پاخانہ
اور پیشاب مین آلودہ نہوگا مرنیکا نہین چوتھے آخرت کا عذاب اور دوزخ کی آگ جیسا
بیان کرتے ہین کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ بزرگی میری چادر اور بڑائی میرا تہ بند ہے
جو کہ اسمین مجھ سے جھگڑے اسکو دوزخ کی آگ مین ڈالونگا پس جو خصلت کہ احکام حق کی
معرفت اور آیات الٰہی کے دریافت اور فہم کو مانع ہو جو کہ اصل کار ہے اسکا حاصل سوا
غصہ خدا تعالی اور ذلت دنیا اور آگ آخرت کے کیا ہوگا عاقل کو نچاہیئے کہ اس سے
غافل رہے اور اپنے نفس کو اس سے دور کرکے درست نکرے بیٹے نہوڑ کیسی آفتین اُن

چار خصلتون کی ہین جو ہمنے بیان کی + سبب اِن خصلتون مین اتنی آفتین ہین اور اُنسے
حفاظت بہی ضروری ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک کی تعریف اور حقیقت کو جانین اور اُنسے
طریق نگاہداشت ہر ایک کا پہچانین پس اسباب مین ہر ایک مین بہت بہت باتین ہین کتاب
احیاء العلوم مین ہمنے بہت کچہہ لکہا ہے اور اِسجگہہ چار اصلونمین وہ باتین لکہتے ہین
جنکے جانے بدون چارہ نہین **پہلی اصل امل کے بیان مین** ہمارے اکثر علمائے
بیان کیا ہے کہ امل کے معنی بہروسا کرنا زندگی پر آیندہ کو یقیناً اور کوتاہی امل کے معنی
یقینی بہروسا نکرنا بلکہ بقید مشیت خداتعالی خواہ اُسکے علم اور ارادہ کے یا بشرط خیر اور
صلاح کے بہروسا کرنا پس اگر اپنی زندگی کو آیندہ کے لئے حکمی اور یقینی جانے مثلاً یون
سمجہے کہ مین دوسرے دن یا دوسری ساعت یا دوسرے دم تک بیشک زندہ رہونگا تو امل
والونمین داخل ہوگا اِسواسطیکہ یہ حکم غیب پر ہے اور اگر خدا کی مرضی کی قید کرے یعنی کہے
کہ اگر خدا چاہے تو مین کل تک جیونگا یا خدا کے حکم سے یہ کام اسطرح ہوگا یا بشرط خیر
یون ہوگا تو کوتاہ امل مین داخل ہوگا اس سبب سے کہ اپنے ارادہ کو خدا کے حکم اور ارادہ
کے ساتہہ معلق کیا ہے اور ایسا ہی چاہیئے کہ بشرط مرضی الہی یا حکم خداوندی یا بشرط
خیر و صلاح اپنی زندگی کا ذکر کیا کرے اور اس سے غرض یاد کرنا دل کا ہے نہ زبان
کا اور مقصود دل کا اِسپر ثابت رکہنا ہے **اب** جاننا چاہیئے کہ امل دو طرح پر ہے
ایک امل خاص لوگونکی دوسری امل عام لوگونکی - امل عوام کی یہہ ہے کہ دنیا جمع
کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹہانے کو زندگی اور بقا چاہے اور یہہ محض گناہ ہے اور
کوتاہی امل اسکے برخلاف ہے اور امل خواص یہہ ہے کہ زندگی کی خواہش عمل خیر کے

ہو اگر نیت لئے ہو جس عمل مین کہ صلاح یقینی نہین اسواسطیکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ عمل
بذات خود خیر ہے مگر اس بندہ کے لئے خیر نہین اور اسکے سبب سے وہ شاید آفت مین پڑجاوے جب ٹھہری تو بندہ
کو لائق نہین کہ جب کوئی نماز یا روزہ شروع کرے تو کہے کہ مین اسکو پورا ہی کرونگا کیونکہ یہہ
غیب کی بات ہے اور خواہش یہہ بھی نکرے کہ مین اسکو پورا ہی کرون اسواسطیکہ شاید اسکی بھلائی
اسمین نہو بلکہ چاہئے کہ عمل کی خواہش بشرط خیر و مشیت الٰہی کرے تاکہ امل کے عیب سے چھوٹتی پاوے
جب خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي
فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ط یعنی مت کہہ کسی چیز کو کہ مین البتہ کل
اسکو کرونگا مگر یہہ کہ خدا چاہے اور برخلاف اس امل خاص کے نیک نیت سے اور نیک
نیت کو مجازاً امل کی ضد بولتے ہین کیونکہ نیک نیت والا امل سے بچ رہتا ہے اور نیک
نیت کے معنی ارادہ عمل کا یقیناً ابتدا مین کرے اور اسکے تمام کرنے مین مشیت ایزدی
بیان کرے اور خدا تعالیٰ کو سونپے اور ابتدا مین یعنی ارادہ کرنا اور تمام کرنے مین
خدا کو سونپنا اور استثنا کرنا اسی سبب سے کہ ابتدا مین کچھ ڈر نہین اور تمام مین دو طرح کا
ڈر ہے ایک ڈر وصول کا کیونکہ نہین معلوم کہ اس تک پہنچیگا یا نہین دوسرا ڈر بگاڑ کا
کیونکہ خبر نہین کہ اسمین اسکی بھلائی ہے یا نہین اول ڈر کے سبب خدا کی مشیت چاہنی
ضرور ہے اور دوسرے خطر کیواسطے اسکو سونپنا واجب ہے اور امل کو تاہ کرنیکا عمدہ علاج
موت کا یاد کرنا ہے اور سب سے بڑھکر علاج مرگ مفاجات کا یاد کرنا ہے جسمین آدمی
جھٹ پٹ اچانک مر جاتا ہے دوسری اصل حسد کے بیان مین حسد کے معنی
یہ ہین کہ کسی مسلمان کی نعمت کو جسمین اسکی بہتری ہے یہ چاہنا کہ اسکے پاس سے

جاتی رہے لیکن جسکا یہ ارادہ نہو کہ اُسکی نعمت زائل ہو جاوے بلکہ یہ چاہے کہ جیسی
اُسکے پاس ہے ویسی ہی میرے پاس بھی ہو اُسکو حسد نہین کہتے بلکہ غبطہ بولتے ہین[1]
یعنی چاؤ اور یہ جائز ہے اور حسد کے برخلاف نصیحت ہے یعنی خیر خواہی اور وہ یہ ہے
کہ مسلمان کے لئے ایسی نعمت کے رہنے کی خواہش کرے جسمین اُسکی بھلائی ہو پس اگر
کوئی پوچھے کہ ہم کیونکر جانین کہ اِسمین[2] بھلائی ہے یا بُرائی یا خیر خواہی ہے یا حسد تو
اسکا جواب یہ ہے کہ اس کام مین ہمارے حق مین ظن غالب ہی علم کی برابر ہے پس اگر
کسیطرحکا اشتباہ ہووے تو کسی مسلمان کا زوال نعمت نچاہے مگر تفویض الٰہی کرکے
اور شرط صلاح کے ساتھ مقید کرکے اگر چاہیگا تو حسد سے بچ جاویگا اور خیر خواہی کا
فائدہ حاصل ہوگا اور تدبیر اس خیر خواہی کی کہ حسد سے روکے خدا تعالیٰ کے اُن وعدون[3]
کا یاد کرنا ہے جو اُسنے مسلمانونکے دوست رکھنے[4] پر وعدہ فرمایا ہے اور سب سے
زیادہ قوی علاج یاد کرنا اُن چیزونکا جو خدا تعالیٰ نے مومن کے حق مین بیان
فرمائی ہین مثل بلندی مرتبہ کے اور بڑی بڑی عزتین جو خدا تعالیٰ کے پاس آخرت مین
اُسکو ملینگی اور وہ فائدے کہ آدمی کو دنیا مین دوستون سے حاصل ہین جیسا جمعہ اور
جماعت اور مددگاری نیک کامونمین اور امید شفاعت کی آخرت مین انکا یاد کرنا یا جو
اسطرحکی باتین ہون مسلمانونکی خیر خواہی کرنے مین اور خدا کی دی ہوئی نعمتون کی حسد
نکرنے مین بہت مفید ہے[5] **تیسری اصل عجلت کے بیانمین** عجلت کی یہ معنی ہین
کہ دلمین کوئی ایسی بات ٹھہر جاوے کہ پہلے ہی خطرہ[6] نے پر توقف اور سوچنے کے کسی کام کا ارادہ کرنا
بلکہ جلد اسکے درپے ہو کر اسمین مشغول ہو جانا اور اسکی ضد آہستگی ہے جسکے یہ معنی

ہین کہ ولمین ایسی بات جم جائی کہ جسکے سبب احتیاط سب کامون مین کرنی اور انمین فکر کرنا تب ورنہ ان کامونکے ہونا اور انکو انجام کرنا اور توقف کی ضد تعسف ہے ہمارے مرشد نے کہا ہے کہ آہستگی اور توقف مین یہ فرق ہے کہ توقف کسی کام مین مصروف ہونے سے پہلے ہوتا ہے جب تک کہ اُس کام کے ہونے کا وقت بخوبی آجاوے اور آہستگی ان کامون مین مصروف ہونے کے بعد جس سے ہر ایک حصہ اُس کا بخوبی ادا ہو جاوے اور تدبیر آہستگی کی یہہ ہے کہ جو خطرے ہر کام مین جلدی کرنے سے پیدا ہوتے ہین انکا ہو بیان کرے اور جو خوبیان آہستگی برتنے سے ہر کام مین پیش آتی ہین انکو خیال کرے اور اسطرحکی باتون کے خیال کرنے سے آدمی کو تامل اور توقف کا حوصلہ ہو جاتا ہے اور تعجیل سے ان کامون مین بچتا ہے

چوتھی اصل تکبر کے بیان مین

کبر ایک خطرہ ہے کہ آدمی کے دل مین اپنی بڑائی اور عظمت اور غیرونکو خوار سمجھنے کا آیا کرتا ہے اور تکبر کرنا اُسکا تابع ہے اور ایک خطرہ ہے جسے ضعت یعنی فروتنی کہتے ہین کہ جس سے آدمی اپنے نفس کو کم کرے اور خوار جانے اور اُسکے تابع تواضع ہے عوام اور خواص کی تواضع اور تکبر جدا جدا ہے عام لوگونکی تواضع یہ ہے کہ کمتر لباس پہننا اور کہانا اور گہر اور سواری بہی ایسی ہی رکہنا اور تکبر انکا یہہ ہے کہ بہتر لباس ہو اور کہانا اور گہر اور سواری عمدہ ہو بلکہ ہر مطلب بہتر سے بہتر طلب کرے اور خاص لوگونکی تواضع قبول کرنا حق بات کا ہے جس کسی سے ہو خواہ چہوٹا ہو یا بڑا وضیع ہو یا شریف اور خاصونکا تکبر یہہ ہے کہ حق بات نہ سنے اور یہ بڑا سخت گناہ ہے اور علاج عام لوگون کی تواضع کا یہ ہے کہ اپنے اول حال کو اور درمیان کے حال کو اور آخر کے حال کو سوچکر دیکہے کہ اول مین تو وہ ایک پانی ناپاک تہا اور

درمیان نطلنین اپنے اندر نجاست کو اٹہا ئے پہرتا ہے اور آخر کو ایک سڑا ہوا مردار ہو جائیگا اور علاج تواضع خواص کا یہہ ہے کہ خداے تعالی عزوجل کا ان لوگونکو جو حق چہوڑ دین اور باطل مین مصروف ہووین یاد کرنا چاہئیے

شکم کی حفاظت کا بیان

حفاظت شکم کی اور اُسکی اصلاح لازم ہے اور درستی شکم کی دشوار ہے اور سالک کے لئے بہت بڑی مہم ہے اور اُسکا ضرر بہت ہے اور اثر قوی اسواسطیکہ پیٹ سب گناہونکا چشمہ اور کہان ہے سب اعضا مین قوت اور ضعف اور عصمت اور معصیت شکم ہی سے پیدا ہوتی ہے پس اگر ہمت عبادت کی ہو تو لازم ہے کہ شکم کی حفاظت کرے اول حرام اور شبہہ حرام سے اور پہر فضول حلال سے اور بچنا حرام اور شبہہ حرام سے تین چیزونکے سبب ضرور ہے اول یہہ کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ یعنی جو لوگ کہ یتیمون کا مال ظلم سے کہاتے ہین وہ حقیقت مین اپنے پیٹ مین آگ کہاتے ہین اور آخر کار دوزخ مین جاوینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گوشت حرام سے پیدا ہوا اُسکے لئے آگ سب سے بہتر ہے دوسرے یہہ کہ حرام یا شبہہ کا کہانیوالا درگاہ خدا سے نکالا ہوا ہے اُسکو عبادت کی توفیق حاصل نہین ہوتی کیونکہ وہ خدا تعالی کی درگاہ کے لائق نہین جبتک کہ پاک نہو مین کہتا ہون کہ جبکہ خدا تعالی نے حالت جنابت مین مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہو اور بے وضو قرآن شریف کو چہونے سے روکا ہو حال آنکہ یے دونون امر مباح سے ہوا کرتے ہین تو جو شخص حرام اور شبہہ کی نجاست مین غرق ہوگا اُسکو کیونکر اپنی بارگاہ مین

بلا لہو بگا ... جو زبان کہ حرام یا شبہ سے آلودہ ہو اُسکو خدا تعالیٰ کے ذکر کی توفیق
نصیب نہو گی یحیی ابن معاذ رازیؒ نے فرمایا ہے کہ عبادت خدا تعالیٰ کی خزانہ کے اندر
اُس دروازہ کی کنجی دعا ہے اور دندانے کنجی کے حلال کہانا ہے پس جس کنجی کے
دندانے نہون وہ دروازہ نہین کہول سکتی اور نہ دروازہ کے کہولے خزانہ کے اندر
سے عبادت کا ہاتہ آنا دشوار ہے تیسرے یہ کہ حرام اور شبہ کا کہانیوالا نیک کامون سے
محروم رہتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی نیکی کرے تو قبول نہین ہوتی بلکہ اُلٹی اُسیکے سر ماری
جاتی ہے پس ایسے فعل سے محنت کے سوا کچہہ حاصل نہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت ایسے شب بیدار ہین جنکو جاگنے کے سوا کچہہ فائدہ نہین اور
بہت ایسے روزہ دار ہین جنکو بہوک پیاس کے سوا کچہہ حاصل نہین اور ابن عباسؓ نے
فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ مین حرام کا کہانا ہو اللہ تعالیٰ اُسکی نماز نہین قبول فرماتا یہہ حرام
کا حال ہے اب **فضول حلال** کو معلوم کرو کہ فضول حلال عابدون کے لئے آفت ہے
اور مجاہدہ کرنیوالونکے واسطے بلا اور ہم نے فضول حلال کہانے کی بابت مین فکر کیا تو
دس آفتین ایسی پائین کہ جو عبادت کی خرابی مین اصل ہین - پہلے یہہ کہ زیادہ کہانے سے
دل سخت ہو جاتا ہے اور نور اُسکا زائل ہو جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ دلونکو زیادہ کہانے پینے سے مت مار ڈالو کیونکہ دل مثل زراعت کے ہے
کہیتی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہے **شعر** اندرون از طعام خالی دار * تا درو نور معرفت
بینی * دوسرے یہہ کہ بہت کہانا سب اعضاؤنکے لئے خرابی لاتا ہے جب آدمی کا پیٹ
بہر جاوے تو اُسکی آنکہونکو واہیات دیکہنے کی آرزو ہو گی اور کانونکو فضول سننے کی

خواہش ہوگی اور زبان کو بیہودہ بکنے کی طاقت ہوگی اسیطرح ہاتہ پاؤن شرمگاہ
وغیرہ کا حال ہوگا اور اگر بہوکا رہیگا تو سب عضو ہنگامے سے ٹھہرے رہینگے اُستاد
ابو جعفر رح نے فرمایا ہے کہ شکم ایسا عضو ہے کہ اگر بہوکا ہے تو سب عضو گناہ کیطرف سے
سیر ہین اور اگر یہہ بہر جاوے تو سب عضو گناہ کے بہوکے رہتے ہین غرض یہہ کہ سب قول اور فعل آدمی کے اوسکے
کہانے اور پینے کے موافق ہوتے ہین اگر آدمی کے پیٹ مین حرام کا کہانا ہوگا تو قول اور فعل حرام پیدا ہونگے
اور اگر کہانا فضول حلال کہاویگا تو قول اور فعل سب لغو صادر ہونگے گو یا کہ کہانا سب اقوال و افعال کا تخم ہے
اور اقوال و افعال اوسکے پودے ہین جو اسمین سے نکلتے ہین تیسرے یہہ کہ بہت کہانے
سے سمجھ اور عقل کم ہوجاتی ہے کیونکہ پیٹ بہرنیکے سبب سے زیرکی جاتی رہتی ہے شیخ
سعدی فرماتے ہین ع تہی از حکمتی بعلت آن * کہ پری از طعام تا بینی * ابو سلیمان
دارانی رح نے فرمایا ہے کہ اگر دین دنیا کے کسی کام مین مصروف ہونا چاہتے ہو تو کہانا
مت کہاؤ جب تک اُس کام کو انجام نکرلو کیونکہ کہانے سے عقل زائل ہوجاتی ہے
اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے جیسا اُنہون نے فرمایا ہے جسنے آزمایا ہو وہ اسکا حال
خوب جانتا ہے چوتھے یہ کہ بہت کہانے سے عبادت بھی کم ہوتی ہے اسواسطے کہ جب
آدمی بہت کہاویگا تو تمام بدن سست ہوجاویگا اور نیند غلبہ کریگی پہر کتنی ہی کوشش
عبادت مین کرے ہرگز نکر سکیگا نیند مین مُردہ کی مانند پڑا رہیگا اور کبھی اتفاقاً عبادت
کی بھی تو حلاوت اور لذت حاصل نہوگی۔ کسی بزرگ نے کہا ہے جسوقت آدمی کا
پیٹ بہرے تو آنکہوا پاریچ جانے حضرت یحییٰ عم نے شیطان کو دیکہا کہ اُسکے ہاتہ مین پہندے
ہین اُنہون نے پوچہا کہ یہ کیا چیز ہے شیطان نے کہا کہ یہہ شہوتون کے پہندے ہین

جنکے سبب سے مین آدمیونکا شکار کرتا ہون حضرت یحیی عم نے فرمایا کہ انمین کوئی ایسا
پہندا بہی ہے جس سے مجہکو پہنسا لیو سے اُسنے کہا نہین مگر ایک رات تم زیادہ کہا کر
سست ہو گئے تہے اُسوقت مین نے نماز سے روک رکہا تہا حضرت یحیی عم نے فرمایا
کہ اب ہرگز پیٹ بہر کے نکہاونگا شیطان نے کہا کہ مین بہی اب کبہی سچ نکہونگا اور کسیکو
نصیحت کی بات نکہونگا یہ انکا حال ہے جنہون نے تمام عمر مین ایک رات زیادہ کہایا
تہا پس اُنکا کیا حال ہوگا جو تمام عمر مین ایک رات بہوکا نرہ سکین اور عبادت
کرنیکی طمع رکہین سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے اور اوسکی
دُکان گوشہ اور اُسکے اوزار بہوک پانچوین یہہ کہ بہت سے کہانے سے حلاوت عبادت
کی جاتی رہتی ہے ابوبکر رض نے فرمایا ہے کہ جسدن سے مین مسلمان ہوا ہون پیٹ بہر کر
کہانا نہین کہایا تاکہ عبادت کی حلاوت حاصل ہو اور اپنے پروردگار کے شوق کے
سبب سے پانی سیر ہو کر نہین پیا اور ابو سلیمان دارانی رح نے فرمایا کہ میرے نزدیک عبادت
باحلاوت اُسوقت ہے کہ میرا پیٹ پیٹہہ سے ملا ہوا ہو چہٹے بہت کہانے سے حرام اور شبہہ
مین گرفتار ہونیکا ڈر ہے اِسواسطے کہ حلال قوت سے زیادہ حاصل نہین ہوتا اور حرام بہت
ملتا ہے ساتوین یہہ کہ بہت کہانے سے دل اور تن کا مشغول کرنا ہے پہلے تو حاصل
کرنے مین بعدہٗ تیار کرنے مین بعد اُسکے کہانے مین بعد اُسکے پاےخانہ جانے مین
آٹہوین یہہ کہ سکرات موت کی سختی زندگی کی لذت کے موافق ہوتی ہے جس کسیکو
زندگی مین مزہ بہت حاصل ہوگا اُسپر موت کی سختی بہت آویگی نوین یہہ کہ کہانے
کی زیادتی سے ثواب کا نقصان ہے یعنی بہت کہانے سے آخرت مین ثواب کم ہوجاتا ہے

جیسا کہ خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ
بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ٥ یعنی تمنے اپنی آرزؤنکو دنیا مین پورا کیا اور اُن سے
نفع اُٹھا چکے اِس سبب سے سخت عذاب کا بدلا پاؤگے کیونکہ تم زمین مین ناحق کے تکبر
کرتے تھے اور تم نافرمانی کیا کرتے تھے اِسیوجہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے دنیا کو پیش کیا اور فرمایا کہ اِس شرط سے قبول کرلو کہ آخرت مین نقصان
نہ آوے پس آپنے نہی فقر کو اختیار کیا یہہ بات اور لوگونکو بڑی دلیل ہے کہ دنیا کے
سبب سے آخرت مین نقصان ہوتا ہے حضرت عمرؓ کا حال بیان کرتے ہین کہ ایکدفعہ
پیاس کیوقت پانی طلب کیا ایک شخص نے اپنے برتن مین سے پانی دیا کہین اُسمین خرما
بھگو رکھے تھے جب عمرؓ نے پانی پیا تو میٹھا اور ٹھنڈا پایا اُسیوقت مُنہ مین سے الگ کیا
اور آہ کھینچی اُس شخص نے کہا کہ پانی تو میٹھا اور سرد ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اِسی
سبب سے مین نے نہین پیا اَی نیکبخت اگر مجھکو آخرت کا ڈر نہوتا تو مین بھی تمہارے کھانے
پینے مین شریک ہوتا وشومی یہہ کہ بہت کھانے کے سبب قیامت مین حساب دینا اور
ملامت سننا اور رُکا رہنا اور عتاب الٰہی سننا ہوگا اِس سبب سے فضول حلال اور خواہشون
کی طلب مین ادب کا لحاظ رکھا کیونکہ دنیا کے حلال حاصل کرنے مین حساب ہوتا ہے
اور حرام مین عذاب اُٹھانا یہہ وہ دس چیزین ہین جو کہ بہت سا حلال کھانے سے
پیش ہوتی ہین اور آدمی دیندار اور پرہیزگار کو اُنمین کی ایک بھی بہت ہے +
اب حرام اور شبہ کا حکم اور ہر ایک کی تعریف معلوم کرنی چاہیئے بعضے عالمون نے

تو کہا ہے کہ جس چیز کو آدمی یقیناً جانے کہ یہہ دوسرے کی ملک ہے اور شرع مین
اسکا لینا منع ہے وہ بالکل حرام ہے اور جس چیز کا حال یقیناً معلوم نہو بلکہ ظن غالب
یہہ ہے کہ وہ دوسرے کی ملک ہے وہ شبہہ مین داخل ہے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ
حرام وہ ہے جسکا حال یقینی یا ظن غالب سے معلوم ہو کہ شرعاً ممنوع ہے اور جسکا حال معلوم
نہو کہ حلال ہے یا حرام اور دونون طرفین برابر معلوم ہوتی ہون تو وہ شبہہ ہے۔
پہر حرام سے بچنا واجب ہے اور شبہے سے پرہیز کرنا تقوی اور ورع ہے اور دونون قول
مین ہمارے نزدیک یہی اولی ہے اور یہہ جو ہمارے زمانہ کے پادشاہ صلہ اور انعام
دیتے ہین اسمین علمانے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین کہ جس چیز کے حرام ہونے کا
آدمی کو یقین نہو اسکا لینا جائز ہے اور بعضی کہتے ہین کہ روا نہین جب تک یقیناً نجانے
کہ یہ حلال ہے اسواسطے کہ ہمارے زمانہ کے بادشاہونکا مال اکثر حرام کا ہے بلکہ حلال
بہت نادر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ بادشاہونکا صلہ لینا غنی فقیر سبکو درست ہے
کیونکہ اسکے حرام ہونے کا یقین کامل نہین اسکا گناہ دینے والے کے سر پر ہے اور وہ
دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحفہ مقوقس بادشاہ اسکندریہ
کا قبول فرمایا ہے اور یہودیون سے قرض لیا ہے حالانکہ یہودیون کے حق مین
خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ اَکّٰالُوْنَ لِلسُّحْتِ یعنی وہ بہت کہاتے ہین حرام یعنی
خاص حرام ہی کے کہانیوالے ہین اور یہہ بہی دلیل لاتے ہین کہ بعض صحابہؓ نے
ظالم بادشاہون کا زمانہ دیکہا ہے اور اسوقت مین انکا صلہ لیا ہے جیسا حضرت
ابوہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے اور بعضے کہتے ہین کہ

بادشاہ ہونگا دیا ہوا کسی غنی فقیر کو لینا درست نہین اسواسطے کہ وہ ظالم ہین اکثر
انکا مال ظلم اور حرام کا ہے اور حکم اکثر پر ہے انکے مال سے بچنا ضروری ہے اور بعض
متاخرین نے کہا ہے کہ جسکا حال یقینی معلوم نہین اُسکا لینا فقیر کو جائز ہے غنی کو درست
نہین البتہ اگر فقیر کو بھی یقینی معلوم ہو کہ یہ مال غصب کا ہے تو اُسکو بھی لینا درست
نہین اور اگر لیکر مالک مال کو دیدیوے تو جائز ہے اور فقیر کو بادشاہون سے لینے
مین کچھ حرج نہین اسواسطے کہ اگر وہ بادشاہ کا مال ہے تو مالک کے ہاتھہ سے فقیر
کو ملا اور اگر مال غنیمت یا عشر یا خراج ہے تو اسمین فقیر کا حق ہے اور اسیطرح عالم کو
بھی جائز ہے حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی خواہش سے
مسلمان ہوا اور ظاہر مین قران پڑھے مسلمانون کے بیت المال مین اُسکا حق دوسو درہم
سالانہ ہے اور بعضے روایت مین دوسو دینار سالانہ ہین اگر دنیا مین نہ ملیگا تو آخرت
مین پاویگا جب یہ حال ہے تو گویا فقیر اور عالم اپنا حق ہی لیتے ہین اور حق کے
لینے مین کچھ حرج نہین ہے اور یہ ایسے مسئلہ ہین کہ اُن مین بغیر بہت سی تلاش اور تحقیق کے
فتوی نہین ہوسکتا اور تحقیق مین مطلب بہجاویگا اور اگر کسیکو ان مسائل مین کمال
تحقیق حاصل کرنا منظور ہو تو کتاب احیاء العلوم مین کتاب حلال اور حرام کے بیان کو
دیکھنا چاہیئے رہی بات یہ کہ بازاری لوگ یا بھائی برادر کچھ ہدیہ بھیجین تو کیا کرنا چاہیئے
کیونکہ بازاریونکا حال جھوٹ بولنے اور معاملات کے باب مین بے پروائی کرنیکا معلوم ہے
تو اسکا جواب یہہ ہے کہ جب کسی شخص کا ظاہر درست اور نیک ہو تو اُسکا ہدیہ لینے مین
مضائقہ نہین اور زیادہ تلاش کرنی اور یہ کہنا کہ زمانہ خراب ہے واجب نہین کیونکہ یہہ

مسلمان پر بدگمانی کرنی ہے اور ہمکو نیک گمان کرنیکا حکم ہے اور اصل اسباب مین یہہ ہے
کہ یہان دو چیزین ہین ایک حکم شرع اور اسکا ظاہر دوسرے حکم تقوی اور اسکا حق
شرع کا حکم یہہ ہے کہ جب آدمی کو کوئی چیز دیوے جو بظاہر نیک ہے تو اسکو سے لے
اور یہہ نہ پوچہے کہ یہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے جبتک اسکو یقیناً نہ معلوم ہو کہ یہہ چیز
چہینی ہوئی ہے یا نری حرام ہے اور تقوی کا حکم یہہ ہے کہ کسی سے کچہہ نلیوے جبتک
اسکو خوب دریافت نکرلے جب معلوم ہو جاوے کہ اسمین کچہہ شبہہ نہین تو لیوے اور نہین تو
ہٹا دیوے مصنف نے اربعین مین کہا ہے یہان ایک باریک فقہ ہے جس سے
اہل ورع غافل ہین وہ یہ ہے کہ جب کوئی نیا آدمی جسکا حال معلوم نہو کوئی چیز دیوے
اگر تو اب اُسسے پوچہے کہ کہانسے لایا ہے تو وہ رنجیدہ ہوگا اور بدگمانی ہوگی اور یہ دونون
حرام ہین اور اگر کسی دوسرے سے تحقیق کریگا تو یہ بدگمانی اور مسلمان کے عیب کا ڈہونڈہنا ہے
اور یہہ بہی حرام ہے اور ترک ورع کا حرام نہین ایسی جگہہ اگر کسی لطیف طرح سے بچا جا
تو بچے اور نہین تو قبول کرلے اور کہالے اسواسطے کہ دل خوش کرنا کسی مسلمان کا ایک جائز بات
مین اس ورع سے افضل ہے - بیان کرتے ہین کہ ابوبکر صدیق رض کا ایک غلام اُنکے واسطے
دودہ لایا جب پی لیا تو غلام نے کہا کہ اگر آپکے پاس اس سے پہلے کچہہ لیکر آتا تہا تو آپ اسکا
حال مجہہ سے پوچہتے تہے یہہ کیا بات ہے کہ دودہ کا حال مجہہ سے نہ پوچہا حضرت ابوبکر
صدیق رض نے فرمایا کہ اسکا حال کسطرح پر ہے غلام نے کہا کہ مین نے ایک قوم کے لئے
زمانہ جاہلیت کے منتر پڑہے تہے اُسکے بدلے مین مجکو یہ دودہ ملا تہا حضرت ابوبکر صدیق
نے یہہ سنکر گلے مین انگلی ڈالی اور سب قی کر دیا اور فرمایا کہ یارب اتنی بات میری اختیار

مین تھی جو کچھ گوشت پوست مین پیوست ہو گیا ہے اُسکو تو کافی ہے لیکن اس جا ین
سے ایسا نہ سمجھنا چاہیئے کہ شاید تقوی شرع کے مخالف ہے کیونکہ شریعت آسانی
پر ہے اور تقوی دشواری پر جیسا کہا ہے کہ تقوی متقی پر تلوار کے عقد سے بھی زیادہ
تنگ ہے باوجود اسکے تقوی شریعت کے مخالف نہین ہے بلکہ دونون کی ایک اصل ہے
اسواسطے کہ شریعت کے دو حکم ہین ایک جواز دوسرا افضل جواز کو شرع بولتے ہین اور
افضل کو تقوی کہتے ہین حقیقت مین یہہ دونون ایک ہی ہین اگرچہ ظاہر مین ایک
دوسرے کے مخالف ہین اب اگر کوئی کہے کہ جب مین سب کامون مین بہت احتیاط اور
تلاش کرونگا تو سب کام ایکبارہی مجھپر دشوار ہو جاوینگے اور اس زمانہ مین موافق وقت
کے بھی حلال روزی حاصل نہوگی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تقوی کا طریقہ بہت دشوار ہے
جو کوئی تقوی کرنا چاہے تو سختیونکی برداشت کرلے پر جہاں تک بھوک سے نہین تو تقوی ہرگز
میسر نہوگا اسیوجہ سے بہت سے عابدون نے کوہ لبنان وغیرہ مین رہنا اختیار کیا
اور گھاس اور جنگلی میوونکے کہانے پر قناعت کیا کیونکہ انمین کسیطرح کا شبہ نہین پس جو
کوئی صاحب ہمت تقوی مین بڑا مرتبہ حاصل کرنا چاہے تو سختیونکی برداشت کرے اور
صبر کرے اور متقیونکا طریقہ اختیار کرے تب اُنکے مرتبہ کو پہنچیگا اور متقی ہونا بہت دشوار
ہے اصل تقوی صابرون کا کام ہے اور جو شخص خلق کیساتھ رہے اور جس جگہ سے
وہ کہائین وہ بھی کہائے اس صورت مین چاہیئے کہ اپنے کہانے کا حال مردار کا سا
سمجھے کہ بلا ضرورت اُسکے خواہش نکرے اور اسیقدر لیا وے کہ عبادت کرسکے اتنا
کہانا نقصان نہین کرتا اگرچہ اسکی اصل مین کچھہ شبہہ ہو کیونکہ اسی قدر ایک سعادت

سے ہے اسی سبب سے حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ بازار خراب ہوگئے مگر
قوت دسلہ پر اکتفا کرنا لازم ہے اور وہب ابن ورد سے نقل ہے کہ ایکدن یا دو دن یا تین
دن بہوکے رہتے پہر ایک روٹی لیتے اور پانی مین بہگو کر کہا لیتے اور کہتے کہ اے تو
جانتا ہے کہ اگر مین نہ کہاؤن تو عبادت نکر سکون اسواسطے کہاتا ہون نہین تو ہرگز نکہا
ای رب اگر یہہ کہانا حرام ہے یا مشتبہ مجہے معذور رکہیو مین کہتا ہون کہ یہہ دونون طریقے
اُن لوگونکے ہین جو بڑا مرتبہ تقوے کا حاصل کرنا چاہین اور جو لوگ اُنکے سوا ہین انکو
بقدر تلاش اور احتیاط کے تقوی ہو سکتا ہے — یہانتک حرام کا بیان تہا اب
حلال کا حال اور اسکی حد دریافت کرنی چاہیئے کہ آدمی کو کتنا حاصل کرنا چاہیئے اور
کتنے سے حبس اور حساب لازم آتا ہے اور کسقدر ادب کے موافق ہے اور فضول سے خارج
جسکے سبب حبس اور حساب لازم نہ آوے پس معلوم کرنا چاہیئے کہ سب حلال تین طرح ہے
ایک یہہ کہ مال حلال فخر اور بڑائی اور ریا اور کثرت مال کی نیت سے حاصل کرے پس ایسا
کام برا ہے اور ظاہر کی برائی کی جہت سے تو حبس اور حساب اور ملامت اور عیب کرنے
لائق ہے اور برائی نیت کے سبب دوزخ کے عذاب کے لائق ہوگا۔ دوسری قسم
ہے کہ حلال نفس کی خواہش اور آرزو کے لئے حاصل کرے یہہ بہی قسم شر کی ہے
اسمین بہی حبس و حساب کے لائق ہوگا جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ دنیا کے حلال مین حساب ہے — تیسری قسم ہے کہ اتنا حاصل کرے جو اسکو عبادت
کرنے مین قوت دے یعنی جسوقت معذور ہو جاوے تو اتنا لیوے جتنا اسکو عبادت
سے روکے اس سے زیادہ حاصل نکرے یہہ قسم نیک اور ادب کے موافق ہے اسپر کچھ

حساب اور عتاب نہین بلکہ مدح اور ثنا کے لائق ہے جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین

ع زاید از لقمہ حلال اندر دہان ٭ میل خدمت عزم رفتن آنجہان ٭ اور اسطرحکے

مال حلال حاصل کرنیکی دو شرطین ہین ایک حال - دوسرا قصد - حال یہہ ہے کہ حلال کو

ایسی صورت مین لیوے کہ نہ لینے کیصورت مین مواخذہ کے قابل ہو یعنے اگر یہہ مال

نہ لیویگا تو مثلاً فرض یا سنت یا نفل ترک ہو جاویگی اور حال آنکہ یہہ چیزین مباح کے

ترک کرنے سے افضل ہین اسواسطیکہ دنیا کے مباح کا ترک کرنا صرف فضیلت مین

داخل ہے کچھہ واجب و سنت نہین پس ایسی حالتمین لیویگا تو معذور ہوگا اور قصد یہہ

ہے کہ اُسکے لینے سے تقویت عبادت کی غرض ہو اور یہہ اسطرحسے دریافت ہو کہ دلمین

خیال کرے کہ اگر میرا ارادہ تقویت کا نہوتا تو مین ہرگز حاصل نکرتا ان دونون شرطون

کے ساتہ حاصل کرنے مین خیر اور نیکی اور ادب ہے اگر ان دونون سے ایک بہی نکریگا

تو وہ خوبیون مین داخل نہوگا اب اگر کوئی کہے کہ دنیا کی خواہش کے لئے حلال

حاصل کرنے مین گناہ ہے یا نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ عذر کی حالت مین لینا

تو فضیلت ہے اور اسکو خیر اور حسنہ بولتے ہین اور خواہش اور شہوت کیواسطے لینا

شر ہے جسپر حبس اور حساب اور ملامت اور عیب لازم آتا ہے ایسا گناہ نہین کہ دوزخ

کی آگ کے قابل ہو اب حبس و حساب کو معلوم کرنا چاہیئے کہ حساب یہ ہے کہ قیامت کے

دن پوچھا جائیگا کہ تونے کہانسے حاصل کیا اور کس جگہہ صرف کیا اور حاصل کرنے

کیوقت کیا غرض تھی کہ کیون لیتا ہون اور کس جگہہ صرف کرونگا اور حبس اسکو کہتے

ہین کہ ایکمدت قیامت کے میدان مین بہشت کے جانے سے خوف اور سختیون کے

ساتھ ہوگا اور پیاسا اور گنہگار و گار رہیگا پھر اگر کوئی کہے کہ جب خدا تعالی نے حلال کر دیا تو ملامت اور عیب کرنیکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ملامت اور عیب کرنے کا سبب کہ ادب ہے مثلاً کسی شخص کو بادشاہ کے دسترخوان پر بٹھلاوین اور وہ قواعد اور اداب کا کچھ لحاظ پاس نکرے تو ضرور قابل عیب اور ملامت کے ہوگا اگرچہ اسکو کہانے کی اجازت ہے اور اسباب مین اصل یہ ہے کہ خیال کرلیوے کہ بندہ کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے پس بندہ کو ضرور ہے کہ وہ اپنا ہر ایک کام اسطرح کرے کہ وہ کسی کسی وجہ سے عبادت مین شامل ہو اور ہر طرح سے اسکی عبادت کیطرف متوجہ ہو اور جو ایسا نکرے بلکہ نفس کی پیروی کرے جسکے سبب سے پروردگار کی عبادت سے رہجاوے تو البتہ مستحق ملامت اور عیب کا ہوگا اسواسطیکہ دنیا خدمت بجا لانے کے لئے ہے نہ نعمتین اوڑانیکو شعرای نارستہ از ین فانی رباط * تو چہ دانی صحو وسکر انبساط * اسی کے موافق شیخ سعدی فرماتے ہین شعر خوردن بہر زیستن و ذکر کردن است * او معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است یہہ اسباب کا بیان تہا کہ نفس کو تقوی کا لگام دینا چاہیئے اسکو خوب سمجہو اور اسپر عمل کرو تاکہ دنیا و آخرت مین نیکی حاصل ہو انشاء اللہ تعالے اور اللہ توفیق دینے والا ہے

اب ان عوائق یعنی دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس کے علاج کا بیان ہوتا ہے

علاج عوائق طالب عبادت کو لازم ہے کہ اس گہاٹی کے علاج مین بہت سعی و کوشش کرے اور اس گہاٹی کو جو سب سے بڑی اور سخت ہے اور جس سے گذرنا بہت دشوار ہے اور فتنہ بہی بہت ہے قطع کرے اسواسطیکہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا تک نہ پہنچا یا دنیا کے سبب سے یا خلقت کے باعث یا شیطان کی وجہ یا نفس کے ذریعہ سے ہلاک ہوا ہے

اور خدا کے راستے مین یہ چارون حارج ہین اب ہر ایک کی بابت ایک ایک بات کافی بیان کیجاتی ہے
دنیا سے خوف کرنا اور بچنا ضروری ہے اسواسطیکہ عابد تین حال سے خالی نہین یا عبادت
کے باب مین بصیرت والونمین ہے یا ہمت والونمین یا غفلت والون مین — اگر اہل بصیرت
مین سے ہے تو اُسکو اتنا جاننا کافی ہے کہ دنیا خدا کی دشمن ہے اور خدا تعالی اُسکا
دوست ہے پس دوست کے دشمن سے دوستی رکھنا گویا دوست کے ساتھہ دشمنی کرنا ہے
اور دنیا عقل کو کم کرتی ہے اور اُسی عقل کے سبب سے کچھہ قدر ہوتی ہے پس دنیا سے
یہہ بھی ایک نفرت کا باعث ہونا چاہیئے اور اگر اہل ہمت مین سے ہے تو یہہ جانے کہ دنیا
کی خرابی یہانتک ہے کہ عبادت سے بالکل روک دیتی ہے اور یہ بہت بُرا ہے اور اگر
اہل غفلت مین سے ہے تو یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ دنیا جانیوالی ہے یعنی یا وہ جدا
ہو جائیگی یا مین اُس سے علیحدہ ہو جاونگا پس ایسی شے کے طلب کرنے سے بجز عمر ضائع کرنے
کے کیا فائدہ ہے شعر عمر مت کھو رائگان دنیا سے کر پہلو تہی + اس بیوفا سے ایکدن
غافل بہت پچھتائیگا + اور شیطان سے بچنے کے لئے خدا تعالی کا قول کافی ہے جو
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ
الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ یعنی کہہ اے محمد کہ اے پروردگار
مین پناہ مانگتا ہون تجھہ سے شیطان کے وسوسونسے اور پناہ مانگتا ہون تجہہ سے
اے پروردگار اس سے کہ حاضر ہون میرے پاس شیطان پس جبکہ سب سے زیادہ عاقل
اور فاضل اور سب عالم اور مخلوقات اور پیغمبرون سے بہتر کا یہ حال ہو کہ وہ خدا تعالی سے
پناہ مانگنے کے محتاج ہین تو اورونکا حال باوجود کمال نادانی اور نقصان عقل وغفلت کے کیا ہوگا

ے پیش صلابت عمش روح نطق نمیز ند* ای زہزار صعوہ کم پس تو نوا چہ می زنی*
مولانا فرماتے ہین ے ور نماند آب آبم دہ ز عین* ہمچو عینین نبی ہطالتین* او چو
آب دیدہ جست از جود حق* باچنان اجلال و اقبال و سبق* چون چنان چشم اشک را
مفتون بود* اشک من باید کہ صد جیحون بود* اور خلق کے مقدمہ مین یہ ہے پس کہ اگر
اُنکے ساتہ اختلاط کرو گے اور خواہش نفس مین اُنکی موافقت کرو گے تو گنہگار ہو گے اور
آخرت کو ضایع کرو گے اور اگر اُنکے ساتہ مخالفت کرو گے تو دین و دنیا کے کاروبار کو
وے خراب کرینگے اور رنج بھی دینگے اور تم بھی اُنکی عداوت مین مبتلا ہو جاؤگے اور تعریف اور تعظیم
کرینگے تو فتنہ بلا اور عجب کا ڈر ہے اور سوا اسکے اُنکا حال اپنے ساتہ مرنے کے بعد خیال
کرو کہ جبکہ مردہ کو گور مین رکہہ آتے ہین تو کچہہ دنو نکے بعد کسطرح بہولجاتے ہین کہ ذکر تک
بہی زبان پر نہین لاتے گویا کہ اُسکو کبہی نہین دیکہا تہا اور نہ اُسنے اُنکو کبہی دیکہا تہا شعر
نہ پایا جو گیا اس باغ سے ہرگز سراغ اُسکا* نہ پلٹی پہر صبا اید ہر نہ پہر آتی نظر شبنم* اور
گور مین خدا تعالیٰ کے سوا کوئی ساتہہ نہو گا پس اب ذرا مقام غور ہے کہ یہ کتنا بڑا نقصان
ہے کہ اپنا ایسا اچہا زمانہ اس بیوفا خلقت کے ساتہہ ضایع کیا جاوے اور خدا تعالیٰ
کی خدمت کو جسکی طرف آخر کار جانا ضروری ہے چہوڑ دیا جاوے اور نفس کا یہہ حال ہے کہ
نفس کی بُری خواہشون اور حالات پر نظر کرنا کافی ہے یعنی شہوت کیوقت چوپایہ ہو جاتا ہے
اور غصہ کیحالتین درندہ بنجاتا ہے اور گناہ کی حالت مین لڑکا بنجاتا ہے اور نعمت کیوقت
فرعون ہو جاتا ہے اور بہوک مین دیوانہ ہے اور پیٹ بہرے پر مستانہ۔ جب اسکا پیٹ
بہرے تو بیقابو ہو جاوے اور بہوکا رکہین تو بیہودہ چلاوے پس اسکا حال گدہے کا سا

ہے کہ دانا یا وے تو لوگونکو سناوے اور بہو کا رہے تو عمل بجا وے کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ نفس کی خرابی اور جہل یہ ہے کہ اگر گناہ یا کوئی اپنی آرزو حاصل کرنا چاہے تو پہر اگر کوئی خدا کیواسطے دیوے اُسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب انبیا اور کتابون اور اگلے بزرگونکو شفیع لاوے اور اُسکو موت اور گور اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کا حال یاد دلاوے ہرگز رو براہ نہوا اور اُس گناہ اور خواہش سے باز رہے جب اُسکو روٹی نہ دو تو البتہ شہوت چہوڑ دے یہ نفس کے جہل کا حال ہے اب لازم ہے کہ آدمی اُس سے غافل نرہے اُسکا حال جو خدا تعالی نے فرمایا ہے وہی حق ہے قولہ تعالے إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یعنی البتہ نفس بدی کا بہت حکم کرتا ہے جسکو سمجھ ہو اُسکو یہ نصیحت کافی ہے شعر ہمارا کام کہدینا ہے یارو ٭ پہر آگے کوئی مانو یا نہ مانو ٭ بعضے صالحون سے روایت ہے جنکا نام احمد ارقم بلخی ہے اُنہون نے فرمایا کہ میرا نفس میرے ساتہ جہگڑنے لگا کہ جہاد کو چل مین نے کہا سبحان اللہ خدا تعالی تو فرماتا ہے إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یہہ مجکو نیکی کرنے کو کہتا ہے یہہ نہین ہو سکتا ہے مین نے نفس سے کہا کہ تو تنہائی سے گہبرا کر کہتا ہے کہ اِس بہانہ سے لوگونکی ملاقات کرون تاکہ لوگ میری بڑائی اور عظمت کرین اِس خیال سے مین نے نفس سے کہا کہ مین ہرگز آبادی مین نجاونگا اُسنے قبول کیا پہر اس سے مین بدگمان ہوا اور سوچنے لگا کہ خدا تعالی نے سچ فرمایا ہے اور اپنے نفس سے کہا کہ مین دشمنون سے بغیر ہتہیار وکے لڑونگا تاکہ جو شخص مارا جاوے سب سے پہلا مین ہون اُسنے یہ بہی مان لیا اِسطرح مین نے اُسکو بہت باتین کہین اُسنے سب قبول کین آخر مین نے خدا تعالی سے عرض کیا کہ یارب مجکو نفس کے مکر پر خبر دار

کروے مین جانتا ہون تونے سچ فرمایا ہے اور نفس جھوٹا ہے آخر مین نے اپنے مکاشفات
مین دیکھا کہ گویا میرا نفس کہتا ہے کہ اے احمد تو مجکو ہر روز میری آرزوؤن سے روک کسنے
طور سے مارتا ہے اور کوئی اسپر خبردار نہین اگر مین دشمن سے لڑکر مرجاؤن تو اس ہر روز
کی بلا سے نجات پاؤن اور لوگون مین میرا بڑا مرتبہ ہو سب کہین کہ احمد شہید ہوا جب مجکو یہ حال
معلوم ہوا مین اس سال غزا سے بیٹھ رہا الطالب عبادت نفس کے فریبونکو دیکھ کہ مرنیکے
بعد لوگون سے تعظیم کرنا چاہتا ہے جیسا بعض لوگونکا حال ہے کہ بعد مرنے کے جنازہ کی
آرایش کی آرزو کرین اور اونچا مقبرہ بنوانے اور نوحہ وغیرہ کی وصیت کرین اور نام وری
کے لئے عمارتین اور سرای وغیرہ بنوا دین یہہ سب نفس کے فریب ہین جان لے کہ یہان پر
ایک بڑی اصل یہہ ہے کہ عبادت کے دو بڑے حصے ہین ایک عبادت کرنا دوسرا پرہیز
کرنا یعنی گناہون سے بچنا اور یہہ آدہا حصہ یعنی پرہیز کرنا گناہون اور شبہات سے بندہ
کے لئے اس آدہی عبادت کرنے سے بہتر ہے اس سبب سے بتدی لوگ جو پہلے درجہ کے ہین
عبادت مین مصروف ہوے ہین ہر وقت انکو یہی خیال ہوتا ہے کہ دن کو روزہ رکھین اور
رات کو قیام کرین اسیطرح سب ظاہری نیکی عبادت تو نین انکا حال ہے اور جو لوگ کامل و اہل
بصیرت اور اہل عبادت ہین وہ پرہیز کا حصہ اختیار کرتے ہین انکو ہر وقت یہی دہیان ہوتا
ہے کہ دلکو غیر اللہ کیطرف رغبت کرنے سے بچا دین اور آنکھ کو واہیات کے دیکھنے سے
روکین اسیطرح سب باتونین انکا حال ہے اسی سبب سے دوسرے عابد نے سا تون
عابدونمین سے یونس کو کہا کہ اے یونس بعضے آدمی نماز کو بہت دوست رکھتے ہین اور
بعضے صدقہ بہت چاہتے ہین اور بعضے روزہ کی خواہش کرتے ہین لیکن تو روزہ باتین

کرنے سے رکے یعنی بیہودہ مت بک اور صدقہ اسطرح سے کہ لوگونکی ایذا دینے سے باز آ
کیونکہ کوئی روزہ اور صدقہ اس سے بڑھکر نہین تجب یہہ معلوم ہوا کہ پرہیز کرنیکا حصہ
عبادت کرنے سے بہتر ہے پس اگر دونون حصے حاصل ہووین تو تمام و کمال کام حاصل
ہو جاوے اور سلامتی اور غنیمت میسر ہووے مثل ہے کہ جتنا گوڑ ڈالو اتنا میٹھا ہو اور اگر دونو
نکر سکے تو پرہیز کے حصہ کی رعایت کرنا ہے تاکہ سلامتی حاصل ہو اگرچہ غنیمت حاصل نہوگی
اور اگر رعایت پرہیز کی نہوگی تو دونون حصونمین نقصان اٹھاویگا اسواسطیکہ دن کا
روزہ اور رات کا قیام بدون پرہیز کے کیا فائدہ دیگا کیونکہ یہ سب تو ایک کلمہ سے باطل
ہوجاتا ہے یعنی جب مثلاً زبان کا اختیار نہوگا تو نہین معلوم کہ کسوقت کیسا کلمہ سرزد ہوجاوے
اور موجب حبط عمل ہو ابن عباس رض سے پوچھا کہ آپ ایسے دو آدمیونکے حق مین کیا فرماتے
ہین کہ ایک انمین سے بہت نیکی کرتا ہے اور برائی بھی بہت کرتا ہے اور دوسرا تھوڑی نیکی
کرتا ہے مگر بدی بھی تھوڑی کرتا ہے فرمایا کہ کوئی نیکی سلامتی کی برابر نہین اور میرے اس
بیان کی مثال مریض کا حال ہے اسواسطیکہ بیمار کے علاج کے بھی دو برابر حصے ہین ایک
دوا کھانا دوسرا پرہیز کرنا پس اگر دونون کریگا تو بیمار آپ ہی اچھا ہو جاویگا اور اگر
دونون نکر سکے تو پرہیز کرنا بہتر ہے اسواسطیکہ بغیر پرہیز کے کوئی دوا فائدہ نہین
کرتی مگر پرہیز کرنا بغیر دوا کے بھی فائدہ کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ ہر ایک دوا کی اصل پرہیز ہے اور کہتے ہین کہ ہندوستان کے طبیب اسی سبب سے
بیمارونکا علاج اسی پرہیز سے کرتے ہین اور انکو مدتون کھانے اور پینے اور باتین کرنے
سے روکتے ہین تاکہ بغیر دوا کے اچھا ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ تقوی اصل ہے اور

متقی رتبہ مین عابد سے بڑہکر ہے اِس لئے آدمی کو چاہیئے کہ تقوی کرنے مین بہت کوشش
کرے شعر کام ہے تقوی ہے اور زہد و صلاح ◆ دو جہا نمین اُنسے ہوتی ہے فلاح ◆ اب
یہانسے چار ان عضوونکے علاج کا بیان ہے جو کہ اصل ہین پہلا عضو آنکہہ ہے اِسمین اتنا
جاننا کافی ہے کہ دین دنیا کا مدار کار دل پر ہے اور دل کا فساد اور خطرے اور شغل اکثر
اوقات آنکہہ کے سبب سے ہوتے ہین اِسی سبب سے حضرت امیر المومنین علی رض نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی اپنی آنکہہ کی حفاظت نکرے اُسکے نزدیک دلکی کچہہ قیمت نہین دوسرا عضو زبان
ہے اور زبان کے بابمین آدمی کو یہ جاننا کافی ہے کہ نفع اور قیمت آدمی کی اور ثمرہ تمام
محنت اور مجاہدہ کا عبادت اور طاعت ہے اور عبادتمین خدشہ ہونا اور اُسکا ضائع ہونا اور فساد اکثر اوقات
زبانکی بناوٹ اور زینت اور غیبت کے سبب سے ہوتے ہین کیونکہ زبان ایک کلمہ کہنے سے ایکسال بلکہ پانچ سال
اور دس سال کی محنت کہو دیتی ہے یعنی اتنی مدت مین جو محنت اور مشقت کرکے جو عبادت کی تہی وہ بعوض ایک کلمہ
کے کہو دیتی ہے اِسی سبب سے کہا ہے کہ کوئی چیز زبان سے سوا سخت قید کے لائق نہین تیسرا عضو
شکم ہے شکم کے بابمین بات سمجہنا کافی ہے کہ آدمی کی اصلی غرض عبادت ہے اور کہانا پانی ایسے
تخم ہین جیسے عمل اُگتے ہین پس اگر تخم اچہا ہوگا تو کہیتی بہی اچہی ہوگی اور خوب اُگیگی اور جو
تخم خراب ہوگا تو نہ کہیتی اچہی ہوگی اور نہ خوب طرح اُگے گی بلکہ زمین کو ایسا خراب کردیگی کہ
پہر درست نہو۔ معروف کرخی نے فرمایا ہے کہ جسوقت تو روزہ رکہے دہیان رکہہ کہ
کس چیز سے افطار کرتا ہے اور کسکے پاس افطار کرتا ہے اور کسکا کہانا کہاتا ہے کیونکہ اکثر
ایسا کہانا ہوتا ہے کہ تیرے دلکو ایسا بدل دیوے کہ پہر کبہی درست نہو اور بہت کہانے
ایسے ہین کہ رات کے قیام سے باز رکہین اور بہت دیکہنا ایسا ہوتا ہے کہ قران شریف

کی سورت پڑہنے سے محروم رکھے اور اگر ایسا اتفاق ہوگا کہ آدمی ایسا کہانا کہاوے
کہ اُسکے سبب سے ایک سال کے روزون سے محروم ہے پس آدمی کو قوت کے حاصل کرنے
مین بہت غور اور احتیاط چاہیے اگر اپنے پروردگار کی عبادت کرنیکا ارادہ ہے اور اِس
قوت سے غرض قوت حلال ہے جب قوت حلال حاصل ہوجاوے تو چاہیے کہ ادب سے
کہاوے یعنی لقدر حاجت جیسا ہمنے بیان کیا ہے نہین تو پیٹ کا گدہا ہوگا کہانے کا
بوجہہ اُٹہانے پہریگا اور ناحق اپنا وقت اور عمر ضائع کریگا اِسواسطیکہ مین یقینی
جانتا ہون بلکہ اپنی آنکہہ سے دیکہا ہے کہ جسوقت پیٹ بہرجاتا ہے تو کچہ عبادت
نہین ہوسکتی اور اگر نفس پر جبر کرکے کچہ عبادت کی بہی تو اسمین لذت اور حلاوت
نپاویگا اِسی سبب سے کہا ہے کہ بہت کہانے کے ساتہہ حلاوت عبادت کی طمع مت رکہہ
کیونکہ نفس نے عبادت اور عبادت نے لذت مین کیا نور ہوگا اِسیوجہہ سے ابراہیم ادہم
نے فرمایا ہے کہ کوہ لبنان مین بہت مردان خدا دیکہے سب نے مجکو یہہ وصیت کی کہ جب تم دنیا
کے لوگو نمین جاؤ تو انکو چار نصیحتین کیجو ایک یہ کہ جو کوئی بہت کہائیگا عبادت کی لذت
کبہی نپائیگا دوسرے یہہ کہ جو کوئی بہت سوئیگا تو اُسکی عمر مین برکت نہوگی تیسرے یہہ
کہ جو کوئی آدمی لوگونکی رضامندی چاہیگا وہ خداتعالی کی رضا کبہی حاصل نکریگا۔
چوتہے یہہ کہ جو کوئی بہت باتین کریگا واہیات اور غیبت مین گرفتار ہوگا اور دُور
کردنیا سے مسلمان اُٹہے سہل تستری نے فرمایا ہے کہ اِن چارون خصلتون
مین بہت خیرات ہین اور ابدال جو مرتبہ ابدالی کو پہونچے ہین انہین چارون خصلتون
کے سبب سے یعنی کم کہانے اور کم سونے اور کم بولنے اور کم ملنے کے سبب سے ۔

ایک عارف نے کہا ہے کہ ہمارا سرمایہ بہوک ہے یعنی سلامتی اور فراغت اور عبادت
اور حلاوت اور علم نافع اور عمل وغیرہ سب ہمکو بہوک کے سبب حاصل ہوتے ہین جو تھا
عضو دل ہے دل کے باب مین یہ دریافت کرنا بس ہے کہ دل سب اعضا کی اصل ہے اگر
وہ خراب ہوگا تو سب عضو فاسد ہونگے اور اگر دل نیک ہوگا تو عضو نیک ہونگے اسواسطے کہ
دل بمنزلہ درخت کے ہے اور سب عضو شاخونکی جگہ ہین اور شاخین درخت کے سبب سے سرسبز
رہتی ہین اور صلاح فساد شاخونکا درخت کی صلاح فساد پر موقوف ہے یا دل بمنزلہ بادشاہ کے
ہے اور سب عضو رعیت کی جگہ ہین اگر بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بہی نیک ہوگی اور
اگر بادشاہ بد ہوگا تو رعیت بہی بد ہوگی غرض یہہ کہ آنکہہ اور زبان اور شکم وغیرہ کی
صلاح دلکی صلاحیت پر دلالت کرتی ہے جب ان عضوونمین کچہہ خلل معلوم ہو تو معلوم
کرے کہ دلکے فساد اور خلل کے سبب سے ہے بلکہ دل کا فساد بہت ہے پس ہمت اور قصد
اسی کیطرف صرف کرنا چاہیئے اور اسکی درستی مین مصروف ہونا چاہیئے تاکہ سب عضوون
کی درستی ایکدفعہ حاصل ہو جاوے اور آرام ملے شعر اکسیر پر مہوس اتنا نہ ناز کرنا ٭
بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا ٭ بعد اسکے معلوم کرنا چاہیئے کہ دل کا کام بہت
دشوار ہے اسواسطے کہ اسکی بنا کار خواطر پر ہے اور خواطر اختیار مین نہین پس ضرور ہے
کہ اپنی طاقت کے موافق دلکو خواطر سے روکین اسوجہ سے دلکی صلاح اہل اجتہاد پر بہت
دشوار ہے جیسا کہ ابو یزید بسطامی نے فرمایا کہ مینے دس برس تک دل اور زبان اور
نفس کا علاج کیا ان تینونمین دل کا علاج بہت دشوار معلوم ہوا پس لازم ہے کہ اون
چارون خصلتونکے چہوڑنے مین بہت کوشش کرے جو مین نے پہلے بیان کین ہین

یعنی طول امل اور عجلت اور حسد اور کبر اُن چارونکے چھوڑنے کی کوشش کے واسطے
اسواسطے دوبارہ بیانکیا کہ اکثر عالم اور عابد انہین مبتلا ہین بہت ایسے عابد ہین کہ
وہ طول امل مین گرفتار ہین اور اسکو نیک نیت سمجھتے ہین اسی سبب سے نیک کامون مین
سستی کرتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ کسی نیک کام کے حاصل کرنے مین جلدی کرتے
ہین اور جلدی کے سبب سے وہ کام نہین ہوتا یا دعا کے قبول ہونے مین جلدی کرتے
ہین اور مطلب سے رہجاتے ہین یا کسیکو بد دعا کرنے مین جلدی کرتے ہین اور پھر ندامت
حاصل ہوتی ہے جیسا حضرت نوح علیہ السلام کا حال بیان فرماتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ
اپنے برابر والونپر حسد کرین اور نصیحت کرنے سے باز رہین اسواسطے سفیان ثوری رح
نے فرمایا ہے کہ مین عالمون اور عابدونکے سوا اپنے خون سے نہین ڈرتا لوگون نے
اس بات کو اُنسے ناپسند کیا اُنہون نے کہا کہ مینے نہین کہا بلکہ ابراہیم نخعی نے بیان
کیا ہے اور ایک روایت عطائی رح سے ہے کہ سفیان ثوری نے ہم سے کہا ہے کہ
تم عالمون سے ڈرو خاصکر جو تمہارا بڑا دوست ہے اگر وہ تم سے جھگڑے ایک انار پر
اسطرح کہ تم انار کو میٹھا بتاؤ اور وہ کھٹا تعجب نہین کہ ظالم بادشاہ سے کہکر تمہارے
مار ڈالنے کی کوشش کرے اور مالک دینار رح نے فرمایا کہ مین عالمون اور عابدونکی
گواہی سب خلقت کیواسطے سن لون مگر انمین سے ایک دوسرے پر کبھی گواہی نسنون کیونکہ
وہ ایک دوسرے کے حاسد ہین اور فضیل رح نے اپنے لڑکے سے کہا کہ میرے واسطے
عالمون اور عابدون سے علحدہ گھر خریدنا کیونکہ ایسے لوگونکے پاس رہنا خوب نہین کہ
جو مجھہ سے کوئی برائی دیکھین تو خوار کرین اور نعمت دیکھین تو حسد کرین اور حقارت سے

دیکھین اور بہت عابد ایسے ہین کہ دو رکعت نماز کی رات کو پڑہکر لوگونسے اتنا تکبر کرتے ہین
گویا اُنپر احسان رکھتے ہین یا خدا تعالی کے یہان سے اُنکو بہشت مین رہنے یا دوزخ کی آگ
سے بچنے کی خوشخبری ملی ہے یا شاید آپکو نیک بخت ٹھہرایا ہے اور دوسرونکو بد بخت باوجود
ان سب باتونکے فقیری کا لباس پہنتے ہین اور اس لباس سے اپنی پارسائی جتلاتے ہین
شعر غافل خدا کی یاد پہ مت بہول زینہار + اپنے تئین بہلا دے اگر تو بہلا سکے + بیان
کرتے ہین کہ فرقد سنجی حسن بصری کے پاس کنبل پہنے ہوئے آئے اور حسن لباس فاخرہ
پہنے بیٹھے تھے فرقد نے حسن کے لباس کو ہاتہ مین لیکر دیکھا حسن نے کہا دیکھتے کیا ہو میرا
کپڑا بہشتیونکا سا ہے اور تمہارا دوزخیون کا سا مین نے حدیث شریف سنی ہے کہ
بہت دوزخیونکا لباس کنبل کا ہوگا اور پہر فرمایا کہ زہد کپڑونمین رکھا ہے اور تکبر سینونمین خدا
کی قسم تمہارا تکبر کنبلونمین زیادہ ہے نرم کپڑا پہننے والون سے پس اے طالب ان چارون
آفتونسے بچ خاصکر تکبر سے کیونکہ اُن تینونسے گناہ ہوتا ہے اور تکبر سے کفر ابلیس
کی حکایت مت بہول اُسکو تکبر ہی کے سبب سے کفر حاصل ہوا ہے اور خدا تعالی کیطرف متوجہ
ہوتا کہ وہ ان سب سے اپنے فضل سے بچاوے آپ یہانسے عوائق اربعہ یعنی دنیا و خلق
و شیطان و نفس کے دور کرنے کی تدبیر سننی چاہیئے کہ جب آدمی سوچ سمجھکر دیکھے تو جانے
کہ دنیا کو ہمیشگی نہین اور نقصان اسکا نفع سے زیادہ ہے اور اُسکے نتیجے ہین کہ طلب دنیا
مین بدن کا رنج اور دل کا شغل ہے اور آخرت مین عذاب دردناک اور حساب دراز ہے
پس ضرور ہوا کہ دنیا کی زیادتی سے بچنا چاہیئے اور اُسمین سے صرف بقدر ضرورت کے
لیوے جسکے بغیر خدا تعالی کی عبادت نکر سکے اور اُسکی نعمت اور لذت کو بہشت کیواسطے

چھوڑ دیوے شعر کار دنیا کسی تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید + اور خلقت کو سوفا
جانے اور اسی سبب سے لوگونسے ملنا ترک کرے مگر جسمین ضرورت ہو یعنی جمعہ جماعت وغیرہ
مین مضائقہ نہین اور اُن لوگونسے ملنا چاہیئے جنکی ملاقات سے نقصان نہو اور شیطانکو
جان لے کہ ہر وقت چست ہے اور ہمیشہ عداوت مین مصروف ہے اپنے پروردگار سے
اُس سگ سے پناہ مانگے اور اُسکے حیلونسے غافل نرہے اُسکو خدا کے ذکر سے دور کرے
اور اُسکا خوف نکرے کیونکہ جب اُسکے دور کرنیکا پختہ ارادہ کریگا تو خدا کے فضل سے
یہہ امر بہت آسان ہو جائیگا چنانچہ خدا تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ
سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ یعنی نہین ہے
قدرت شیطان کو اُن لوگونپر کہ ایمان والے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین
ابو حازمؒ نے سچ فرمایا ہے کہ دنیا اور شیطان کیا چیز ہین جو دنیا گذر گئی خواب تھی اور جو
باقی ہے وہ خواہشین ہین اور شیطان کا یہہ حال ہے کہ اگر متابعت کیجیے تو کچھہ نفع نکرے
اور اگر نافرمان ہو تو کچھہ نقصان نہین کر سکتا اور جہل نفس کو کسی چیز مضر یا مہلک کی طلب
مین دیکھنا چاہیئے عقلا کیطرح سے جو انجام کار پر نظر کرتے ہین نہ لڑکونکی طرح سے کہ
اُنکا خیال شروع کام پر ہوتا ہے اور انجام کے نقصانونکو بیان نہین کرتے اور تلخی کے
سبب سے دوا کہانا چھوڑ دیتے ہین پس چاہیئے کہ نفس کو تقوی کا لگام دیوے اور سب
خرابیون اور فضول باتون سے اُسکو منع کرے مثلاً غیر کیطرف بے سبب دیکھنا اور زیادہ بولنا
یا زیادہ کپڑا پہننا اسیطرح ہر سب فضول کامون سے روکے اِسواسطے کہ فضول کے لینے کی
ضرورت نہین جو ضروری چیزین آدمی کی زندگی کیواسطے ہین اُنکو خدا تعالی نے خود

فراخ کردیا ہے مثلاً پانی ہوا رزق جن چیزونکے ساتھہ زندگی ہے وہ کثرت سے
موجود ہین اورجنکی طرف احتیاج نہین اُسکو کم پیدا کیا ہے یعنی جو اُنکو دین کے کام مین
مضر ہین اُن سے اُنکو مستغنی کردیا ہے پھر فضول کے لینے کی کیا ضرورت ہے پس
جبکہ آدمی نے دنیا کو ترک کیا اور زاہد ہوا اُسکو پایا کہ ہزارون نام بہتر حاصل کرلئے اور خدا
کی درگاہ مین تارکین دنیا مین داخل ہوا اور اُن لوگو نمین ہوگیا جو خداتعالے کے محبت والے
کہلاتے ہین اور جب شیطان سے لڑائی کی تو خداتعالی کے رستہ مین مجاہدین مین شامل ہوا
اور اُن لوگو نمین داخل ہوا جنکی شان مین خداتعالی نے شیطان کو فرمایا ہے إِنَّ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ یعنی تجکو میرے بندونپر قوت نہین ہے اور جبکہ
تقوی کیا تو متقیو نمین شامل ہوا جنکے واسطے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور بہت سے
ملائکہ مقربین سے بڑھگیا جب یہہ کام کرلئے تو بڑی سخت گہاٹی کو قطع کیا اور جو چیز
مانع تہین اُنکو پیچھے ڈالا اور یاد رہے کہ یہہ گہاٹی جب ہی تک سخت ہے کہ سالک کو
خوف ہو اور بد دل ہوجاوے لیکن اگر بد دل نہو اور ڈرے نہین تو خداتعالی کی
عنایت سے آسان ہوجاوے شعر حاصل رہ سلوک مین ہو بزدلی سے کیا * اس راہ
مین تو ہمت مردانہ چاہیے * تیری غرض چارون موانع کے بیان سے یہہ تہی
جو کہہ سنائی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم فصل چوتھی عوارض
کی گھاٹی کا بیان عارض اُسکو کہتے ہین جو پیش آوے سالک کو لازم ہے
کہ ایسے عوارض کو دفع کرے جو عبادت سے منع کرتے ہین اور ہمنے پہلے بیان
کیا ہے کہ عوارض چار ہین ایک اُنمین سے نفس کا مطالبہ رزق کے لئے ہے

اسکا دفع کرنا خدا تعالی پر توکل کرنے سے ہوگا اور توکل کی ضرورت کے دو سبب
ہین ایک یہ کہ عبادت کرنے کے لئے فراغت حاصل ہو جاوے اسواسطےکہ بے توکل کے
عبادت نہین کرسکتا اور عبادت مین دلکی فراغت شرط ہے اور فراغت دل کی متوکلون
کے سوا کسیکو نہین ہوتی کیونکہ اگر متوکل نہوگا تو ظاہر ہے کہ رزق کی طلب مین مشغول
ہوگا اور دلمین بھی اُسیکا ارادہ بھرا ہوا ہوگا بلکہ میرے نزدیک جس کسیکا دل
ایسا ضعیف ہو کہ جب تک کوئی چیز نہو قرار نہ پکڑے تو ایسے لوگونکو کوئی بڑا کام دنیا
و آخرت کا کم میسر ہوتا ہے اپنے مرشد سے مین نے سُنا ہے کہ دو آدمیون کے
سوا سب دنیا کسیکو کوئی کام میسر نہین ہوتا ایک متوکل کو دوسرے دلیر کو واقعی
کلام بہت جامع ہے اسواسطےکہ جو دلیر آدمی کسی کامکو شروع کرتا ہے تو بہت
قوت سے شروع کرتا ہے اور کسی چیز کے روکنے سے اُس کام کو نہین چھوڑتا اسلئے
کام البتہ اُسکی مراد کے موافق ہوتا ہے اور مطلب تک پہنچ جاتا ہے اور جو شخص متوکل
ہے اگر وہ کسی کام کو شروع کرنا چاہتا ہے تو خدا تعالی کے وعدہ پر یقین کرکے بڑی
قوت سے شروع کرتا ہے اسکو خدا تعالی کی ذمہ داری کا بالکل بھروسا ہوتا ہے وہ
کسی انسان کے ڈرانے یا شیطان کے بہکانے پر خیال نہین کرتا اسلئے وہ بھی البتہ اپنے
مطلب کو حسب دلخواہ پالیتا ہے مگر جو بیچارہ کہ کمزور دل ہے اور نا توان ہے کہ ہمیشہ تردد
اور فکر مین ہے اور گدھے کیطرح تھان پر اور مرغ کیطرح پنجرے مین ہر وقت مالک کے کھلانے
کا منتظر ہے ایسا آدمی بڑے کام کا ارادہ نہین کرسکتا اور جو ارادہ کرتا ہے
تو مطلب کو کم پہنچتا ہے دنیا دارونکو ہی دیکھنا چاہیئے کہ نئے جان و مال کے خرچ کئے بڑے

مرتبہ تک نہین پہنچتے بادشاہ دوسری ولایت لینے کو جان و مال صرف کرتے ہین
اور دشمن پر تلوار اس ارادہ سے مارتے ہین کہ یا تو بادشاہت ہاتہہ آویگی یا خود
مرجاوینگے کہتے ہین حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے ساتہ لڑائی کے دن جب دونون
لشکرونکو دیکہا تو فرمایا جو کوئی بڑا کام حاصل کرنا چاہے تو جان کا خیال چہوڑدے
اور بڑے سوداگر لوگ مال کے حاصل کرنیکو جہاز مین سوار ہوتے ہین اور دریا اور جنگل
کا سفر اختیار کرتے ہین اور جان و مال خطر مین ڈالتے ہین جب کچہ پیدا کرتے ہین اور
بازاری بیچارہ کہ جسکا دل کمزور ہے اور ارادہ بہی سست ہے اور دل کے علاقہ کو
مال اور نفس اور عیال سے جدا نہین کرسکتا ہمیشہ گہر سے دکان مین اور دکان سے
گہر مین رہتا ہے اسلیئے ایسا آدمی بادشاہون یا سوداگرونکی طرح بڑا کام حاصل نہین
کرسکتا بلکہ دکان پر اگر ایک پیسہ یا ٹکا حاصل کرلیوے تو اسکے نزدیک بڑا عظیم کام
حاصل ہوجاوے یہہ دنیا کے طلب کرنیوالونکا حال ہے مگر آخرت کے حاصل کرنیوالون
کا کچہ اور حال ہے یعنی جو لوگ طالب آخرت ہین انکا مال سرمایہ توکل اور سب طرف سے
دل کا علیحدہ کرنا ہوتا ہے شعر پیش دنیا مین توکل سے کوئی خوب نہین + اپنے تسلیم
سے زیادہ کوئی محبوب نہین + اسواسطے کہ جسوقت آدمی نے توکل کیا تو فراغ دلی
سے خداتعالی کی عبادت کرسکتا ہے اور بخوف زمین پر سفر کرسکتا ہے اور کسیکی
طرف ہرگز التفات نہین کرتا ایسے آدمی بیشک دیندار ہین اور لوگونمین عزت اور
آزادی انہین کو حاصل ہے واقع مین روی زمین کے بادشاہ یہی لوگ ہین اسواسطے کہ
جس جگہ چاہین چلے جاوین اور جہان دل چاہے ٹہر جاوین اور جو کام سب سے بڑے

مثلاً عبادت یا علم اگر اسکا قصد کرین تو انکا کوئی رد کرنے والا نہین
برابر ہین اور سب دن یکسان ہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فرمایا ہے
کہ جس کسیکا یہہ ارادہ ہو کہ مین سب آدمیون سے بڑھکر ہون وہ چاہیئے کہ تقوی کرے
اور جس کسیکا ارادہ ہو کہ مین سب سے زیادہ غنی ہون وہ اللہ تعالی کے پاس کی
چیزونپر اپنے پاس کی چیزونسے زیادہ بھروسا کرے اور جس کسیکو یہ خوش معلوم ہو
کہ مین سب مین قوی ہون وہ خدا پر توکل کرے سلیمان خواص نے فرمایا ہے کہ جو
شخص صدق دل سے خدا تعالی پر توکل کرے تو بادشاہ اور امیر اور غریب سب اسکے
محتاج ہوتے ہین وہ کسیکا محتاج نہین ہوتا ہے کیونکہ اسکا مالک بڑا غنی ہے ابراہیم
خواص فرماتے ہین کہ ایک جوان کو مین نے جنگل مین دیکھا گویا کہ چاندی سے ڈہلا
ہوا ہے مین نے کہا کہ کہان جاتے ہو جواب دیا کہ مکہ کو مین نے کہا کہ بے سامان اور توشہ
کے جواب دیا کہ ای سست یقین جسنے زمینون اور آسمانونکو اپنی قدرت سے سنبھال رکھا
ہے وہ مجکو بھی بے زاد و راحلہ کے مکہ مین پہنچا دیگا ابراہیم فرماتے ہین جب مین مکہ
مین پونہچا تو اسکو طواف کرتے ہوئے دیکھا اسنے مجھے دیکھکر کہا کہ ای شیخ تو ابھی
تک ویسا ہی سست یقین ہے ع فی السماء رزقکم نشنیدہ ٭ اندرین پستی چہ برچسپیدہ
اور ابو مطیع نے حاتم اصم کو کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تم سفر بے زاد و راحلہ کرتے ہو
جواب دیا کہ میرا زاد و راحلہ چار چیزین ہین ابو مطیع نے کہا کہ وہ چار دن کیا ہین حاتم
نے کہا کہ دنیا و آخرت کو مین خدا تعالی کی بادشاہت جانتا ہون اور تمام خلقت
کو خدا تعالی کے بندے سمجھتا ہون اور سب روزیون کو خدا تعالی کے قبضہ مین دیکھتا

ہون اور خدا تعالے کا حکم سب زمین پر جاری جانتا ہون اور دوسرا سبب توکل
کی ضرورت کا یہ ہے کہ اُسکے چھوڑ دینے سے بڑا ڈر ہے کیونکہ خدا تعالی نے اول رزق
اور پیدائش کو ایک جگہہ ذکر فرمایا ہے اَللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا
اور پھر رزق دیا اس سے معلوم ہوا کہ مثل پیدا کرنے کی رزق بھی خدا تعالی کیطرف سے
ہے پھر وعدہ رزق کا فرمایا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ یعنی اللہ تعالے
البتہ وہ بڑا رزق دینے والا قوت والا ہے اور پھر رزق کا خود ضامن ہوا ہے اور فرمایا
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا یعنی کوئی جاندار نہین زمین پر مگر
یہہ کہ اللہ پر اُسکا رزق ہے اور پھر رزق دینے کی قسم کہائی ہے فَوَرَبِّ السَّمَاءِ
وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ یعنی قسم ہے پروردگار زمین اور آسمان کی تحقیق وہ حق ہے پھر توکل
کرنیکا ارشاد فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ یعنی بھروسا کر اُس
زندہ پر جو کبھی نہین مریگا پس جو کوئی خدا تعالی کے قول کا اعتبار نکرے اور اُسکے وعدہ
کو پورا نجانے اور اُسکی ذمہ کشی پر معتقد نہو اور اُسکی قسم پر اعتماد نکرے اور اُسکے
فرمانے سے لاپرواہو تو ایسے شخص کا کیا حال ہوگا اور کیسی محنتون مین گرفتار ہوگا بخدا کہ
اِس سے دشوار کوئی مصیبت نہین ہے اور ہم بڑی غفلت مین ہین سے ہین توکل کن
ملرزان پا و دست ٭ رزق تو بر تو ز تو عاشق تر ہست ٭ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ابن عمر رض کو فرمایا کہ اگر تو اُس زمانہ تک زندہ رہے کہ جسمین لوگ ضعف ایمان
کے سبب سے ایکسال کا رزق جمع کرکے رکھین گے تو اُسوقت تو کیا کریگا عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین پناہ مانگتا ہون اللہ تعالے سے کہ مجھے خدا تعالی اُن

ناخدا ترسوں کی شکل دکھائے اور حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ خدا کی لعنت ہو اوس
قوم پر جو اوسکے فرمانے کو مضبوط نہین جانتے اللہ تعالی رزق کے پوہنچانے کی قسم
کہاتا ہے اور اُنکو یقین نہین آتا اور جب آیہ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ
فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ نازل ہوئی فرشتون نے کہا کہ
بنی آدم ہلاک ہوگئے کیونکہ اپنے پروردگار کو غصہ دلایا اسکے فرمانے پر یقین نکیا یہانتک
کہ اُسنے رزق پوہنچانے کی قسم کہائی اور اویس قرنی رح نے فرمایا ہے کہ اگر تو خدا
تعالی کی عبادت سب زمین اور آسمان والونکی برابر کرے تو قبول نہو جبتک کہ اُسکے
رزق پہنچانے پر یقین نکرے اُنسے پوچھا کہ کسطرح پر یقین کرین جوابدیا اسطرح کہ رزق
کے پہنچنے سے بیخوف رہو ہرم ابن حیان نے اویس قرنی رح سے عرض کیا کہ ہم کہان
رہین کہا کہ شام مین ہرم نے کہا کہ شام مین کسطرح زندگی بسر کرتے ہین اویس نے
کہا کہ افسوس ہے ان دلونپر جو شک مین غرق ہین انکو نصیحت کیا فائدہ بخشیگی اور بیان
کرتے ہین کہ ایک کفن چور نے ابویزید بسطامی رح کے ہاتھہ پر توبہ کی ابویزید نے اوسکا
حال پوچھا اُسنے جوابدیا کہ مین نے اتنی مدت مین ایکہزار گور کہولی ہین لیکن دو آدمیون
کے سوا کسیکا قبلہ کیطرف منہ نہین دیکھا ابویزید نے کہا کہ اُنکے منہ پہر جانیکا سبب
ہے کہ وہ رزق کے بابمین خدا تعالی کے فرمانکو مضبوط نہین جانتے تھے اب معنی
توکل اور موضع توکل اور اوسکی تعریف اور تدبیر کو جداجدا سنناچاہئے پس جانو کہ لفظ توکل مشتق
وکالت سے ہے پس کسی پر توکل کرنیکے یہہ معنی ہونگے کہ اُسکو اپنے کام اور
صلاح کا وکیل اور ضامن جانے اور بے تکلف اسپر اکتفا کرے اور موضع توکل کا بیان

یہہ ہے کہ توکل تین جگہہ پر کرنا چاہیئے ایک تو قسمت کی جگہہ پر اسطرح کہ خدا تعالے پر
اعتماد کرے کہ جو قسمت مین لکھدیا ہے وہ کبھی نہ ٹلے گا اسواسطیکہ خدا تعالی کا حکم نہین
بدلتا دوسرے مدد وطلب کرنے کی جگہہ پر اسطرح سے کہ جب اُسکی راہ مین مجاہدہ کرے تو
یقین جانے کہ خدا تعالی مددگار ہے تیسرے رزق اور حاجت کی جگہہ پر اور یہہ بندہ
پر فرض ہے عقلی اور نقلی دلیل سے اور ہماری غرض بھی توکل کے ذکر کرنے سے
یہی ہے حاصل یہہ کہ توکل کی جگہہ رزق مضمون ہے یعنی وہ رزق جسکا خدا تعالے
ضامن ہے اور رزق کی چار قسمین ہین مضمون اور مقسوم اور مملوک اور موعود —
رزق مضمون آدمی کی قوت اور غذا ہے جسکے سبب سے زندگی ہے اور تمام اسباب
سے کچھہ غرض نہین اور خدا تعالی اُسی رزق کا ضامن ہوا ہے اسپر بندہ کو توکل
کرنا ضروری ہے عقلی اور نقلی دلیل سے اسواسطیکہ خدا تعالی نے ہمکو اپنی خدمت
اور اطاعت کا حکم فرمایا ہے پس ضرور ہے کہ اُسکے سبب سے ہماری زندگی بھی ہو تاکہ ہم
عبادت مین مشغول ہون علماء فرقہ کرامیہ مین سے ایک نے اپنے مذہب کی اصل پر
اچھا بیان کیا ہے کہ خدا تعالی پر تین سبب سے بندونپر رزق پونہچانا ضروری ہے —
پہلے یہہ کہ وہ آقا ہے اور ہم اُسکے غلام ہین آقا پر بندہ کا نفقہ واجب ہے جس طرح کہ
بندہ پر آقا کیخدمت ضروری ہے دوسرے یہہ کہ خدا تعالی نے بندونکو رزق کا محتاج
بنایا ہے اور اُسکے حاصل کرنیکا رستہ نہین بتلایا اسواسطے کہ معلوم نہین کہ انکا رزق
کیا شی ہے اور کس جگہہ سے اور کب آویگا تاکہ بعینہ اُسیوقت اور اُسی جگہہ پر ڈہونڈلیا کرین
پس جب یہہ حال ہے تو ضرور ہے خدا تعالی پر کہ اُنکی روزی کا ذمہ دار ہو اور

انکا رزق انکو پونہچاوے تیسرے یہہ کہ انکو خدمت اور طاعت کے لئے ارشاد
فرمایا ہے بلکہ اوسیکے لئے ایجاد کیا ہے اور رزق کی طلب عبادت کو مانع ہے اسلیے
خدا تعالی پر ضرور ہے کہ اُسکی روزی پونہچانے کا کفیل ہوتا کہ فراغ دلی سے عبادت
کرسکے لیکن یہہ بات ایسے آدمی کی ہے جو ربوبیت کے اسرار سے واقف نہین اسواسطے کہ
جو کوئی خدا تعالی پر کسی چیز کو واجب بتلاوے خطا پر ہے اور ہمنے اِس غلطی کا حال
علم کلام مین بیان کر دیا ہے اور رزق مقسوم یہہ ہے کہ خدا تعالی نے بندونکو
جو کچھہ کہاوین پیوین پہنین مقدار معین اور وقت خاص پر تقسیم کر دیا ہے کہ اُس سے کم
زیادہ اور پہلے پیچھے نہو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق تقسیم
کر دیا گیا ہے اُس سے فراغت حاصل ہوگئی نہ کسی متقی کے تقوی سے بڑھے اور کسی
گنہگار کے گناہ سے کم ہو اور رزق مملوک وہ ہے جو دنیا کے مالون مین سے بندہ کی ملک
مین موافق حکم اور تقدیر الہی کے آتے ہین اور رزق موعود وہ ہے کہ خدا تعالی نے
متقیون سے وعدہ فرمایا ہے کہ بشرط تقوی کے حلال کی وجہ سے بے محنت پہنچا دیوے
جیسا فرمایا وَمَن یَتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَل لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ
یعنی جسنے اللہ پر تقوی کیا کر دیگا اللہ تعالے اُسکے واسطے نکلنے کی جگہہ اور رزق دیگا
اُسکو ایسی جگہہ سے کہ وہ نجانے یہہ قسمین رزق کی تہین اور توکل جو ضروری ہے
رزق مضمون مین ضروری ہے اور توکل کی تعریف یہہ ہے کہ ہمارے بعضے عالمون
نے کہا ہے کہ توکل کے معنی دل سے خدا تعالی پر اعتماد کرنا اور قطع کرنا اور نا امید
ہونا غیر اللہ سے اور بعضون نے توکل کے معنی ترک تعلقات کے بیان کئے ہین اور

تعلیق کے معنی یہہ ہین کہ اسباب کا دہیان کرنا کہ یہ جسم خدا تعالی کے سوا کسی اور
سبب سے قائم ہے پس توکل اہن دہیان کے چہوڑنیکا نام ہوا اور سب کے نزدیک دونون
قول ایک ہی اصل پر راجع ہین وہ یہہ ہے کہ دل سے یہ اعتقاد کرنا کہ قوام اصل کا
خدا تعالی کے سبب سے ہے کسی دنیا کے مال کے باعث یا کسی اور سبب سے نہین پہر خدا تعالی
کو اختیار ہے چاہے کسی سبب سے یا بغیر سبب کے اصل کا قوام کر دے جب یہ بات دل مین
خیال کرے اور اسپر یقین کرے اور لوگون اور اسباب کیطرف سے دل بالکل برطرف کرلے
تو آدمی کو جیسا حق ہے ویسا توکل حاصل ہو تدبیر توکل کی جو چیزین توکل کا سبب
ہوتی ہین وہ یہہ ہین کہ خدا تعالی کی ضمانت کو دہیان کرے اور بڑی تدبیر یہہ ہے
کہ خدا تعالی کا جلال اور کمال اسکے علم اور قدرت مین یاد کرے اور اسکو خلاف وعدہ گی
اور سہو اور عجز اور نقصان سے پاک تصور کرے جب بندہ ان ذکر دن پر مواظبت کریگا
تو بیشک رزق دینے مین خدا تعالی پر توکل کرنے لگے گا آب اگر کوئی پوچہے کہ کسی
حالمین بندہ کو رزق طلب کرنا چاہیئے یا نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ رزق مضمون جو
غذا اور اصل کا قوام ہے اور جسکے بغیر چارہ نہین اسکو طلب کرنا ہمسے نہین ہو سکتا
اسواسطیکہ وہ بندہ کے لئے مثل موت حیات کے ہے اور خدا تعالی کا کام ہے
بندہ نہ اسکے حاصل کرنیکی قدرت رکہتا ہے نہ دفع کرنیکی طاقت اور رزق مقسوم کے
طلب کرنیکی خود ضرورت نہین اسواسطیکہ ضروری رزق مضمون تہا اسکا خدا تعالی
آپ ہی ضامن ہوگیا ہے بلکہ رزق مضمون جن سببون سے حاصل ہوتا ہے آدمی کو ان
اسباب کا بہی طلب کرنا لازم نہین اسواسطیکہ خدا تعالی کو اختیار ہے کہ کسی سبب سے

پونہچا ہے یا بے سبب کے پونہچاوے پہر کاہے کو طلب کرنیکی کیا ضرورت ہے سوا اسکے خدا تعالی ضامن مطلق
ہوا ہے کسی سبب اور کسب کی شرط نہین کی قطع نظر اسکے ہے ایسی چیز کی طلب کیونکر
ہوسکتی ہے جسکی جگہہ معلوم نہین اسواسطیکہ معلوم نہین کہ کونسی چیز ہمارے رزق کا سبب
ہے اور کیا چیز ہماری غذا ہے اور یہ رزق طلب اور عدم طلب سے کم اور زیادہ نہین ہوتا کیونکہ
لوح محفوظ مین مقدار اور وقت سب لکہدیا ہے اور خدا تعالی کا حکم نہین بدلتا اور اُسکی
قسمت مین بہی تغیر نہین ہوتی اور اسی سبب سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
جسوقت ایک فقیر کو روٹی کا ٹکڑا دیا تو فرمایا اسکو لے اگر تو نہ آتا تو یہ تیرے پاس آتا
اب اگر کوئی کہے کہ لوح محفوظ مین ہمارے لئے عذاب و ثواب لکہا گیا ہے پہر بہی ہمکو اسکا
طلب کرنا ضروری ہے پس ہماری طلب اور عدم طلب سے ثواب عذاب زیادہ ہوتا ہے
یا نہین تو جواب یہہ ہے کہ ثواب کا طلب کرنا اسلئے ضروری ہے کہ خدا تعالی نے اُسکے
طلب کرنے کو واجب کردیا ہے اور ترک کرنے سے عذاب کا وعدہ فرمایا ہے اور نہ
اسلئے کہ ہم نیک عمل کرین ثواب کا ضامن نہین ہوا اور رزق اور ثواب عذاب مین ایک
تہوڑی بات کا فرق ہے وہ یہہ ہے کہ عالمون نے کہا ہے کہ جو امر لوح محفوظ مین لکہا ہے دو
قسم پر ہے ایک مطلق نہ کسی فعل کی شرط سے وہ تو رزق اور موت ہے جیسا کہ خدا
تعالے نے قرآن شریف مین بہی ان دونو چیزون کو غیر مشروط اور مطلق نے کسی قید کے
ذکر فرمایا ہے قولہ تعالی وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا
یعنی کوئی حرکت کرنیوالا زمین پر نہین مگر یہہ کہ اُسکا رزق خدا کے ذمہ ہے اور فرمایا
فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ یعنی جسوقت اُنکی

موت آویگی تو ایک ساعت آگے پیچہے نہوگی اور صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ چار چیزوں سے فراغت حاصل ہوگئی ہے ایک ظاہر کی صورت سے جسکو
خلق کہتے ہین دوسرے باطن کی خصلت سے جسکو خُلق کہتے ہین تیسرے رزق چوتھے
موت۔ دوسری قسم بندہ کے فعل کے ساتہہ متعلق ہے جوکہ ثواب عذاب ہے چنانچہ
قرآن شریف مین بہی خداتعالے نے اسکو بندہ کے فعل کے ساتہہ مشروط کرکے ذکر کیا ہے
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ
یعنی اگر کتاب والے ایمان لاوین اور تقوی کرین البتہ ہم اُنکے گناہ بخشدین اور اُنکو بہشت
مین داخل کرین آب یہان یہ سوال ہوتا ہے کہ ہم رزق کے طالبونکو تو نگر اور مالدار
دیکھتے ہین اور تارکونکو فقیر اور عاجز تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ قاعدہ کلیہ نہین کہ کوئی
طالب فقیر اور محروم نہو اور کوئی تارک مرزوق اور غنی نہو بلکہ یہہ اکثریہ ہے اور یہہ اسرار
الٰہی مین سے ہے کہ کسیکو کیا رکہا اور کسیکو کیا پہر اگر کوئی پوچہے کہ ہم جنگل بیابان
مین سے توشہ چلے جاوین اور سکونت گزین ہون یا نہین تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ اگر
خداتعالی کے فرمانے پر یقین کامل ہے تو چلا جاوے اور رہ پڑے نہین تو عوام کیطرح علائق
مین مشغول رہے اور مین نے امام ابوالمعالی سے سنا ہے کہ جو کوئی خداتعالی کے
ساتہہ آدمیونکا سا معاملہ کرے خداتعالے بہی اُسکے ساتہہ روزی کی ذمہ داری مین
آدمیونکا سا معاملہ کرتا ہے اور یہہ بات بہت اچہی ہے سوچنے والے کو اسمین بہت
فائدے ہین اور یہہ جو خداتعالی فرماتا ہے کہ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى
یعنی توشہ لو تحقیق اچہا توشہ تقوی ہے اِس سے توشہ کا لینا ضروری معلوم ہوتا ہے

تو اسکی تاویل مین دو قول ہین ایک یہہ ہے کہ توشہ سے مراد آخرت کا توشہ ہے
اسواسطے إِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ فرمایا ہے اور اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ طَعَامُ الدُّنْیَا وَاَسْبَابُہَا
البتہ بہتر زاد دنیا کا اور اسکا اسباب ہے ۱۲
نہین فرمایا دوسرے یہہ کہ ایک قوم حج کے راستے مین توشہ نہین لیجاتے تھے اور آدمیون
سے مانگتے تھے اور تکلیف دیتے تھے اسواسطے توشہ لینے کا حکم تنبیہاً فرمایا یعنی اپنے
تنبیہ کے واسطے
مال مین سے توشہ لینا لوگونکے پاس سے مانگنے اور اُنپر بھروسا کرنے سے بہتر ہے
اب اگر کوئی کہے کہ متوکل بھی تو سفر مین توشہ لیا کرتے ہین تو اسکا حال یہ ہے کہ متوکل
اکثر سفرونمین توشہ لیتے ہین مگر اُنکا دل متعلق بہ توشہ نہین ہوتا بلکہ تعلق دل اور اعتماد
صرف خدا پر رہتا ہے علاوہ ازین توشہ سے نیت کسی مسلمان کی اعانت وغیرہ کی
کر لیتے ہین خلاصہ یہہ ہے کہ مطلب توشہ کے لینے اور نہ لینے سے نہین بلکہ غرض دل
سے ہے کہ دل سواے وعدہ اور ضمانت خدا تعالی کے کسیطرف متعلق نہو اسواسطے
کہ اکثر آدمی جو توشہ لیتے ہین اُنکا دل خدا کیطرف رہتا ہے اور اکثر نہین لیتے اور اُنکا
توشہ سے متعلق ہوتا ہے خدا کیطرف متوجہ نہین ہوتا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب اور پہلے بزرگون نے بھی توشہ ساتھہ لیا ہے اور اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت مین توشہ لینا مباح ہے حرام نہین بلکہ دل کا متعلق ہونا
توشہ کے ساتھہ اور توکل خدا تعالی پر چھوڑ دینا حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے توشہ لینے سے یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اُنکا دل کھانے پینے کیطرف راغب تھا حاشا وکلا
یہہ بات ہرگز نہین ہوسکتی بلکہ اُنکا دل خدا کیطرف تھا اور خدا ہی پر اُنکا توکل تھا وہ تو وہ
ہین کہ سب دنیا آپکے سامنے پیش کی اور تمام روی زمین کے خزانونکی کنجیان اُنکے

پاس لائے اور انہوں نے قبول نکی لیکن توشہ نیت خیر کے سبب سے لیتے تھے نہ دل

کی رغبت کے سبب سے اور معتبر نیت ہے ظاہر کا اعتبار نہیں ہے رہی یہہ بات کہ سفر میں

توشہ لینا بہتر ہے یا نہ لینا تو یہہ حکم اختلاف حال کے سبب سے مختلف ہو جاتا ہے یعنی

اگر مسافر ضعیف ہے اور بیان کرنا چاہتا ہے کہ توشہ لینا مباح ہے یا خود کوئی نیک کام

کی نیت کرنا چاہتا ہے تو ایسے آدمی کو توشہ لینا بہتر ہے اور اگر تنہا اور خدا کے ساتھ

قوی دل ہے اور جانتا ہے کہ توشہ خدا کی عبادت سے مانع ہوگا تو ایسے آدمی کو توشہ

کا ترک کرنا بہتر ہے اسکو خوب سمجھہ لینا چاہیے اور اللہ توفیق دینے والا ہے دوسرا

عارض انجام کار کا ڈر ہے اور اسکا علاج یہہ ہے کہ سب کاموں کو خدا تعالی کے

سپرد کرنا چاہیے دو سبب سے ایک یہہ کہ دل اسوقت ساکن ہو جاوے اسواسطے کہ جب صلاح

انجام کار میں معلوم نہیں تو البتہ دل پریشان رہیگا اور جسوقت کہ کام کو خدا تعالی کے

سپرد کر دیا اور جان لیا کہ وہ خیر اور صلاح کے سوا نہیں فرماویگا تو اسیوقت دل کا

ڈر جاتا رہیگا اور ساکن ہو جاویگا اور امن اور سکون دل کے واسطے بڑی نعمت اور غنیمت ہے

ہمارے استاد مجلس میں یہہ بات بہت فرماتے تھے کہ تدبیر کو اسکے حوالہ کر جسنے تجھے پیدا

کیا ہے تجکو آرام ملیگا دوسرا سبب یہہ ہے کہ آیندہ کو خیر اور صلاح حاصل ہوجاتی ہے

اسواسطے کہ انجام کا حال معلوم نہیں ہے تو بہت ایسا ہوگا کہ شر خیر کیصورت میں معلوم ہو

اور نقصان نفع کیصورت میں اور زہر شہد کیصورت میں اور چونکہ آدمی کو انجام کام کا

معلوم نہیں ہے پس اگر کسی کام کو نیک سمجھکر اور کرنا چاہیگا تو تعجب نہیں کہ جلد کسی

ایسی بلا میں مبتلا ہو جاوے کہ جسکا حال معلوم نہو چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عابد نے

خدا تعالی سے دعا چاہی کہ مین ابلیس کو دیکھون اُس سے کہا گیا کہ خدا تعالی سے
انجام کی بھلائی طلب کر مگر اُسپر کچھ خیال نکیا اور وہی مانگا خدا تعالی نے شیطان کو اُسکے
سامنے کیا عابد نے ارادہ کیا کہ اُسکو مارے شیطان نے کہا کہ اگر تیری عمر سو برس
کی نہوتی تو مین تجکو مار ڈالتا عابد اُسکے فریب مین آگیا اور خیال کیا کہ میری عمر ابھی
بہت ہے تھوڑے دنون کچھ اور واہیات کرون پھر توبہ کرونگا اِس خیال سے فسق
مین مشغول ہوا اور عبادت کرنی چھوڑ دی اور ہمیشہ کو خرابی مین پڑا اِس حکایت سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سوال اور مطلوب پر اصرار کرنا نچاہیے لیکن اگر کسی کام کو
خدا تعالی کے سپرد کر دے اور کہدے کہ جسمین میرے واسطے بہتری ہو وہ کر تو بہتری
کے سوا کچھ نہو انشاء اللہ تعالے اب معنی تفویض کے اور اُسکا حکم سُننا چاہیے
اور یہہ بیان دو مطلبون سے حاصل ہوے ایک تفویض کا موقع دوسرے تفویض کے
معنی اور حد یعنی تعریف اور ضد پس موقع تفویض تو یہہ ہے کہ سب مطلب تین قسم پر
ہین ایک وہ مطلب ہے کہ یقینا معلوم ہے کہ اُسکے کرنے سے شر اور فساد ہوگا جیسا
کفر اور بدعت اور گناہ کے سبب سے دوزخ کی آگ اور عذاب کا وعدہ ہے پس ایسی مراد تو
ہرگز قابل طلب نہین ہے اِسمین تفویض کہان ہوسکتی ہے دوسرا مطلب وہ ہے کہ یقینی
معلوم ہے کہ اُسکے کرنے مین بہتری ہوگی جیسا فرض اور سنت کے ادا کرنے سے بہشت
اور ایمان حاصل ہوگا ایسی مراد کو البتہ مانگنا درست ہے مگر اِسمین بھی تفویض کی حاجت
نہین اسواسطے کہ اِسمین کسیطرح کا ڈر نہین ہے کیونکہ یہہ بالکلیہ خیر و صلاح ہے تیسرا وہ
مطلب ہے کہ جسمین یقینی صلاح اور فساد کی خبر نہین جیسے نوافل اور مباحات تو یہہ قسم

البتہ تفویض کی جگہہ ہے اور بندہ کے لئے جائز نہیں کہ ایسی مراد کو خواہ نخواہ طلب کرے
بلکہ خیر اور صلاح کے ساتھہ شرط کرکے مانگے اگر اپنے ارادہ کو خدا کی مشیت سے مشروط کریگا
تو اسکو تفویض کہینگے اور اگر شرط مشیت نہوگی اور یقینی سمجھکر مانگیگا تو یہ بڑی طمع ہے
اور ممنوع غرض یہہ کہ تفویض کی جگہہ وہی مطلب ہے کہ اسمین خطرہ ہو یعنی جسکی صلاح و
فساد کا یقینی حال نہ معلوم ہو اور تفویض کے معنی ہمارے شیخ نے بیان کئے ہین کہ
تفویض یہہ ہے کہ جس چیز مین خطر ہو اسکو مدبر حقیقی دانای مصلحت خلق پر چھوڑنا اور ہمارے
نزدیک تفویض یہہ ہے کہ خدا تعالی سے اس چیز کی بہتری چاہے جسمین خطرے بہت
ہون اور تفویض کی ضد طمع ہے اور طمع دو طرح پر ہے - ایک رجا کے معنو مین اسکے
یہہ معنی ہین کہ ایسی چیز کا مانگنا جسمین کچھہ خطر نہو یا خطر والی چیز کو مشیت کے ساتھہ
مشروط کرکے مانگنا اور یہہ قسم طمع کی بہتر ہے جیسا ابراہیم صلوات اللہ علی نبینا و علیہ
نے فرمایا وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ یعنی وہ خدا کہ مین طمع
رکھتا ہون اس سے کہ میری خطا قیامت مین بخشدے - دوسری طمع مذموم ہے
جسکے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طمع سے بچو کہ وہ سرد ست
فقیری ہے اور ہمارے مرشد نے کہا ہے کہ طمع مذموم دو چیزین ہین ایک دل کا ساکن
ہونا ایسی نفع سے جسمین شک ہو دوسرے خواہ مخواہ ایسی چیز کو مانگنا جسمین خطر ہو اور
یہہ طلب تفویض کے مقابل ہے اور تفویض کی تدبیر یعنی وہ امر جس سے آدمی اپنے کام کو
خدا پر سونپ دے یہہ ہے کہ انجام کار کا خطر یاد کرے کہ اس سے مجکو خرابی بہی
آسکتی ہے اور بڑا علاج اسکا یہہ ہے کہ اپنی عاجزی یاد کیا کرے کہ خطرون مین یا

مبتلا ہونے سے مین کسطرح بچ سکتا ہون یہہ دو نون باتین اسباب پر پہیر لاونگی کہ بندہ سب کام خدا کی سپرد کردے اور کسی کام کو سوای شرط خیر اور صلاح کے طلب نکرے اب اُس خطر کو جاننا چاہیے کہ جسکے سبب کامونمین تفویض ضروری ہے اُسکی تفصیل یہہ ہے کہ خطر دو طرحکے ہین ایک شک کا خطر کہ دیکھیے یہہ خیر ہو یا نہو اور اس کام تک پہونچین یا نہ پہونچین پس ایسی صورتمین شرط مشیت ایزدی کی حاجت ہوتی ہے دوسرے فساد کا خطر کہ یقینی نہین معلوم کہ اُسمین بندہ کے لئے بہتری ہے یا خرابی " ایسی صورت مین البتہ تفویض کرنیکی حاجت ہوتی ہے اور خطر کے بیانمین عالمونکی عبارت مختلف ہے بعضونے کہا ہے کہ خطر اُس کام مین ہے کہ جسکے بغیر نجات ممکن ہو اور کسی گناہ کا جمع ہونا اُسکے ساتھہ ممکن ہو پس ایمان اور سنت اور استقامت اس تعریف کی روسے فعل خطر نہین اسواسطےکہ بنے سنت اور ایمان کے نجات ممکن نہین اور استقامت کے ساتھہ کوئی گناہ شامل نہین ہو سکتا جب ان چیزونمین خطر نہ ٹھہرا تو ان کا طلب کرنا بحکم قطع اور یقین کے جائز ہے ہمارے مرشد نے کہا ہے کہ فعل مین خطر کے یہ معنی ہین کہ کسی فعل مین کوئی ایسی چیز پیش آوے کہ اُس چیز مین مشغول ہونا فعل مذکور کے کرنے سے بہت ہو اور ایسا اتفاق مباحات اور سنن اور فرائض مین سب مین ہوگا مثلاً کسیکو نماز کا وقت تنگ ہو گیا اور اُسنے اُسکے ادا کرنیکا ارادہ کیا اُسی حالتمین کسیکو سامنے ڈوبتے یا جلتے ہوئے دیکھا اسطرح کہ اُسکو بچا سکتا ہے تو بچانا آگ یا پانی سے نماز کے ادا کرنے سے بہتر ہے پس اس تعریف کی روسے معلوم ہوا کہ نفلون اور مباحات اور بہت سے فرائضکو بھی طلب کرنا یقین کے ساتھہ جائز نہین ہے مگر یہان یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ کیونکر

ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ بندہ وں پر کسی چیز کو فرض کرے اور اُسکے چھوڑ دینے مین عذاب
کا وعدہ فرما دے اور اُسکے کرنے مین بندہ کی بہتری نہو اُسکے جواب مین ہمارے مرشد
نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بندہ کو کسی چیز کا حکم فرماتا ہے تو قطع نظر عوارض سے
اُسمین اُسکی بہتری ضرور ہوتی ہے اور کسی فرض چیز کو بندہ پر ایسا مشکل نہین کرتا کہ اُس
سے اُسکو عذر نہو الا اُس صورتمین کہ بندہ کی بہتری اُسمین ہووے اور بعض اوقات خدا تعالیٰ
کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ اُسکی جہت سے ایک فرض کو ترک کرکے دوسرے فرض ادا
مین مشغول ہونا پڑتا ہے پس ایسی صورت مین بندہ معذور بھی ہوگا اور ثواب بھی پاویگا
مگر مستحق ثواب اول فرض کے ترک کرنے سے نہوگا بلکہ دوسرے فرض اولی ترک کرنیسے
ہوگا امام ابو القاسم قشیری رح سے مین نے سُنا ہے کہ اِس مسئلہ مین فرماتے تھے کہ
نماز روزہ جو بندہ پر خدا تعالیٰ نے فرض کیا ہے بیشک اُسمین اُسکی بہتری ہے اور اِسلیے
اِن چیزونکا یقین کے ساتھہ طلب کرنا درست ہے اور ہماری راے مین بھی یہی ہے
اب مباحات اور نوافل ہی باقی رہے ہین انکو خوب سمجھہ لینا چاہیے کہ یہہ باریک باتین ہین
پس اگر کوئی شخص اِس دار محنت مین سب کامونکو خدا کے سپرد کردے تو ظن غالب
یہی ہے کہ اُسکے ساتھہ وہی معاملہ کیا جاوے جسمین اُسکی بہتری ہے اور بعضون نے
کہا ہے کہ جس کام کو خدا تعالیٰ کے سپرد کیا ہے اُسمین بہتری کے سوا کچھہ اور ہو ہی
نہین سکتا یعنی قطعاً بہتری ہوگی لیکن اِس سے یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جو معاملہ افضل ہے
وہ اُسکے ساتھہ کرنا خدا پر واجب ہے کیونکہ واجب ہونا کسی چیز کا خدا تعالےٰ
جل شانہ پر محال ہے کسی بندہ کیواسطے اُسپر کوئی چیز واجب نہین اور ہوسکتا ہے

کہ بندہ کے ساتھہ اصلح کام کرے اور افضل کام نکرے مثلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اور اُنکے سب اصحاب رض کو تمام رات ایک سفر مین آفتاب کے نکلنے تک سولا رکھا یہانتک کہ
صبح کی نماز قضا ہوگئی حالانکہ نماز سونے سے افضل تھی اور اگر بندہ کو تونگری اور نعمت
دیتا ہے اگرچہ اُسکے لئے فقیری بڑھکر ہے اور بچون اور عورتونکے ساتھہ مشغول کرتا ہے
حالانکہ عبادت کے لئے الگ ہنا بڑھکر ہے غرضکہ وہ اپنے بندونکے حال کو زیادہ جانتا
ہے اور اُسکی مثال یہہ ہے کہ کوئی طبیب حاذق ناصح بیمار کو جو کا پانی پینے کو فرماوے اگرچہ
سے شربت عمدہ ہے مگر مریض کے لئے مصلحت جو کے پانی مین ہے غرض یہی ہے
نہ بندہ ہلاک ہونے سے بچ جاوے یہہ غرض نہین کہ بندہ شرف پاکر ہلاک ہوجاوے +
اب جاننا چاہیئے کہ ہمارے علماء کے نزدیک یہہ ہے کہ جو شخص اپنا کام خدا کو سپرد کر دے
اگر اُسکے بعد وہ کام ... اپنے واسطے پسند کرے کہ خدا میرے لئے یہ کرے
تو لغو نہین ... اسواسطے پسند کرنے سے یہہ غرض ہے کہ اُسکی بہتری
دونون شقون مین ... افضل مین ہے مگر وہ خدا تعالی سے افضل کی طلب کرتا ہے
جیسا کہ کوئی مریض طبیب کو کہے کہ میری دوا شربت سے کرو جو کے پانی سے مت کرو کہ
میرے واسطے دونون مین شفا ہے تو ایسی بات کیون نہین کرتے کہ مجکو فضل اور بہتری
دونون حاصل ہون اسیطرح بندہ کو جائز ہے کہ خدا تعالی سے کہے کہ میری بہتری افضل
شق سے کرے تاکہ مجکو فضل اور صلاح دونون حاصل ہو جاوین لیکن یہہ تمنا اس شرط
سے جائز ہے کہ اگر خدا تعالی اسکی صلاح غیر افضل سے کرے تو اسپر بھی راضی رہے
اب رہا یہہ کہ بندہ کو کس سبب سے افضل کا اختیار کرنا درست ہے اور صلاح کا اختیار

درست نہین تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ اِن دونو مین یہہ فرق ہے کہ بندہ افضل اور مفضول کو
تو جانتا لیتا ہے مگر صلاح و فساد کو نہین جانتا اور یہہ جو جملہ ہے کہ افضل کا طلب کرنا جائز
ہے اِسکے یہہ معنی ہین کہ بندہ خدا تعالی سے پہلے آرزو کرے کہ میری صلاح افضل مین
کرے یہہ نہین کہ بندہ کو کسی امر مین اِن امور سے حکومت ہے خدا تعالی پر اسکو خوب
سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑے باریک علمون اور اسرار و غمین سے ہے اگر حاجت اطلاع
کی نہوتی تو مین ذکر بہی نکرتا اِسواسطیکہ مکاشفہ مین یہہ امر جا ملتا ہے اور اللہ توفیق
دینے والا ہے **تیسرا عارض قضا** ہے اور اُسکے اقسام کا نازل ہونا پس بندہ کو لازم
ہے کہ قضاء الہی پر راضی ہو دو وجہت سے اول یہہ کہ عبادت کے لئے دل فارغ
ہوجائے اِسواسطیکہ اگر قضاء الہی پر راضی نہوگا تو دل ہمیشہ غمگین رہیگا اور تمام عمر اِس
غم مین گذر جاویگی کہ یہہ بات کیون ہوئی اور یہہ کیون نہوئی اور کسواسطے یہہ امر ہوتا ہے
اور وہ کیون نہین ہوتا **شعر** جو علم غیب نہین ہے سوای عالم غیب * ہلاک جان مگر آج
فکر فردا مین * تو دل انہین باتو نمین مشغول ہوگا عبادت کیونکر کریگا کیونکہ ایک سے
زیادہ دوسرا دل نہین ہے اور اُسی ایک مین ترددات بھر رکھے ہین پس عبادت کی جگہہ
اور آخرت کی فکر کی جگہہ کہان رہی دوسرے یہہ کہ قضا پر راضی نہونے سے بڑا ڈر ہے
چنانچہ روایت کرتے ہین کہ ایک پیغمبر صلوات اللہ علی نبینا و علیہ پر کچھہ رنج پونہچا انہون نے
خدا تعالی سے اُسکی شکایت کی وحی آئی کہ مجکو خدائی سکہلاتے ہو جو مجہہ سے شکایت
کرتے ہو مین برائی اور شکایت والون مین سے نہین ہون تمہارا کام علم غیب مین
ایسا ہی ہونا تہا پہر میرے حکم پر کیون نہین راضی ہوتے کیا یہہ چاہتے ہو کہ تمہارے واسطے

سبب سے دنیا کو لوٹا دون یا لوح محفوظ بدل ڈالون تاکہ تمہارا چاہا ہوا اور میرے
چاہنے کے موافق نہوا اور جو تمکو اچہا اور بہتر معلوم ہو وہ ہوا کرے اور جسکو مین
اچہا جانون وہ نہووے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر دوبارہ ایسا خیال تمہارے
دلمین گذرا تو پیغمبری کا لباس اُتار کر دوزخ مین ڈالدونگا اور مجھے کچہہ پروا نہین
پس ذرا سوچنے کا مقام ہے اور اس بڑی شیاست اور ہولناک تہدید کو ایک نظر دیکہنا
چاہیئے کہ جب نبیون اور بزرگون کے ساتہہ مین یہہ حال ہو تو اور ونکے ساتھ
شکایت کیوقت کیا حال ہوگا اب رضا بالقضا کے معنی اور اُسکی حقیقت اور حکم کو جانا
چاہیے کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ رضا بالقضا کے معنی غصہ کا چہوڑنا ہے
اور غصہ کے یہہ معنی ہین کہ خدا تعالیٰ کے حکم سوا کو بہتر جانے نہ لئے اسکے کہ اپنی
صلاح اور فساد کو اُسمین یقینی جان لے مگر یہان یہہ اعتراض ہوتا ہے کہ شر اور گناہ
خدا کے حکم سے ہے پہر بندہ شر اور گناہ پر کیونکر راضی ہو اُسکا جواب یہہ ہے کہ رضا
جو کہ ضروری ہے قضا کے ساتہہ ہے اور شر کی قضا یعنی حکم الٰہی شر نہین ہے بلکہ
شر وہ چیز ہے جو حکم سے ہوئی ہے پس رضا بالقضا شر نہوئی اور اس امر کو خوب
سمجہانے کے لئے ہمارے بزرگون نے فرمایا ہے کہ جس چیز کے ہونیکے لئے
حکم الٰہی ہوتا ہے وہ چار طرح ہے نعمت اور سختی اور خیر اور شر نعمت مین ضروری
ہے کہ حکم کرنیوالے اور حکم اور جس چیز کے لئے حکم کیا ہے سب پر راضی ہووے
اور اُسپر شکر کرنا واجب ہے اِسواسطے کہ وہ نعمت ہے اور سختی مین بھی راضی ہونا حاکم
اور حکم اور مامور بہ پر ضروری ہے اور اُسپر صبر کرنا شدت ہونیکی جہت سے واجب ہے

اور خیر مین راضی ہونا حاکم اور حکم اور مامور بہ پر ضروری ہے اور اسمین یاد رکھنا
احسان کا ضرور ہے اسواسطےکہ وہ چیز بہتر تھی اور اسکے کرنے کی توفیق دی اور شر کی
صورتمین بہی راضی ہونا ضروری ہے حاکم اور حکم اور مامور بہ پر اسلئے کہ وہ حکم سے ہوئی
ہے اور راضی ہونا اس غرض سے نہین کہ وہ شر ہے اور اسمین پناہ مانگنی اور توبہ اور
استغفار ضروری ہے آب جاننا چاہیئے کہ راضی بقضا کو زیادتی کی طلب کرنی جائز ہے
بشرط خیر اور صلاح کے نہ برسبیل یقین اور حکم کے پس اگر بشرط خیر اور صلاح زیادہ مانگیگا
تو رضا کے مقام سے نہین نکلیگا بلکہ یہہ عین رضا کی دلیل ہے اسواسطےکہ جس
شخص کو کوئی چیز اچھی معلوم ہو اور اسپر راضی بہی ہو تو بیشک اسکو زیادہ طلب کریگا
چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب دودہ آتا تو فرماتے کہ یارب
ہمکو اسمین برکت دے اور اس سے زیادہ عنایت فرما اور دودہ کے سوا اور چیزون
مین فرماتے کہ ہمکو اس سے بہتر کوئی چیز عنایت فرما دونون جگہہ مین کوئی چیز حکم
سے راضی نہونے پر دلیل نہین ہے باقی رہی یہہ بات کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے مشیت ایزدی اور شرط خیر اور صلاح کی روایت نہین کی گئی تو اسکا حال
اسطرح پر ہے کہ سب کام دل سے علاقہ رکھتے ہین اور زبان صرف دل کی بات کے
بیان کے لئے ہے جب کوئی کام دل مین حاصل ہوا تو بیان ظاہری کا کچھہ اعتبار
نہین اسکو خوب سمجھہ لو اور اللہ توفیق دینے والا ہے چوتھا عارض سختیون اور
مصیبتون کے بیانمین اور چونکہ ان چیزون کا تدارک صبر سے ہوتا ہے اسلئے بندہ
کو ایسے موانع مین دو غرض سے صبر کی ضرورت ہے پہلی غرض یہہ کہ صبر کرنیسے

عبادت کر سکیگا اِسواسطے کہ سب عبادتونکا بنا رکار صبر اور تحمل مشقت پر ہے جو کوئی
صابر نہوگا تو حقیقت مین اُس سے کوئی عبادت نہوسکیگی کیونکہ جو کوئی خدا تعالی کی
عبادت کا ارادہ کرے اور اُسکے لئے سب طرحسے فارغ ہو اُسکو چار طرح کی مصیبتین
اور محنتین پیش آوینگی اور ہر ایک مین حاجت صبر کی ہے اول یہہ کہ کوئی ایسی عبادت
نہین جسمین مشقت نہو اِسواسطیکہ بجز مخالفت نفس کے جو کہ خوبیونکا مانع ہے عبادت نہین
ہوسکتی اور نفس کی مخالفت کرنی اور اُسپر صبر کرنا آدمی پر سب کامون سے سخت ہے
اور اِسی جہت سے بندہ کے لئے عبادت پر بہت ثواب اور ترغیبین واقع ہین دوسرے
یہہ کہ جب بندہ کوئی چیز مشقت سے کرے اُسکو احتیاط کرنی ضرور ہے تاکہ وہ خراب
نہو جائے اور عمل کی حفاظت پر صبر کرنا عمل پر صبر کرنے سے سخت ہے تیسرے یہہ
کہ دنیا محنت کا گہر ہے جو کوئی دنیا مین ہوگا اُسکو بلاؤن اور مصیبتون اور سختیون
سے کچھہ چارہ نہین ہے اور یہہ سختیان بہت قسمونکی ہونگی مثلاً مصیبت اہل و اقارب
اور یارون اور برادرونکی کہ اُنکے مرنے یا جدے ہونے کے سبب ہو اور مصیبت نفس
کی جیسے انواع مرض اور درد مین مبتلا ہونا اور مصیبت آبرو کی مثلاً لوگ برا کہین اور
خوار سمجھین اور غیبت کرین اور تہمت لگادین اور مصیبت مال کی کہ اُسکے نقصان ہونے
اور جاتے رہنے سے ہو اور اِن مصیبتون مین سے ہر ایک کا ایک نیا عذاب ہے اور بندہ
ہر ایک پر صبر کرنیکا محتاج ہے اگر صبر نکرے بلکہ فریاد اور واویلا کرے تو عبادت
سے رہجائیگا چوتھے یہہ کہ طالب آخرت کیواسطے بلا اور محنت بہت ہوتی ہے جو شخص
خدا سے نزدیک زیادہ ہوگا اُسکے واسطے دنیا کی مصیبتین زیادہ ہونگی اور بلائین

بھی سخت ہونگی چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے سخت
بلائین پیغمبرونپر ہین اسکے بعد اولیا پر اسکے پیچھے شہیدونپر اسکے بعد جو انکے پیچھے ہو
غرض جو کوئی ارادہ خیر کا کرے اور آخرت کے رستہ پر چلنے کو سب چیزون سے علیحدہ
ہو اسکو یہہ محنتین پیش آوینگی اگر انپر صبر نکیا اور انکی طرف التفات کی تو راہ سے
الگ ہو جاویگا اور عبادت سے محروم رہیگا فضیل عیاض رح سے روایت کرتے ہین کہ
انہون نے فرمایا ہے جو کوئی آخرت کی راہ مین قدم رکھنا چاہتے تو چار طرحکی
موت کو اختیار کرے مرگ سپید اور مرگ سیاہ اور مرگ سرخ اور مرگ سبز۔
موت سپید بھوک ہے اور موت سیاہ یہہ ہے کہ لوگ برا کہین اور موت سرخ
شیطان کی مخالفت کرنی اور موت سبز یہہ کہ ہر طرحکی بلائین پیش آوین دوسری
غرض جسکے سبب سے صبر کرنا ضروری ہے یہہ ہے کہ سب بھلائیان دنیا و آخرت
کی صبر ہی مین رکھی ہین مثلاً ایک یہہ ہے کہ سختیون سے نجات کا حاصل ہونا جیسا
کہ خدا تعالی نے فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ
حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو کوئی صبر کے ساتھ پرہیز گاری اختیار کرے خدا تعالے
اسکو سختیون سے باہر کر دیگا اور ایک یہہ ہے کہ دشمنونپر غالب آنا چنانچہ خدا تعالی
نے فرمایا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ یعنی صبر کر کیونکہ عاقبت متقیون
کیواسطے ہے اور ایک مطلب حاصل کرنا جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے وَ
تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا یعنی تیرے
پروردگار کا وعدہ بنی اسرائیل کے لئے پورا ہوا انکے صبر کے سبب سے اور ایک امامت

اور پیشوائی ہے جیسا کہ فرمایا ہے وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا
چونکہ انہون نے صبر کیا اسواسطے ہمنے انکو خلق کا امام بنایا کہ ہدایت کرین خلق کو
ہمارے حکم کی اور ایک حمد اور ثنا ہے اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ
یعنی ہمنے ایوب کو صابر پایا ایوب نیک بندہ ہے ہماری طرف پھرنیوالا اور ایک
بشارت ہے چنانچہ فرمایا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ یعنی خوشخبری دے ان لوگونکو جبکہ پہنچتی
ہے انپر مصیبت کہتے ہین وہ بیشک ہم واسطے اللہ کے ہین اور اسیکی کیطرف لوٹنے
والے ہین اور ایک خدا تعالی کیطرفسے دوستی جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ
الصّٰبِرِیْنَ یعنی خدا تعالی صبر کرنیوالونکو دوست رکھتا ہے اور ایک بہشت مین
بڑے درجے حاصل ہونے جیسا کہ فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا
انکو جزا دیجاویگی اونچے مکان اسواسطے کہ انہون نے صبر کیا اور ایک بزرگی
جیسے کہ فرمایا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ یعنی سلامتی تمپر ہو اس سبب سے کہ تمنے
صبر کیا اور ایک ثواب بے انتہا ہونا جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ
بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی دیا جائیگا صبر کرنیوالونکو بدلا بے حساب یہانسے خدا تعالے
کی عظمت اور غنا کو سمجھنا چاہیے کہ ایک ساعت کے صبر پر بندہ کو کتنی بھلائیاں دنیا
اور آخرت کی عنایت فرماتا ہے پس جب معلوم ہوا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی صبر ہی
پر منحصر ہے تو لازم ہے کہ اس خصلت کو عمدہ جانے اور اسکے حاصل کرنے مین بہت
کوشش کرے اللہ اپنی عنایت سے توفیق دینے والا ہے اب صبر کی حقیقت اور

اُسکا حکم سنو کہ لغت مین صبر کے معنی قید کے ہین یعنی روکنا اللہ تعالی فرماتا ہے
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ای احبس نفسک یعنی روک تو اپنے نفس کو اور مراد اِس جگہہ
روکنا نفس کو جزع سے یعنی فریاد و زاری کرنے سے اور ہمارے علماء کے
فرمانے کے موافق جزع کے یہہ معنی ہین کہ سختی مین اپنی عاجزی کا خیال کرے اور بعضون
نے کہا ہے کہ جزع کے معنی یہہ ہین کہ سختی سے چہوٹنے کا ارادہ خواہ مخواہ کرنا
پس صبر کے معنی اِس ارادہ کا چہوڑ دینا ہے اور صبر کرنیکی تدبیر یہہ ہے کہ یون خیال
کرے کہ تقدیر کی سختی کسیکے واویلا کرنے سے کم و زیادہ اور پس و پیش نہین ہو سکتی
پہر فریاد کرنے سے کیا فائدہ اور سب سے زیادہ بڑھکر علاج یہہ ہے کہ خدا تعالے
کے ثواب کو جو سختی کے مقابلہ مین وعدہ کیا ہے یاد کرے آب سالک کو لازم ہے
کہ اِن چارون عوارض کو دور کرکے اِس سخت گہاٹی کو قطع کرے نہین تو یہہ عوارض
مقصود تک نہ پہنچنے دینگے بلکہ عبادت کا خیال بہی دل مین آنے نہ دینگے اسواسطے کہ ہر ایک مین ایک نیا ہی شغل ہے اور اِن چارون
مین سخت اور دشوار رزق کا کام اور اُسکی تدبیر ہے کیونکہ یہہ ایسی بلا ہے کہ تمام
خلقت کو رنج مین ڈال رکہا ہے اور اُنکے دلونکو مشغول اور عمرونکو ضائع کر رکہا
ہے اور وہی باعث اُنکی سب بُرائیونکا ہے کہ خدا تعالی کی خدمت اور اُسکی درگاہ سے
باز رکہکر دنیا کے کام اور مخلوقات کی چاکری مین مصروف کیا ہے یہانتک کہ
وے بیچارے اِسکی بدولت دنیا مین غفلت اور ظلم اور رنج اور ذلت کے ساتہہ عمر بسر
کرگئے اور آخرت مین نادم اور مفلس رہے اور حساب اور عذاب انکے سامنے آیا ہے
عمر گرانمایہ درین صرف شد ✤ تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا ✤ ای شکم خیرہ بنانی

باز + تانگنی پشت بخدمت دوتا + غور کی جاوے کہ کتنی آیتین رزق کے باب مین
خداتعالی نے نازل کین اور کتنی جگہہ اسکا وعدہ فرمایا اور ضامن ہوا اور قسم کہائی
اور اولیا راور انبیا اور علما ہمیشہ لوگونکو یہی نصیحت کرتے رہے ہین کہ رزق کے
باب مین خدا پر توکل کرنا چاہیئے لیکن باوجود ان سب امور کے لوگ اس سے باز نہین
آتے اور خداتعالی کے وعدہ پر دلکو مطمئن نہین کرتے اسکا سبب یہی ہے کہ خداتعالی
کی صنعتون اور اسکے کلام پاک اور اسکے رسول پاک کے کلام مین فکر نہین کرتے
بلکہ شیطان اور جاہلون کے کہنے پر دہیان کرتے ہین یہانتک کہ شیطان نے انپر
غلبہ پالیا ہے اور جاہلونکی عادتین اور رسمین انکے دلونمین جگہہ پکڑ گئی ہین کہ اونکے دل
ضعیف ہوگئے اور یقین سست ہوگئے اور جو لوگ کہ صاحبان بصیرت و مردان مجاہدہ
ہین جسوقت انہون نے آسمانی سببون اور طریقونکو دریافت کیا تو زمینی سبب کے اسباب
پر کچہہ التفات نکیا اور اللہ ہی کے ہورہے اور شیطان کے وسواس اور خلقت اور
نفس کیطرف توجہ نکی اور اگر شیطان یا نفس یا آدمی نے انکو وسوسہ کیا بہی تو
اسکے دفع کرنے اور مخالفت مین بمشقت تمام مصروف ہوئے اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
شیطان تو انسے نا امید ہوا اور خلقت نے ان سے منہ پہیر لیا اور نفس فرمانبردار
ہوگیا اور خود انکا حال مستقیم ہوگیا چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم نے ارادہ کیا کہ
بے سامان اور بغیر کسی ساتہی کے جنگل مین جاؤن شیطان نے انکو بہکایا کہ یہ جنگل
بڑا اجاڑ ہے اور تیرے ساتہ کہانے پینے کا سامان نہین تباہ ہوجاویگا ابراہیم
نے نفس پر عزم کیا کہ اس جنگل مین بے سامان ہی جاؤنگا اور ہر میل کے نیچے ہزار

رکعت نماز کی ادا کرونگا اور جیسا ارادہ کیا ویسا ہی کیا اور بارہ برس تک اِس
جنگل مین رہے یہانتک کہ بیان کرتے ہین کہ ہارون رشید نے جبکہ حج کیا تہا اُس سفر
مین ابراہیم کو دیکہا کہ ایک میل پر نماز ادا کرتے ہین پاس آکر کہا کہ ای ابا اسحاق
کیا حال ہے ابراہیم نے یہ قطعہ پڑہا قطعہ بگاڑا دین کو اپنے کہین دنیا ہی بچائے ‡
نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے ‡ عجب نعمت ملے اُسکو کہ جو رب کا بنے
عاشق ‡ اور اُسکی ہی توقع پر یہ دنیا اُس سے چُہٹ جائے ‡ ایک صالح نے اپنا حال
بیانکیا کہ مین ایک جنگل مین تہا شیطان نے میرے جی مین وسوسہ ڈالا تو اکیلا آدمی اور تو
ہے اور یہ جنگل ٹہیلا ہے نہ کہین اسمین آبادی نہ کوئی اُسمین آدمی ہے مین نے
اپنے نفس پر قصد کیا کہ جنگل کو اِسیطرح جاؤنگا اور رستہ چہوڑ دونگا تاکہ خدا تعالی
کے سوا مجکو کوئی نہ دیکہے اور نہ کوئی چیز دیوے اور مین کچہہ نہ کہاؤنگا جبتک میرے
منہہ مین گہی اور شہد نہ ڈالینگے یہہ ارادہ کرکے نئے راہ ہوکر چلدیا مین چلا جاتا تہا
کہ ایک قافلہ کو دیکہا رستہ بہولے ہوئے ہین مین زمین پر لیٹ گیا اِس خیال سے کہ
وہ قافلہ مجکو نہ دیکہے مگر خدا تعالے نے اُنکو مجہہ تک پہنچا دیا یہانتک کہ اُنہون نے مجکو
دیکہہ لیا مین نے آنکہین بند کرلین اُنہون نے میرے پاس آکر کہا کہ یہہ بیچارہ راستہ
بہولا ہوا ہے بہوک پیاس کے سبب سے بیہوش ہوگیا ہے شہد اور گہی لاکر اُسکے منہ مین
ڈالو جب شہد اور گہی لاکر میرے منہ مین ڈالنا چاہا تو مین نے دانت بند کرلئے اُنہون نے
چہری منگائی تاکہ میرا منہ کہولین اِسپر مجہی ہنسی آگئی اُنہون نے کہا کہ تو دیوانہ ہے
مین نے کہا کہ نہین الحمد للہ کہ ہوشیار ہون اور کچہہ اپنا قصہ اُن سے بیانکیا۔ اور

ہمارے بزرگون مین سے کسی نے کہا ہے کہ طالب علمی کے دنونمین ایک مسجد مین
ٹھہرا اگر مین اگلے بزرگون کی طرح سے تنہا اور نہ ملے توشہ تہا شیطان نے مجکو وسوسہ
ڈالا اور کہا یہہ مسجد لوگونسے دور ہے یہانسے اٹھہ اور ایسی مسجد مین ٹھہر جو آبادی
کے بیچمین ہو تاکہ لوگ دیکہکر تیرے کہانے پینے کی خبر لین مین نے کہا کہ خدا کی قسم
مین اسجگہہ کے سوا کہین نہین ہونگا اور حلوا بادام کے سوا کچہہ نہ کہاؤنگا اسطرح
کہ لقمہ کوئی میرے منہہ مین دیوے عشا کی نماز ادا کرکے مین نے مسجد کا دروازہ بند
کرلیا جب تہوڑی رات گذری تو کسی نے دروازہ پر دستک دی مین نے کچہہ جواب نہ دیا
جب بہت کہٹ کہٹایا تو مین نے دروازہ کہولا دیکہا تو ایک بڑہیا ہے اسکے ایک
ہاتہہ مین طباق ہے اور ایک ہاتہہ مین چراغ اور اسکے ساتہہ مین ایک لڑکا ہے حلوے
کا طباق میرے سامنے رکہکر کہا کہ یہ بادام کا حلوا مین نے اپنے لڑکے کے لئے
طیار کیا تہا جسوقت اوسنے کہانے کا ارادہ کیا تو ہمارے درمیان کچہہ تکرار ہوئی
یہانتک کہ اوسنے قسم کہائی کہ مین یہ حلوا نکہاونگا مگر کسی مسافر کے ساتہہ وہ بڑہیا
ایک لقمہ میرے منہ مین دیتی تہی اور ایک اپنے لڑکے کے منہہ مین پس جب کوئی صالح
ان باتونپر خیال کرے کہ نفس کے ساتہہ کسطرح مجاہدہ کیا اور شیطان سے کسطرح
مخالفت کی تو اسکو تین فائدے حاصل ہون ایک یہہ کہ معلوم ہوجاوے کہ جتنا رزق
تقدیر مین لکہا گیا ہے ہرگز فوت نہوگا دوسرے یہہ کہ رزق کے بابمین توکل کرنا
بڑا کام ہے اسواسطیکہ شیطان کو رزق مین بڑے وسوسے ہین یہانتک کہ ایسے
بزرگونکو اس سے چہٹی نہین ہوئی اور باوجود اتنی ریاضتون اور مجاہدون کے

شیطان اُنسے نا امید نہین ہوا اور اُسکے دفع کرنیکے لئے اُنکو ان جھگڑون تک نوبت پونہچی یا در ہے کہ اگر کوئی ستر برس تک نفس اور شیطان کے ساتہ مجاہدہ کرے تو بہی اُنسے بیخوف نہین ہو سکتا اِسواسطیکہ جب فرصت پائینگے اُسکو مبتدی کیطرح سے وسوسے ڈالینگے بلکہ ایسے غافل کیطرح جسنے کہ اُسنے کبہی عبادت نہین کی ہے اور اگر کسی طرح پر اُسپر غالب آ جائین تو اُسکو اِسطرح فضیحت اور ہلاک کرین جیسا مغرور اور غافل کو کرتے ہین نتیجہ اسکا یہہ کہ اُسکو معلوم ہو جاوے کہ نفس کی کوشش اور مجاہدہ کے کام تمام نہین ہوتا اِسواسطیکہ بزرگان سلف بہی اِسی گوشت اور پوست اور خون اور تن اور روح سے بنے ہوئے تھے بلکہ ہماری نسبت تن مین بہت ضعیف اور بدن مین پتلے تھے مگر اُنکو دین کے کام مین علم کی قوت اور نور یقین اور ہمت بہت بڑہی تہی یہانتک کہ ایسے ایسے مجاہدے کئے اور ان مقامون مین جیسا چاہئے ویسا قیام کیا پس ہمکو بہی اپنے نفس کا خیال چاہئے اور اِس درد کی اِسیطرح دوا کرنی ضروری ہے تاکہ چھٹی ہو جاوے تنبیہ اُن نکتون کے بیان مین جو عوارض سے متعلق ہین یعنی توکل اور تفویض اور رضا اور صبر ان چارون چیزون مین کچہہ باریک باتین لکھتا ہون خوب ہوشیار ہوکر سنو اور اُنپر عمل کرو اللہ اپنے فضل سے توفیق دینے والا ہے پس توکل کے بابمین چار باریک باتین ہین اول یہہ کہ بندہ اِسبات کو سمجھے کہ خداتعالی نے میرے رزق کا اقرار کیا ہے اور اپنی کتاب مین اُسکا ضامن ہوا ہے اگر مثلاً کوئی بادشاہ دنیا کا کسیسے وعدہ کرے کہ مین آجکی رات تجکو مہمان رکہونگا یا افطار کراؤنگا تو اُس شخص کو یقین ہوگا کہ بادشاہ سچا ہے جہوٹ نہین کہتا ہے اپنا وعدہ خلاف

نہین کریگا یا مثلاً کوئی بازاری یا جہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اور کوئی وعدہ ضیافت کا کرے تو اُسکے وعدہ پر اعتماد ہوجاویگا اور اُسکے کہنے پر دلکو قرار ہوگا اور اُس رات کو کہانیکا فکر نکریگا پہر کیا سبب ہے کہ بندہ خداتعالیٰ کے وعدہ پر اعتماد نہین کرتا اور اُسکے فرمانے پر دلکو ثابت نہین رکہتا اور اُسکی قسم کو مضبوط نہین سمجھتا بلکہ رزق کے پہونچنے مین پریشان خاطر رہتا ہے یہہ کیسی فضیحت اور مصیبت ہے علاوہ ازین رزق کے بابمین شک کرنے سے ایمان مین خلل پڑتا ہے اسی سبب سے خداتعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ؁ یعنی خدا پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو دوسرا نکتہ یہہ ہے کہ تو سمجھے کہ رزق ازل سے تقسیم کردیا ہے اور خداتعالیٰ کی تقسیم بدل نہین سکتی پہر بند وبست اور طلب سے سواے دنیا کی خواری ذلت کے اور آخرت کے نقصان اور شدت کے کیا فائدہ ہے ؎ گر تو نستانی بیاید بر درت ✤ ور تو بستانی دہد در دسرت ✤ اِسی سبب سے رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ہر دانہ اور خرما کی گُٹھلی پر لکہا ہوا ہے کہ یہہ فلان ابن فلان کے لئے ہے پس حریص کو زحمت کے سوا حرص کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہمارے مرشد کا قول ہے کہ جس دانہ کو تقدیر مین لکھدیا ہے کہ فلانے کے دانت اِسکو چبا وینگے اُسکو دوسرے کے دانت نہین چبا سکتے تو بندہ کو چاہیئے کہ اپنا رزق بیٹہکر عزت سے کہاوے اور بیفائدہ ذلت نہ اُٹہاوے کہ دین و دنیا کا نقصان ہے اور واقع مین یہہ بات بڑے کام کی ہے تیسرا نکتہ یہہ ہے کہ اُنہین کا ارشاد ہے کہ مجکو توکل کرنے مین جس چیز نے نفع دیا ہے وہ یہہ ہے کہ مین نے اپنے دلمین کہا کہ رزق

زندگی کے کام کا ہے مردہ کے کس کام مین آویگا اور زندگی بندہ کی خدا تعالی
کے خزانہ اور اُسکے اختیار مین ہے خواہ رزق دیوے یا ندیوے پس میری سعی کرنے
سے کیا حاصل ہے یہہ نکتہ بھی تحقیق والونکے لئے بہت لطیف اور کافی ہے چوتھا
نکتہ یہہ کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ خدا تعالی بندہ کے رزق کا ضامن ہوگیا ہے
اور یہہ رزق مضمون بندہ کی غذا اور اُسکے قوام کا سبب ہے خواہ کہانے پینے کے
باعث ہو یا بغیر کہانے کے حاصل ہو سپر کچہہ التفات نہین اسواسطیکہ خدا تعالی
اُسکو بیشک اتنی روزی دیگا کہ جسکے سبب سے عبادت کر سکے اور غرض بھی رزق سے
اتنی ہی ہے اور خدا تعالی کو قدرت ہے اگر چاہے بندہ کی اصل کہانے پینے کے
سبب سے قائم رکھے چاہے مٹی اور خاک سے قائم رکھے یا تسبیح اور تہلیل کے ساتھ
مثل فرشتونکے قائم رکھے اور ہو سکتا ہے کہ بغیر ان سب باتونکے قائم رکھے اور غرض
بندہ کی عبادت کیواسطے قوام اور قوت ہے کہانا پینا مطلوب نہین اسی سبب سے
زاہدونکو ایسے ایسے سیر و سفر طویل کی قوت ہوئی ہے اور دنون اور راتون کو کچہہ کہانا
پیا نہین یہانتک کہ بعضونے دس دن تک کچہہ نہین کہایا ہے اور بعضونے ریت
کہاکر عبادت کی ہے چنانچہ سفیان ثوری سے روایت کرتے ہین کہ مکہ کے راستے
مین اُنکے پاس خرچ ہولیا پندرہ دن تک ریت کہائی اور ابو معاویہ کہتے ہین کہ مین نے
ابراہیم ادہم کو دیکہا اُنہون نے بیس دن تک مٹی کہائی مین کہتا ہون کہ بات
سے تعجب کرو کیونکہ خدا تعالے قادر ہے جو چاہے سو کرے دیکہو تو بہتیرے لوگ
مہینے بہر تک نہین کہاتے اور زندہ رہتے ہین حالانکہ بیمار آدمی صحیح سے بہت ضعیف

ہوتا ہے اور جو لوگ بہوکہہ سے مرجاتے ہین اُسکا سبب یہہ ہے کہ اُنکی عمر تمام ہوجاتی
ہے جیسے کوئی بہت کہانے سے مرجاتا ہے ابوسعید خرّاز کہتے ہین کہ میرا حال خدا
تعالے کے ساتھہ یہہ تہا کہ مجکو تین دن کے بعد کہانا ملتا تہا اتفاقاً ایک دن مین ایک
جنگل مین تہا کہ تین دن گذر گئے اور کہانا نملا کمزور ہوکر ایک جگہہ بیٹھہ رہا غیب سے
مین نے آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے ابا سعید کیا چاہتا ہے غذا یا طاقت مین نے
سوچا کہ غذا طاقت ہی کے لئے ہوتی ہے جب طاقت عنایت ہوتی ہے تو پہر سعی کیا
کرونگا مین نے کہا کہ طاقت چاہتا ہون اُسیوقت اُٹھکر چلدیا بارہ دن تک اگرچہ کہانا
کہایا اور مجہہ مین کچہہ سستی نہ تہی غرض یہہ کہ جب بندہ متوکل دیکہے کہ خدا تعالی نے
اسباب رزق اس سے روک لئے ہین تو یقین کرلیوے کہ خدا تعالی کی یہہ مرضی ہے
کہ اسے بے سبب طاقت دیوے جیسے فرشتونکو دیتا ہے اور چاہیئے کہ اس بات سے تنگ نہو
اور بہت شکر کرے کیونکہ جو اصل غرض تہی وہ عنایت کردی اور بکہیڑا اور پیچ کا قصہ
دور کردیا اور عادت کے علاقے اُس سے دفع کئے اور اُسکے لئے اپنی قدرت کا طریقہ
ظاہر کیا اور اُسکا حال فرشتونکا سا کیا اور ایسی بزرگی اُسکو عطا فرماکر جانورون اور
عام لوگون سے ممتاز فرمایا اِسکو خوب غور کرو کہ یہہ بڑی اصل ہے اور اسمین بڑا
نفع ہے ہرچند جو کچہہ مین نے توکل کے بیان مین لکہا ہے بہت ہی تہوڑا ہے
پہر بہی اِس کتاب کی لیاقت سے بیان زائد ہوگیا ہے اِسواسطے کہ عبادت کے
کام مین بڑا کام توکل ہے بلکہ دین و دنیا کے کام کا مدار اِسی پر ہے پس جس
کسیکو عبادت کرنے کی ہمت ہو اُسکو چاہیئے کہ توکل پر اپنا تکیہ کرے اور اُسکا

حق ادا کرے نہین تو ہرگز مطلب تک نہ پونہچیگا کیونکہ اُسکے بغیر کوئی چارہ نہین ہے
سے عبادت مین ترقی جز توکل کے نہین ممکن + توکل نردبان ہے یعنی اس بام
عبادات کا اور تفویض کے باب مین دو اصل ہین پہلی اصل یہہ ہے کہ معاملات
مین مختار اُنہین کو کیا کرتے ہین جو ظاہر و باطن اور حال و مآل کی چیزون سے اوس
معاملہ مین واقف ہون نہین تو یہہ ڈر ہے کہ انجام کار کچہہ خرابی نہو جاے مثلاً اگر ایک
اشرفی کو یا بچہ گنوار کو دو کہ اِسکو پرکھہ دے تو اِسمین یہہ خوف ہے کہ اگر وہ کہوٹی کو
اچہی بتلا دیگا اور اُسکے کہنے کا اعتبار کیا جاویگا تو نقصان ہوگا لیکن اگر کسی صراف
کو دو تو البتہ بتلا دیگا کیونکہ وہ پرکھنا جانتا ہے اور ایسا علم کہ سب کامون کو
جمیع وجوہ سے محیط ہو سواے خدا تعالی کے کسیکو نہین پس کوئی شخص مستحق نہین ہے
کہ کسی کام مین مختار ہو حکایت کرتے ہین کہ ایک صالح کو خدا تعالی نے ارشاد
فرمایا کہ مانگ جو مانگے گا وہی پاویگا عرض کیا کہ خداوندا تو سب چیز کا عالم ہے اور
مین سب چیز سے جاہل ہون مین کیا جانون کہ مجکو کیا چیز مانگنی چاہیئے میرے لئے
جو مناسب ہو تو وہ ہی عنایت فرما ہے این بندہ چہ داند کہ چہ میباید خواست +
داننده توئی ہر انچہ بہتر آن دہ + دوسری اصل یہہ ہے کہ اگر کوئی آدمی مجکو کہے
کہ مین تیرے سب کامونکی تدبیر کرونگا اور جیسا چاہیئے ویسا ہی اُسکے ساتھہ محنت
کرونگا سب کام مجکو حوالے کردے اور جا تو اپنے ضروری کام مین مصروف ہو اور
وہ شخص تیرے نزدیک سب سے زیادہ عالم اور مشفق اور راست گو سچا ہے تو تو اُسکے قول
کا اعتبار کر لیگا اور اُسکے کہنے کو بڑی نعمت سمجھیگا اور سب کام اُسکے سپرد کریگا

اور ہر حال مین اوسکا شکر ادا کریگا اور اگر وہ کوئی کام تیرے نفس کے مخالف کریگا
تو اسکو برا نسمجھیگا بلکہ کہیگا کہ وہ میرے حال سے مجھ سے زیادہ واقف ہے
اسواسطے اسمین کوئی فائدہ ضرور ہوگا جو اسنے میرے واسطے اختیار کیا
ہے پہر کیا سبب ہے کہ تو اپنے کامونکو خدا تعالی کے سپرد نہین کرتا حالانکہ
وہ آسمان اور زمینونکی تدبیر کرنیوالا ہے اور سب عالمون سے زیادہ عالم ہے اور
سب سے زیادہ قدرت والا ہے اور سب سے زیادہ مہربان ہے تاکہ وہ اپنے کمال تدبیر
سے جو تیرے حق مین مفید ہو اُسکو اختیار کرے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ اُسکی
حکمت تجکو نہ معلوم ہو تو اسپر راضی رہ کہ تیرے واسطے خیر اور صلاح ہے ع
انچہ از دوست میرسد نیکوست * اور راضی ہونا قضا پر اسمین بہی ایسی دو اصل کافی
ہین کہ اُنسے اور زیادہ نہین پہلی اصل یہہ ہے کہ بندہ یہ معلوم کرے کہ رضا مین فائدہ
حال اور مآل کا ہے حال کا فائدہ یہہ کہ دل کا فارغ ہونا اور بیفائدہ کے غم
سے بچنا جیسا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ کو فرمایا کہ اپنا غم کم کر کیونکہ
جو تقدیر کا لکہا ہے پہونچیگا اور جو تیرا رزق نہین ہے وہ تیرے پاس نہ آویگا
ع کارساز ما بفکر کار ما * فکر ما در کار ما آزار ما * اور مآل کا فائدہ یہہ ہے
کہ ثواب خدا تعالی کا اور اُسکی رضامندی ہے جیسا فرمایا خدا تعالی نے رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یعنی خدا اُن سے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے
دوسری اصل یہہ ہے کہ نافرمانی اور غصہ مین یعنی اگر رضا بقضا نہو تو اوسمین
خوف نقصان عظیم اور کفر اور نفاق کا ہے اس آیۃ شریف کے معنی مین تامل کرو کہ فرماتا ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

ترجمہ قسم ہے تیرے رب کی کہ وہ مومن نہونگے جبتک فیصلہ نچاہین اُس باتمین جو
جھگڑا ہوا اُنکے آپس مین پہر نپاوین اپنے دلونمین تنگی اُس سے جو تو نے فیصلہ
کردیا اور مان لین بخوبی مان لینا پس دیکہو کہ قسم کے ساتھہ ایمان کی نفی فرمائی ہے
اُن لوگونسے جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر راضی نہین پس جو خدا تعالی
کے حکم پر راضی نہوگا اُسکا کیا حال ہوگا اور ایک حدیث قدسی مین ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے
جو کوئی میرے حکم سے راضی نہو اور میری بلا پر صبر نکرے اور میری نعمتونپر شکر نکرے
اُسکو کہدو کہ وہ میرے سوا اور خدا ڈہونڈہ لے یعنی چونکہ یہہ ہمارے حکم سے راضی
نہین ہے تو یہہ نچاہتا ہوگا کہ مین اُسکا پروردگار رہون پس چاہیے کہ دوسرا خدا
اختیار کرے جسکے ساتھہ راضی ہو یہہ انتہا درجہ کی تہدید اور وعید ہے اور اسی
حدیث شریف کا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہے رباعی بجز رضا بقضائی خدا نمی شاید +
بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید + ازانکہ رفت قلم سرمکش وگرنہ بیا + برون رو از خطا و
کر ترا نمی شاید + اور صبر کا حال یہہ ہے کہ وہ ایک دوا تلخ ہے کہ اُسکا پینا
طبیعت کو نہین بہاتا اور ایسا شربت ہے کہ نفس پر نہایت ناگوار ہے مگر مبارک
ہے کیونکہ سب نفعونکا کہینچنے والا ہے اور سب ضررونکو دور کرنیوالا پس جسکی دوا
ہو عقلمند کو چاہیے کہ اُسکے پینے کے لئے نفس پر جبر کرے اور اُسکی تلخی پر صبر کرے
کیونکہ ایک ساعت کی تلخی کے سبب سے ایک برس بلکہ زیادہ کا آرام حاصل ہوگا

اب صبر کے منافع کو سُننا چاہیئے کہ صبر چار طرح پر ہے عبادت مین صبر کرنا اور گناہون سے صبر کرنا اور دنیا کی زیادتی سے صبر کرنا اور محنتون اور مصیبتون پر صبر کرنا پس جو کوئی صبر کی تلخی پر ان چار جگہہ مین تحمل کریگا تو اُسکو بہت عبادت اور استقامت حاصل ہوگی اور عاقبت مین بہت ثواب ملیگا اور گناہون مین گرفتار ہونے سے محفوظ رہیگا اور اُسکی بلاؤن سے دنیا مین اور عذاب سے آخرت مین نجات پاویگا اور جو ضرر کہ صبر کرنے سے دفع ہوتے ہین وہ یہ ہین کہ دنیا مین واویلا کرنے اور اُسکی سختیون سے بچ جاتے ہین اور آخرت مین اُسکے عذاب سے نجات پاتے ہین پس جو کوئی صبر کرنے سے عاجز ہوا اور واویلا کرے تو اُسکے سب نفع جاتے رہینگے اور سب ضرر اُسکو لاحق ہونگے اسواسطے کہ جو کوئی مشقت طاعت پر صبر نکریگا تو اُس سے کسطرح طاعت ہوگی اور جو عبادت کی حفاظت کرنیمین صبر نکریگا اُسکی سب طاعت گم ہوجاویگی اور جو عبادت کی ہمیشگی پر صبر نکریگا بزرگ اور بلند مرتبہ کو نہ پہنچیگا اور اُسکو استقامت کا درجہ حاصل نہوگا اور جو گناہ سے نہ بچیگا وہ گناہ مین گرفتار ہوگا اور جو فضول دنیا سے صبر نکریگا وہ اُسکے حاصل کرنے مین مصروف ہوگا اور جو کوئی مصیبت پر صبر نکریگا اُسکو صبر کا ثواب نملیگا غرض اُسکو دو مصیبتین ہونگی ایک تو صبر کے ثواب کا فوت ہوجانا دوسرے اُس چیز کا نملنا اور کہتے ہین کہ صبر کے ثواب سے محروم ہونا مصیبت سے زیادہ سخت ہے فائدہ مترجم کہتا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَنْ لَا صَبْرَ لَهُ لَا اِیْمَانَ لَهُ یعنی جسکو صبر نہوا اُسکو ایمان نہین پس اُس سے یاد اور کوئی ایسا صبر سے بیزار ہوا خیال مین آتا ہے کہ اُس سے تو اصل ایمان ہی ہاتھ سے جاتا ہے نعوذ باللہ منہا

حضرت امیر المومنین علیؑ نے ایک آدمی کی تعزیت کی اور فرمایا جو کچھ کہ تقدیر مین تہا وہ ہوا اگر صبر کریگا
تو ثواب ملیگا اور اگر فریاد کریگا تو وہی ہوگا جو تقدیر مین ہے اور عذاب ہوگا آب
اِس تقریر کا حال سُن لینا چاہیئے کہ علائق کا قطع کرنا اور اُن چیزونکا چھوڑنا جن سے
وابستگی ہوگئی ہے اور خدا تعالی پر توکل کی جہت سے اپنی عادت کو چھوڑ دینا اور
کامونکی تدبیر ترک کرکے خدا تعالی کو سپرد کرنا اور احکام الہی پر راضی ہونا اور
بلاؤن پر صبر کرنا اور نفس کو نافرمانی سے روکنا بڑا سخت علاج ہے اور دشوار کام اور
بہاری بوجہ ہے لیکن بڑا سیدہا ہے اور اُسکا انجام محمود ہے مثلاً کسی شخص کے
باپ نے جوکہ مہربان اور غنی ہے آنکھونکے درد کے سبب اپنے عزیز بیٹے کو خرما کہانے
سے منع کیا اور سخت مزاج معلم کو سپرد کیا اور حجام کے پاس حجامت یعنی خون
نکلوانے کو لیگیا تو ان باتونکا سبب کیا بخل جانوگے نہین نہین حقیقت مین یہ
ہرگز نہین کیونکہ جب وہ غیرونکے ساتہ سلوک کرتا ہے اور انکو لیتا دیتا ہے اپنے
پیارے بیٹے سے کیون بخل کریگا لیکن جب اُسنے معلوم کیا کہ اِس تہوڑے سے رنج
مین اُسکا بہت سا نفع اور بہتری ہوتی ہے اِس سبب سے اُسکے ساتہ یہ معاملہ کیا غرض
یہہ کہ جسوقت خدا تعالی بندہ کو سختی مین مبتلا کرے تو یقین کرے کہ وہ اُسکے امتحان
کا محتاج نہین بلکہ وہ مشفق اور رحیم ہے اُن سختیونمین جو مبتلا کیا ہے تو بندہ کی بہتری
کے لئے مبتلا کیا ہے جو اُسکو معلوم نہین ہے اور جس وقت کہ خدا تعالی اُسکو ایک
روٹی یا ایک روپیہ نہ دیوے تو یقین جان لے کہ وہ ہر ایک چیز دیسکتا ہے بندہ
کا حال اُسکو خوب معلوم ہے وہ ہر شے کا مالک اور اُسکے پہنچانے کی قدرت رکہنے

ہے کسیطرح سے عاجز اور بخیل نہین ہے حقیقت مین جو اُسنے روکا ہے تو کوئی
خیر یا صلاح بندہ کی ہوگی اِسی سبب سے انبیا اور اولیا اور اصفیا کو بلا زیادہ پونہچتی
ہے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی قوم کو خدا تعالے
دوست بناتا ہے تو اُنکو بلا مین مبتلا کر دیتا ہے پس جبکہ کسیکو یہہ معلوم ہو کہ خدا تعالے
نے دنیا کو مجھ سے باز رکھا ہے اور سختیونمین مبتلا کیا ہے تو جانے کہ اُسکے پاس میری
عزت حاصل ہو گئی ہے کیونکہ جو اپنے دوستونکے ساتھہ معاملہ کیا ہے وہی میرے
ساتھہ کرنا چاہتا ہے ۔ حاصل یہہ کہ جب سالک نے جان لیا کہ خدا تعالے رزق کا
ضامن ہو گیا ہے تو اُسپر توکل کرے اور سب تعلق چھوڑ دے اِسواسطے کہ علاقے
کچھ مفید نہین رزق کا پونہچانیوالا وہ خود ہے اور کامونکی تدبیرونکو بھی چھوڑ دے
اور خدا تعالی مدبر آسمانون اور زمینون کے سپرد کرے اور اسیطرح سے اُسکے حکم پر
راضی ہووے اور مصیبت کیوقت صبر کرے اگر عبادت کرنیکی ہمت ہے جب یہہ سب
باتین عمل مین لاوے تو پھر چارون عوارض اپنے نفس سے دور کر ڈالے اور متوکلون اور
صابرون اور مفوضون اور راضیونمین داخل اور شامل ہوا اور دنیا مین راحت و آرام
اور آخرت مین ثواب حاصل ہوا اور دین و دنیا کی بھلائی ملی اور عبادت کا راستہ مستقیم
ہو گیا اور اِس گھاٹی کو جو کہ سخت اور دشوار ہے قطع کر چکا اور اللہ توفیق دینیوالا ہے
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٭

فصل پانچوین بواعث کی گھاٹی کا بیان

جس وقت سالک کا راستہ سیدھا ہو گیا اور موانع اٹھہ گئے اور عوارض دور ہو گئے

تو بغیر خوف اور رجا کے عبادت کا راستہ میسر نہین ہو سکتا خوف کا ہونا دو چیزون
کے سبب سے واجب ہے اول یہہ کہ خوف کے سبب سے گناہون سے بچیگا اسواسطے کہ
نفس ہر وقت گناہون پر اصرار کرتا ہے اور برائیون اور فتنون کیطرف رغبت دلاتا
ہے اور اسکا باز آنا خوف کے سوا نہین ہو سکتا یعنی ہمیشہ اُسکو تازیانہ خوف کے
لگاتا رہے خواہ قولاً ہو یا فعلاً ہو یا فکراً جیسا بعضے بزرگون کے حالین بیان کرتے
ہین کہ اُنکے نفس نے گناہ کرنے کی خواہش کی وہ باہر چلے گئے اور بدن سے کپڑا
نکالکر گرم ریت مین پڑے اور کہا کہ اے نفس رات کے مردار اور دن کے بیکار اسکا
مزا چکھہ اور سمجھہ کہ دوزخ کی آگ اس سے نہایت سخت ہے دوسرا سبب خوف
کا یہہ ہے کہ طاعت اور عبادت مین عجب نکرے کیونکہ عجب سے ہلاک ہو جاتا ہے
پس آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے نفس کی مذمت اور عیب کیا کرے جیسا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اگر مجکو اور میرے
بہائی عیسی کو پرسش کرین ان دو کے حال سے اور اشارہ اپنی دونون انگلین
کیطرف کیا تو ہمکو ایسا عذاب ہو کہ کسی پر نہوا ہوا اور حسن بصری رح سے روایت
کرتے ہین وہ فرماتے تھے کیونکر کوئی بیخوف ہو جاوے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ
کوئی گناہ اسنے کیا ہو اور اسکے سبب سے توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہو اور اسکو
معلوم نہوا ہو وہ بیفائدہ عمل کرتا ہو اور رنج اٹھاتا ہو ابن سماک رح اپنے نفس کو
غصہ ہوتے اور کہتے کہ اے نفس تو باتین زاہدون کی سی کرتا ہے اور عمل منافقون
کے سے اور اسپر بہشت کی طمع رکھتا ہے یہہ نہین ہو سکتا بہشت اور وسکے لیے

اور اُنکے عمل بھی تیرے عملونکے سوا ہین پس اگر کوئی شخص اسطرح کی باتین اپنے
نفس سے کہتا رہے اور مکرر اور سہ کرر کیا کرے تو اُسکا نفس طاعت مین عجب و تکبر سے
اور گناہ مین گرفتار نہو اور رجا کے ضروری ہونیکے بھی دو سبب ہین پہلا سبب یہہ
ہے کہ عبادت کا باعث ہو اِسواسطیکہ نفس کو عبادت کرنی دشوار ہے اور شیطان
عبادت کرنیکو مانع ہے اور ہوای نفس اسکے خلاف پر بلاتی ہے اور جس ثواب کا
وعدہ ہوا ہے وہ آنکھہ سے غائب ہے اور اِس ثواب کے ملنے کا وقت بندہ کے گمان
مین بہت دور ہے پس جبکہ حال اسطرح پر ہو تو نفس کو عبادت کے لئے ہرگز حرکت
نہوگی اور نفس اسکی رغبت ہرگز نہین کریگا جبتک کہ اُسکے واسطے ان موانع کی برابر
کوئی چیز نہو بلکہ اُن سے بہی زیادہ ہو اور ایسی چیز سوای توقع خدا تعالی کی رحمت کے
اور رجا حسن ثواب کے اور کوئی نہین اور ہمارے مرشد نے فرمایا ہے کہ چار
چیزون سے چار فائدے ہین غم سے کہانا چھوٹجاتا ہے اور خوف الہی گناہ سے
باز رکھتا ہے اور رجا سے عبادت کو تقویت ہوتی ہے اور موت کا یاد کرنا دنیا
کے فضول سے بچاتا ہے دوسرا سبب یہہ ہے کہ سختیون اور مشقتونکا تحمل کرنا
آسان ہو جاوے اِسواسطیکہ جو کوئی اپنے مطلوب کی قدر جانتا ہے اُسکے واسطے
جو کچھہ خرچ ہو آسانی کرتا ہے اور جس کسیکو کوئی شئی خوش معلوم ہو اُسکے واسطے سب سختیونکی برداشت
کرسکتا ہے اور اُسکی راہ مین جو کچھہ پیش آوے اُسکا خوف نہین کرتا اور جو شخص کسیکو محبوب ہوتا ہے
اُسکے لئے محنت بہی اُسکو مرغوب ہوتی ہے اور اُسمین مزا ملتا ہے مثلا شہد کے مشتاق کو شہد کی
شیرینی کے سبب سے نیش کا خیال نہین آتا اور مزدور دو درم کے لالچ مین سیڑہی کے چڑہنے اُترنے

پر خیال نہین کرتا اور بھاری بوجھ گرمی کے بڑے بڑے دنون مین اُٹھاتا ہی
اوراسیطرح کسان غلے کے لالچ سے جاڑے اور گرمیونکی سختیونکی برداشت کرتا ہے
اسیطرح سے ایعزیز جو عابد لوگ کہ خدا تعالی کے وعدے مثل بہشت اور طرح طرح
کی نعمتین حورین اور محل اور کہانے اور شراب یاد کرتے ہین اُنپر سب رنج اور سختیان
عبادت مین آسان ہوجاتی ہین اور جو مشقتین کہ دنیا کی لذت جاتے رہنے سے
پہنچتی ہین سبکو برداشت کرتے ہین چنانچہ بیان کرتے ہین کہ ثوری کے ساتھیون نے اُنکو
کہا کہ آپ اگر اتنے مجاہدہ اور مشقتون سے کچہ کم کردین تو بھی امید ہے کہ اپنے
مطلب کو پہنچ جاوین سفیان رہ نے فرمایا کہ مین کیونکر اجتہاد نکرون مینے سنا
ہے کہ سب بہشت والے اپنی جگہہ پر ہونگے کہ ایک ایسا نور چمکیگا کہ آٹھون بہشتونکو
روشن کردیوے لوگ جانینگے کہ یہہ خدا کا نور ہے اور سجدہ کرینگے آواز آویگی
کہ سر اُٹھاؤ جسکا تم گمان کرتے ہو یہہ وہ نہین یہہ نور اُس لونڈی کے دانتون کا
ہے جو اپنے خاوند کے ساتھ ہنستی ہے اسطرح کی باتین مجاہدہ کے سبب حاصل ہوتی
ہین مین کہتا ہون کہ مدار کار عبادت کا دو چیزون پر ہے ایک طاعت مین مستقیم رہنا
دوسرے گناہون سے باز رہنا تو یہہ دونون نفس سے بغیر امیدوار کرنے اور
ڈرانے کے نہین ہوسکتے اسواسطے کہ گھوڑا سرکش کھینچنے والے کا محتاج ہوتا ہے
کہ آگے سے کوئی اُسکو کھینچے اور ہانکنے والا بھی چاہیئے کہ پیچھے سے کوئی ہانکے بلکہ
جس وقت کوئی تنگ رستہ آجاوے تو کبھی ایسا ہوگا کہ ایکطرف سے کوڑا پڑے اور
دوسریطرف سے تو بڑا دکھایا جاوے تب کہین روبراہ ہو اسیطرح نفس ایک گھوڑا

سرکش ہے دنیا اور اُسکی بلاؤن کے دو پہاڑون یعنی راہ تنگ مین گرفتار ہے اور
خوف اُسکا تازیانہ اور ہانکنے والا ہے اور رجا اُسکے لئے توڑا اور کھینچنے والا ہے عذاب اور
آگ کا یاد کرنا اسکا ڈرانیوالا ہے اور جنت اور ثواب کا یاد کرنا اسکا امید دلانیوالا
اسیواسطے طالب عبادت کو ضرور ہے کہ اپنے نفس کو دوزخ سے ڈراوے اور بہشت کا
امیدوار کرے نہین تو نفس عبادت کا ہرگز مانوس نہوگا کیونکہ خدا تعالی نے قرآن
شریف مین دونونکا بیان کیا ہے اور وعدہ وعید دونو فرمائے ہین اور ترغیب
اور ترہیب کو ارشاد فرمایا ہے اور ہر ایک مین بہت مبالغہ کیا ہے یہانتک کہ ثواب
کو اتنا ارشاد کیا ہے کہ اُس سے صبر نہین ہوسکتا اور عذاب مین اتنا فرمایا ہے کہ
اُسپر صبر ممکن نہین ہے پس لازم ہے کہ اِن دونون باتونکو ضروری جانے تاکہ
عبادت سے مراد حاصل ہو اور محنت اور مشقت برداشت کرنا آسان ہوجاوے
اب رجا اور خوف کی حقیقت اور اُن دونونکا حکم جاننا چاہیئے خوف اور رجا ہمارے
علما رح کے نزدیک خواطر سے ہین یعنی آدمی کی اختیاری چیزون سے نہین
اور بندہ کے اختیار مین خوف ورجا کے مقدمات ہین اور خوف کی تعریف مین بیان
کرتے ہین کہ کسی تکلیف کے خیال سے بندہ کے دلمین لرزہ پیدا ہو اور خوف کے
مقدمات یعنی جن باتونکے بعد خوف ہوتا ہے چار ہین پہلے گذرے ہوئے گناہون
اور بہت سے دعویدارونکا یاد کرنا کہ کل قیامت کو ہر ایک اپنا اپنا حق طلب کریگا
دوسرے سختی عذاب خدا تعالی کا یاد کرنا جسکی طاقت بندہ کو نہین تیسرے اپنے
نفس کی کمزوری کو یاد کرنا اُسکے تحمل کرنے سے چوتھے خدا تعالی کی قدرت اپنے

اور یہ خیال کر رہی کہ جسوقت اور جسطرح چاہے وہ بندہ پر قادر ہے اور رجا کے معنی دلکا خوش ہونا خدا کے فضل کے پہچاننے سے اور آرام پانا دل کا بسبب فراخی رحمت خدا تعالی کے یہہ بھی خواطر مین سے ہے اور بندہ کے اختیار مین نہین اور ایک اور رجا ہے جو بندہ کے اختیار مین ہے وہ خدا تعالی کے فضل اور رحمت واسعہ کا یاد کرنا گر یہان اول ہی معنی مراد ہین اور رجا کی ضد نا امیدی ہے اور نومیدی کے معنی فضل و رحمت خدا تعالی کے جاتے رہنے کا خیال کرنا اور اُن سے اپنے دلکو قطع کرنا اور یہہ محض گناہ ہے اور رجا کے مقدمات بھی چار ہین پہلے اُن نعمتونکا یاد کرنا جو اول ہی اول بغیر کسی حق اور شفیع کے عنایت فرمائی ہین دوسرے اُن ثوابون اور کرامت بزرگ کا یاد کرنا جنکا وعدہ کیا ہے تیسرے ذکر اس امر کا کہ بے کسی حق اور سوال کے کتنی دین اور دنیا کی نعمتین خدا تعالی نے عطا فرمائی ہین چوتھے کرکشادگی رحمت خدا تعالی کی اور بڑہجانا رحمت کا غضب پر یاد کرے جیسا کہ فرمایا ہے سبقت رحمتی علی غضبی یعنی بڑھگئی میری رحمت میرے غصہ پر جب ان دونو طرح ان ان ذکرونکو ہمیشہ یاد کریگا تو خوف اور رجا حاصل ہوجاویگا اور اللہ مالک ہے توفیق دینے پر جب یہ معلوم ہوچکا تو مرد طالب کو چاہیئے کہ اس گھاٹی کو بڑی احتیاط سے قطع کرے کہ یہہ تنگ اور خوفناک اور مہلک ہے کیونکہ اسکا طریق دو طریقون کے درمیان مین ہے کہ وہ دونو مہلک اور خطرناک ہین ایک طریق امن کا دوسرا طریق نا امیدی کا اور رجا اور خوف کا طریق ان دونوکے درمیان ہے اور طریق امن اسواسطے مہلک ہے کہ اگر بندہ پر اسقدر رجا غالب ہو کہ قطعا خوف نرہے تو

امن کے طریق مین پڑیگا جسکے بابمین خدا تعالی فرماتا ہے وَلَا یَأْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ
اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ یعنی بیخوف نہو اللہ کے مکر سے مگر زیانکار اور
نومیدی کے طریق کا مہلک ہونا یون ہے کہ اگر خوف غالب ہوا اتنا کہ رجا نرہے
تو نومیدی کے طریق مین پڑیگا جسکے لئے خدا تعالی فرماتا ہے اِنَّہٗ لَا یَیْئَسُ
مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝ یعنی خدا کی رحمت سے کافرون
کے سوا کوئی ناامید نہین ہوتا اور اگر خوف رجا کو جمع کرے تو وہ سیدھا راستہ
ہے شعر غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے + عقیدہ یہ ہمارا ہے
طریقہ اہل سنت کا + پس اس گہاٹی مین تین طریقے ظاہر ہوئے ایک امن کا طریقہ
دوسرا نومیدی کا طریقہ تیسرا خوف ورجا کا طریقہ جو کہ ان دونوں کے درمیان مین
ہے پس اگر ایک قدم دہنے بائین کو میل کریگا تو ہلاکت مین پڑیگا اور ہلاک ہونیوالون
کے ساتھہ ہلاک ہوگا اور دشواری اسمین یہہ ہے کہ دونو طریق اس طریقہ میانہ سے
آسان ہین کیونکہ اگر خدا تعالی کی رحمت کیطرف نظر کیجئے تو وہ اتنی ہے کہ اسکے سامنے
کچھہ خوف نہین رہتا شعر اگر در دہد یک صلائی کرم + عزازیل گوید نصیبی برم + اور خدا
کی رحمت پر تکیہ کرکے بندہ بیخوف ہو جاتا ہے اور اگر خوف کی جانب مین نظر کیجئے تو خدا
تعالی کی سیاست اور ہیبت اور اسکے مواخذے سے اولیاء اور اصفیاء سے انبیا
ہین کہ انہین اصلا امید نہین رہتی ہے اور دفعتاً ناامید ہوجاتا ہے ؎ بتہدید
گر برکشد تیغ حکم + بمانند کروبیان صم بکم + غرض یہہ کہ اسبابکا محتاج ہے کہ دونو
مین سے کسیکی طرف تنہا نظر نکرے بلکہ دونونکو اکٹھا خیال کرے اور تہوڑا تہوڑا

انہین سے حاصل کرلیوے اور ان دونون سے ایک باریک رستہ بنا لیوے
تب البتہ سلامت رہیگا پس یہ سب جو مین نے بیان کیا اسکو خوب سمجھ لو اور اس کام
کے لئے خوب ہوشیار ہو کیونکہ یہ آسان نہین ہے اور جاننا چاہیئے کہ اس نفس
کاہل اور شوخ کو گناہون اور خواہشون سے باز نہین رکھہ سکتے اور عبادت کا کام
بہاری اس سے نہین لے سکتے جب تک کہ تین اصلونکو ہمیشہ خیال نکرین ایک تو
خدا تعالی کے فرمانے کو یاد کرنا جو کہ ترغیب اور ترہیب کے بابمین بیان فرمایا ہے
دوسرے معاملے خدا تعالی کی گرفت اور عفو مین یاد کرنے تیسرے خدا تعالی کا ثواب
اور عذاب قیامت کے دن یاد کرنا اور ان تینون اصلونکی تفصیل بہت ہے اسکو
ہمنے کتاب تنبیہ الغافلین مین شرح بیان کیا ہے لیکن اس کتاب مین مجملا اتنا
بیان کرتے ہین جس سے غرض نکلجاوے پہلی اصل خدا تعالی کے قولونکے بیانمین
یعنی آیات خوف و رجا اور ترغیب اور ترہیب جو اپنی کتاب مین بیان فرمائی ہین
آیات رجا کی یہ ہین خدا تعالی فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا یعنی خدا تعالی کی رحمت سے نومید مت ہو اللہ تعالے
تمام گناہونکو بخشیگا دوسری آیہ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی خدا تعالے
کے سوا کون گناہ بخش سکتا ہے تیسری غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ یعنی خدا تعالے
گناہونکا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنیوالا ہے چوتھے وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ
التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ یعنی خدا تعالے
وہ ہے جو بندون کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیون کو معاف کرتا ہے پانچوین

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ یعنی لکھہ لیا تمہارے پروردگار نے
اپنے نفس پر رحمت کو چھٹے وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا
لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۝ یعنی میری رحمت سب چیزونکو شامل ہے اور قریب ہے کہ
مین اُس رحمت کو لکھہ دونگا اُن لوگونکے لئے جنہون نے تقوی کیاہے ساتوین
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی خدا تعالی لوگونکے ساتھہ بخشنے والا
اور مہربان ہے آٹھوین وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا اللہ تعالی ایمان
والونکے ساتھہ مہربان ہے ایسی ایسی آیتین تو رجا کی ہین اور خوف کی آیتین ہین
اول يَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ یعنی اے میرے بندو مجھہ سے ڈرو دوسرے
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا یعنی کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو کھیل کے
لئے پیدا کیا ہے تیسرے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝
یعنی کیا گمان کرتا ہے آدمی کہ بیکار چھوڑا جاوے چوتھے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا
يُّجْزَ بِهٖ یعنی جو کوئی عمل بد کریگا اُسکا بدلہ پاویگا پانچوین وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا
مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ یعنی پہنچے ہم اُنکے کامون پر
جو کئے تھے پھر کرڈالا اُنکو خاک اُڑتی اور دو آیتین کہ خوف ورجا کو جامع ہین تلے ہین
اول نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی خبردار کردے میرے بندونکو
کہ مین بخشنے والا ہون اور اُسکے پیچھے فرمایا وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ
الْاَلِيْمُ یعنی اور خبردار کردے کہ میرا عذاب بھی دردناک ہے تاکہ یکبارگی رجا غالب
نہو جاوے دوسرے یہہ ہے کہ شدید العقاب یعنی سخت عذاب دینے والا اور

پھر فرمایا ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یعنی وہی ہے صاحب فضل کا سوا اُسکے کوئی معبود
نہین تاکہ یکبارگی خوف غالب نہو جاوے اور اِس سے زیادہ تعجب اِس تیسری آیت
مین ہے کہ فرمایا وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ یعنی ڈراتا ہے تمکو خدا تعالی اپنے
نفس سے اور اُسکے بعد فرمایا وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ یعنی خدا تعالی بندون پر
مہربان ہے اور چوتھی آیت سب سے عجیب لطیف ہے کہ فرمایا مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ
بِالْغَیْبِ یعنی جو کوئی ڈرے رحمن سے پوشیدہ۔ اِس آیۃ مین ڈر کو اسم رحمن کے
ساتھ متعلق کیا ہے اور اسم جبار اور قہار و منتقم و متکبر کے ساتھ متعلق نکیا تاکہ خوف
کا ذکر رحمت کے ساتھ ہو اور خوف دلکو یکبارگی نہ اوڑا دے چنانچہ کہتے ہین کہ اپنی
مادر مشفقہ سے تو نہین ڈرتا یا اپنے پدر مشفق سے تو نہین ڈرتا یا امیر بخشنے والے سے تو نہین ڈرتا غرضکہ اِن آیتون
کے بیان سے مراد یہہ ہے کہ بندہ طریقہ عدل کا اختیار کرے اور طریقہ امن صرف
اور نومیدی محض کو چھوڑ دے جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین ؎ حق ہمیخواند کہ
ہر صغیر و وزیر* بار جا و خوف باشند و حذیر* دوسری اصل یہہ ہے کہ خدا تعالی
کے افعال اور معاملہ مین نظر کرو اول جانب خوف کو سنو کہ شیطان نے اسّی ہزار برس
تک عبادت کی یہانتک کہ کہتے ہین کہ زمین پر ایک قدم کی برابر جگہہ باقی نرہی کہ جسپر
اُسنے سجدہ نکیا ہو مگر صرف ایک حکم خدا تعالی کا نمانا تو اُسپر اپنے دروازہ سے بھی نکالدیا
اور اسّی ہزار برس کی عبادت اُسکے منہ پر ماری اور قیامت تک اُسکو لعنت کی اور ہمیشہ کا عذاب
اُسکے لئے تیار کیا اور اِسکا خوف اور فرشتونکو اتنا ہوا کہ بیان کرتے ہین رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا پردہ ہاتھ مین لئے ہوئے عرض کرتے

مجھے الٰہی میرا نام مت بدلنا اور میرا جسم متغیر نکرنا بعد اسکے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی
ید قدرت سے پیدا کیا اور سب فرشتون سے سجدہ کرایا اور اپنے جوار رحمت مین
رہنے کا حکم کیا انہون نے صرف ایک گستاخی کی کہ ایک کہانیکی چیز بلا اجازت کہائی
تو یہ آواز آئی کہ جو کوئی نافرمان ہو ہمارے ہمسایہ مین نہ رہے اور فرشتونکو حکم
ہوا کہ ایک آسمان سے دوسرے تک اپنی اپنی حد سے باہر نکالدو یہانتک کہ فرشتون
نے ارشاد کے موافق زمین پر گرادیا دوسو برس تک روئے تب توبہ قبول ہوئی اور وا
بہی جو کچہہ خواری اور رنج اور بلا انکو پیش آئی بیان سے خارج ہے یہانتک کہ انکی
اولاد بہی ہمیشہ کو اس رنج مین گرفتار رہیگی انکے بعد شیخ المرسلین حضرت نوح علیہ السلام نے
اپنی رسالت مین بہت کچہہ تحمل کیا علیہ السلام فقط ایک کلمہ بیوجہہ عرضکیا تہا کہ اسپر انکو حکم
ہوا کہ جس چیز کا حال تمکو معلوم نہو اسکا بہید ہمسے مت پوچہو ہم تمکو نصیحت کرتے
ہین کہ جاہلون مین شامل مت ہو روایت ہے کہ اس بات کی شرم سے حضرت نوح علیہ السلام نے
چالیس برس تک آسمان کیطرف نہ دیکہا بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے باوجود خلت
اور نبوت کے ایک لغزش صادر ہوئی اسپر اتنا گریہ و زاری اور عاجزی کی اور کہا وَالَّذِیْ اَطْمَعُ
اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ یعنی مین رب سے طمع رکہتا ہون کہ قیامت مین میری خطا
سے درگذرے اور اتنا خوف کیا کہ بیان کرتے ہین کہ کئی دن تک روتے رہے تب خدا تعالیٰ
نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو انکے پاس بہیجا اور فرمایا کہ اے ابراہیم تو نے کسی دوست کو دیکہا
ہے کہ اسنے اپنے دوست کو آگ کا عذاب دیا ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل
سے کہا کہ جب مین اپنے گناہ یاد کرتا ہون اسوقت اسکی دوستی کو بہول جاتا ہون

اُنکے بعد حضرت موسیٰ ابن عمران کا معاملہ خیال کرو کہ اُنسے غصہ مین ایک گھونسا
مارنے کے سوا کوئی خطا صادر نہین ہوئی اسپر اتنا ڈرے کہ استغفار کیا اور عرض کیا
رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْلِی یعنی اے رب مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا مجکو معاف کرو
انہین کے زمانہ مین بلعم باعور کا ایسا حال تھا کہ جب اوپر نظر کرتا تو عرش کو دیکھ
لیتا تھا مگر اُسنے دنیا اور دنیا دارونکی طرف رغبت کی اور اولیاء اللہ کی حرمت اور
عزت دلمین سے نکالدی خدا تعالی نے اُس سے اپنی معرفت سلب کرلی اور کتے کی مانند
اُسکو راندہ درگاہ کر دیا اور ابد تک گمراہی اور ہلاکت کے دریا مین ڈالا مین نے ایک
عالم سے اِس شخص کا حال سُنا ہے کہ اول اُسکا ایسا حال تھا کہ اُسکی مجلس مین بارہ ہزار
دوات طالب علمونکی رہتی تھی وہ لوگ اُس سے علم کی باتین لکھا کرتے تھے جب خدا تعالی
نے اُسکو اپنی درگاہ سے نکالا تو پہلی کتاب جو تصنیف کی تھی وہ یہہ تھی کہ جہان کا
پیدا کرنیوالا کوئی نہین ہے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین اسکے غصہ سے دیکھو دنیا کی
دوستی اور اُسکی خرابی عالم کو کتنا خراب کرتی ہے پس خبردار ہو کہ عبادت کا کام
بہت بڑا ہے اور عمر تھوڑی ہے اور عمل مین نقصان ہے اور پرکھنے والا بڑا
پہچاننے والا ہے حضرت داؤد علیہ السلام خدا تعالی کے خلیفہ تھے دنیا مین ایک گناہ کیا تھا
اتنا روئے کہ اُنکے آنسوؤن سے گھاس اُگ آیا جس وقت عرض کیا کہ الٰہی میرے رونے
پر رحم نہین کرتا جواب آیا کہ اے داؤد گناہ کو بھول گیا اور رونے کو یاد کرتا ہے
یہانتک کہ چالیس دن تک اُنکے رونے کو قبول نکیا اور بعضے کہتے ہین کہ چالیس برس
تک قبول نکیا اُنکے بعد حضرت یونس علیہ السلام کے معاملہ کو دیکھو کہ ایکبار بیمحل غصہ کیا اسکے او

عوض دریا مین مچھلی کے پیٹ کے اندر چالیس دن تک بند کیا جب اُنہون نے اُس
جگہہ عرض کیا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ نہین ہے کوئی معبود
مگر توہی تو پاک ہے مین ظالمونمین سے ہون فرشتون نے اُنکی آواز سنتے ہی عرض کیا کہ
یارب کسی جانکار کی آواز انجانی جگہہ سے معلوم ہوتی ہے خدا تعالی نے ارشاد
فرمایا کہ یہہ آواز میرے بندہ یونس کی ہے پہر فرشتون نے اُنکی شفاعت کی باوجود
اِسکے نام اُنکا بدل ڈالا اور بعد اُسکے ذوالنون یعنی مچھلی والا پکارا اِسیطرح سے حضرت
سید المرسلین شفیع المذنبین صلوات اللہ علیہ تک خیال کرتے ہوئے آو کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم عزیز ترین اور مکرم ترین سب خلقت سے ہین اُنکو ارشاد فرمایا ہے
فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ
یعنی سیدہا چلا جا جیسا تجکو حکم ہوا اور جسنے توبہ کی تیرے ساتہہ اور حد سے نہ بڑہو
وہ دیکہتا ہے جو تم کر رہے ہو یہانتک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سورہ ہود نے مجکو بوڑہا کر دیا اور رات کو اتنا قیام کرتے کہ پای مبارک آپکے
ورم کر گئے لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ خدا تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہ
معاف کر دئے ہین پہر اسکا کیا سبب ہے جوابدیا کہ اگر مین یہہ نکرون تو شکرگذار بندہ نہون
پہر صحابہ کرام ؓ بہترین زمانہ امت کے تہے ایکدفعہ بیٹہے ہوئے ہنسی کرتے تہے کہ آیۃ
نازل ہوئی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ
یعنی کیا ایمان والونکو وقت نہین آیا کہ اُنکے دل ڈرین خدا تعالی کی یاد سے حال اُنکا
یہہ امت بہترین امت اور مرحوم ہے انپر اتنی سیاستین اور تعزیرین معین کین ہین

یہانتک کہ یونس ابن عبید کہتے تھے کہ جسنے پانچ درم کے بدلے مین ہاتہ کاٹنے
کو فرمایا ہے اُس شخص سے بیخوف ہونا نہین چاہیئے شاید قیامت مین عذاب بہی
ویسا ہی کریگا اب معاملات رجا کا حال سنو کہ حق الوسع خدا تعالی کی رحمت واسعہ
کو یاد کرتا رہے ع مین مشو نومید وخود را شاد کن + پیش آن فریاد رس فریاد کن +
اور ایسا کون ہے کہ اسکی غایت اور نہایت دریافت کرسکے یا اسکا وصف بیان
کرسکے اور اُسکی رحمت کی صفت کیونکر بیان ہو کہ وہ ستر برس کے کفر کو ایک ساعت کے
ایمان کے بدلہ مین معاف کر دیتا ہے چنانچہ فرعون کے ساحر اسواسطے آئے تھے کہ
حضرت موسی کے ساتہ لڑین اور خدا کے دشمن کی قسم کہائی کوئی نیکی نہین کی مگر
یہہ کہ ایکبار صدق دل سے کہا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنے ہم ایمان لائے پروردگار
عالم پر کیونکر اُنکو قبول فرمایا اور اُنکے پہلے گناہ سب بخش دیئے اور اُنکو بہشت کے
شہیدونکا سردار مقرر کیا یہہ معاملہ اُسکا اُنکے ساتہ ہے جسنے اتنی مدت کے کفر
اور گمراہی کے بعد ایکساعت اُسکو پہچانا اور ایک کرکے مانا اور جو لوگ کہ مدت العمر توحید
مین گزارین اُنکے ساتہ کیا معاملہ ہوگا دیکہو اصحاب کہف تمام عمر کفر مین تہے جب
ربنا ورب السموات والارض کہا کیونکر اُنکو قبول کیا اور کیونکر اُنکو عزیز اور مکرم گردانا
اور کیسی اُنکو بزرگی اور رعب دیا یہانتک کہ بہترین خلقت کو ارشاد فرمایا لَوِاطَّلَعْتَ
عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۔ یعنی اگر تو جہانکے
دیکہے اُنکو تو پیٹہہ دیکر بہاگے اور بہر جاوے تجہہ مین اُنکی دہشت بلکہ اُنکے کتے کی کیسی
عزت کی کہ اپنی کتاب مین کئی جگہہ ذکر فرمایا اُسکی رحمت کا حال یہہ ہے اس کتے کے ساتہ

کہ چند قدم ایسے لوگونکے ساتہہ رہا جنہون نے کہ خدا کو سچا جانا تہا پس جس بندہ مومن
نے اُسکی ستر برس تک یا تمام عمر خدمت کی ہو تو اُسکے ساتہہ کیا تفضل شامل ہوگا
شعر از چنین محسن نشاید نا امید ✤ دست در فتراک این رحمت زنید ✤ اسباب کو
یاد کرو کہ جب حضرت نوح ع نے گناہگارونکے ہلاک ہونے کی دعا فرمائی تو اُن پر
کتنا غصہ ہوا اور قارون کے باب مین حضرت موسیٰ ع پر کیونکر عتاب فرمایا اور ارشاد
فرمایا کہ قارون نے مجہہ سے فریاد کی تو اُسکی فریاد کو نہ پہنچا اپنی عزت و جلال کی
قسم ہے کہ اگر وہ مجہہ سے فریاد کرتا تو مین اُسکی فریاد کو پہنچتا اور اُسکے گناہون سے
درگذر کرتا اور حضرت یونس ع پر کسطرح غصہ کیا اُنکے قوم کے باب مین فرمایا کہ
کدو کے درخت کے لئے غمگین ہوتا ہے مین نے اُسکو ایک ساعت مین خشک
کردیا اور ایک لاکہہ یا زیادہ آدمیونکے لئے غم نہین کرتا پہر کسطرح غصہ فرمایا
حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر روایت کرتے ہین کہ باب بنی شیبہ
سے آپ مسجد حرام مین تشریف لائے اور ایک قوم کو ہنستے ہوئے دیکہا فرمایا
کیون ہنستے ہو مجکو اسمین خیر نہین معلوم ہوتی ہیہ فرما کر جب حجر اسود کے نزدیک
تشریف لیگئے پیچہلے پانون اُنکی طرف پہرکر فرمایا کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ خدا تعالے
فرماتا ہے کہ میرے بندونکو میری رحمت سے نومید مت کرو اور میرے بندونکو
خبردار کردے کہ مین غفور رحیم ہون اور ایک حدیث شریف مشہور مین ہے
کہ آپنے فرمایا خدا تعالے کی رحمت کے سو حصے ہین ایک حصہ دنیا مین آدمیون
اور جنون اور جانورون کے لئے ہے اور ننانوے حصے بندونپر قیامت کے دن

رحمت کرنیکے لئے ہین اور جاننا چاہیئے کہ جبکہ خدا تعالی نے اپنے ایک حصہ رحمت سے بندہ کو اپنی معرفت عنایت فرمائی اور اس اُمت مرحومہ مین داخل کیا اور سنت و جماعت کا طریق دیا اور ظاہر و باطن کی کیا کیا نعمتین عنایت فرمائین تو امید قوی ہے کہ اپنے فضل عمیم سے اُسکو تمام کرے یعنی رحمت کے اُن ننانوی حصونمین سے جو قیامت کے دنکے لئے جمع کر رکھے ہین حصہ کامل عنایت فرماوے ۵ تو مکو از بدین شہ بار نیست ✤ با کریما کارہا دشوار نیست ✤ تیسری اصل قیامت کے وعدہ وعید کے ذکر کے بیانمین اسیا ہین چار حالتونکو یاد کرنا چاہیئے موت اور گور اور قیامت اور بہشت و دوزخ اور جو خطر کہ ہر ایک مقام مین مطیعون اور گنہگارون اور مجتہدون اور تصور والونکے لئے ہے اسکو بہی یاد کرنا چاہیئے موت کا حال یہہ ہے کہ اون دو آدمیونکا حال یاد کرو ایک ابن شبرمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُسنے کہا کہ مین شعبی کے ساتہہ ایک مریض کے استغفار کو گیا وہ اُسوقت نزع کیحالتین تہا اور ایک آدمی اُسکے پاس بیٹہا ہوا کلمہ شہادت کی تلقین کرتا تہا شعبی نے کہا کہ آہستہ کہو مریض نے کہا کہ کہو یا نکہو مین کلمہ ہرگز نہین چہوڑونگا ع زبان جبتک ہے یہی گفتگو ہے ✤ شعبی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میرے یار کو اُسنے نجات دی دوسری حکایت شاگرد فضیل ابن عیاض کی ہے کہ سکرات موت کیوقت فضیل اُسکے پاس گئے اور اُسکے سرہانے بیٹہہ کر سورہ یسین پڑہنی شروع کی شاگرد نے کہا کہ ای اُستاد یہہ سورت مت پڑہو فضیل چپ ہو رہے پہر تلقین کلمہ شہادت کی شروع کی مریض نے کہا کہ مین اُسکو نہین کہونگا اِس سے مین بیزار ہون اور

اسیجا لتمین مرگیا فضیل اپنے گہر کو چلے گئے اور چالیس دن تک روپا کئے پہر اسکو
خواب مین دیکہا کہ دوزخ مین لئے جاتے ہین فضیل نے پوچہا کہ کس سبب سے خدا تعالے
نے اپنی معرفت تجہہ سے سلب کرلی تو تو میرے بڑے شاگردون سے تہا جوابدیا کہ
تین چیزونکے سبب سے خدا تعالی نے مجکو ماخوذ کیا اول چغلی کہانا یعنی جو باتین آپ مجہہ سے
کہا کرتے تھے اُسکے خلاف مین اپنے دوستون سے کہا کرتا تہا دوسرے حسد یعنی ہمیشہ
اپنے ہمسرون سے حسد کیا کرتا تہا تیسرے یہہ کہ مجکو ایک بیماری تہی طبیب نے اسکے علاج
مین کہا تہا کہ اگر ایک پیالہ شراب کا سال بہر مین پیا کریگا تو تیرا مرض جاتا رہیگا مین اُسکے
کہنے کے موافق شراب پیا کرتا تھا بعد اسکے دو اور آدمیونکے حالمین تامل کرو ایک یہہ
عبد اللہ ابن مبارک حکایت کرتے ہین کہ ایکمرد سکرات کیوقت آسمان کیطرف دیکہکر
ہنسا اور کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ یعنی انہین جیسی چیزونکے لئے عمل کرنیوالے
چاہیئے کہ عمل کرین دوسرے مالک دینار رحمۃ اللہ سے بیان کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ نزع
کیوقت اپنے ہمسایہ کے پاس گیا اُسنے مجہہ سے کہا کہ اے مالک دو پہاڑ آگ کے اپنے
سامنے دیکہتا ہون بزور مجہے انپر جانے کو کہتے ہین مین نے اُسکے گہر والون سے
پوچہا کہ اسکا کیا حال تہا اُنہون نے جوابدیا کہ یہ دو پیمانہ رکہتا تہا ایک سے لیا کرتا تہا
اور دوسرے سے بیچا کرتا تہا مین نے دونون منگا کر توڑ ڈالے اور اُس آدمی سے پوچہا
کہ اب کیا حال ہے جوابدیا کہ زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے اور گور کا حال مرنے کے بعد
یاد کرو اسمین دو شخصونکا حال ہے ایک یہ کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مرنے کے
پیچہے مین نے سفیان ثوری کو خوابمین دیکہا اور پوچہا یا ابا عبد اللہ کیا حال ہے

تو انہون نے منہ پہیر کر کہا کہ یہ وقت گفتگو کا نہین ہے مین نے کہا کہ ای
سفیان کیا حال ہے جواب دیا کہ اپنے پروردگار کو مین نے دیکہا کہ فرماتا ہے ای ابا سعید
تجکو میری رضامندی مبارک ہو تو اندہیری رات مین آنکہون سے روتا ہوا باشتیاق تمام
قیام کرتا تہا اب اسوقت تجکو اختیار ہے جونسا محل چاہے پسند کرلے اور میری زیارت
کیا کر مین تجہہ سے دور نہین ہون شعر بہتر ہو تو قبل موت این بود * کز لبش دن غنیمتہا
رسد * دوسرے یہہ کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مینے ایک آدمی کو خواب مین دیکہا
کہ رنگ اور چہرہ بدل گیا ہے اور دونو ہاتہہ گردن پر بندہے ہوئے ہین مین نے کہا کہ
خدا تعالی نے تیرے ساتہہ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ جس زمانہ مین ہم کہیلا کرتے تہے وہ زمانہ
گذر گیا اب وہ زمانہ ہے کہ ہمارے ساتہہ کہیل کرتے ہین آدرد اور آدمیونکا حال بہی قابل
یاد ہے ایک یہ کہ ایک بزرگ نے بیان کیا ہے کہ میرے ایک لڑکا تہا وہ شہید ہو گیا
عمر ابن عبد العزیز کی وفات کی رات مین اسکو مینے خواب مین دیکہا مینے کہا کہ بیٹا تم تو
مرگئے تہے جوابدیا کہ نہین مین تو شہید ہوا تہا اور خدا تعالی کے پاس زندہ ہون اور
رزق ملجاتا ہے پہر مینے کہا کہ کیا سبب ہے کہ اتنی مدت تک مین نے تجکو نہین دیکہا جواب
دیا کہ آجکی رات اہل آسمانکو ندا ہوئی کہ ای انبیا اور اولیا اور صدیقین اور شہدا عمر
ابن عبد العزیز کے جنازہ پر حاضر ہو اسلئے آج مین آیا اور جنازہ کی نماز اداکرکے چاہا
کہ تمکو بہی سلام کرتا جاؤن دوسرے یہہ کہ ہشام ابن حبان نے کہا کہ میرے ایک لڑکا
تہا جوان مرگیا اسکو خواب مین دیکہا کہ بوڑہا ہو گیا ہے مینے کہا کہ ای بیٹا بڑہاپیکا
کیا سبب ہے جوابدیا کہ جب فلانا شخص ہمارے پاس پہونچا دوزخ نے اسکے آنے سے ایسی

آواز دی کہ اُسکے سبب سے ہم سب بوڑھے ہوگئے آپ علیہ قیامت کے باب مین دو
آیتونکو تامل کرنا چاہیئے ایک جگہہ ارشاد ہے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى
الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝
یعنے قیامت کے دن متقیونکو ایسی حالت مین اٹھاوینگے کہ سوار ہون بہشت کے
اونٹونپر جماعت جماعت اور ہنکا وینگے گناہگارونکو دوزخ کیطرف ایسے حالین کہ
پیاسے ہون غرض ایک شخص ایسا ہوگا کہ جب گور سے باہر آویگا اُسی جگہہ براق اور
تاج اور خلعت دیکھیگا پس لباس کو پہنکر سوار ہوگا اور چین سے بہشت کیطرف
جاویگا یعنی اسکی عزت اتنی منظور ہوگی کہ اُسکا پیادہ جانا بہشت تک گوارا نہوگا اور
دوسرا شخص اپنی گور سے باہر آویگا تو دیکھیگا فرشتہ عذاب کا مع عذاب جانفرسا ہے اُس
بدبخت کو بہی اپنے پانون دوزخ مین نہین جانے دینگے بلکہ اوندہا منہ کئے ہوئے کہینچتے
ہوئے دوزخ مین لیجاوینگے ایک عالم سے مین نے سُنا ہے اُسنے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ قیامت کے دن ایک قوم گور سے باہر
آویگی اور اُنکے لئے پردار اونٹ ہونگے کہ وہ اُنپر سوار ہوکر قیامت کے میدانمین
اوڑینگے اور بہشت کی دیوار ونپر اُترینگے جسوقت فرشتے اُنکو دیکھینگے تو آپس مین
کہینگے کہ یہ کون ہین ہم نہین جانتے شاید اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونگے
پہر اُس قوم سے پوچہینگے تم کون ہو اور کسکی اُمت مین سے ہو وہ جواب دینگے
کہ ہم اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین ہین فرشتے کہینگے کہ تمہارا حساب ہوگیا جواب
دینگے نہین پہر فرشتے کہینگے کہ تمہارے عمل وزن ہوگئے وہ کہینگے کہ نہین

پھر پوچھینگے کہ اپنے نامۂ اعمال تم نے پڑھ لئے جواب دینگے نہین تب فرشتے کہینگے
کہ یہانسے ہٹ جاؤ تمکو یہہ سب کرنا ہوگا وہ قوم کہیگی کیا ہمکو تمہارا کچھہ دینا ہے
جسکا ہم سے حساب لیتے ہو پھر پکارنیوالا پکاریگا کہ ہمارے بندے سچ کہتے ہین
مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ احسان والونپر کچھہ الزام نہین ہے کار زوا
ہو و بدرقہ اش لطف خدا * بہ تجمل نشیند بجلالت برود * اب جنت کا حال سنو کہ
جنت کے احوال مین ان دونو آیتونکو تامل کرو وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا
یعنی پلاویگا انکو انکا پروردگار شراب پاک دوسرے اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا یعنی یہہ ہے تمہاری سعی کا بدلا
اور تمہاری کوشش پسند ہوئی اور دوزخ کا حال یہہ ہے کہ خدا تعالی نے دوزخیون
کی جماعت کا حال بیان کیا ہے کہ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا
ظٰلِمُوْنَ قَالَ اخْسَــٔـُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنی دوزخیونکی
جماعت کہیگی کہ اے پروردگار ہمکو اس بلاسے نکال اگر ہم پھر ایسی خطا کرین تو ظالم
ہین خدا تعالے جواب دیگا کہ اس آگ مین میری رحمت سے ناامید ہو جاؤ اور مجھہ سے
مت بولو بیان کرتے ہین کہ جب خدا تعالی یہہ فرمائیگا تو سب دوزخی گونگے ہوجاوینگے
اور دوزخ مین کتون کیطرح بھونکنے لگینگے خدا تعالی ہمکو اس سخت عذاب اور
خواری سے پناہ دے یہ بڑی مصیبت ہے یحیی ابن معاذ رازی نے فرمایا ہے کہ
مین نہین جانتا کونسی مصیبت ان دونوں مین سے سخت ہے یعنی بہشت کی نعمت کا
جاتا رہنا یا دوزخ مین جانا لیکن حال نعمت کا ضایع ہوجانا دوزخ کے عذاب سے

بہت آسان ہے اسواسطیکہ اگر عذاب دوزخ کا کبہی جدا ہونیوالا ہوتا تو شاید آسان ہوتا دشوار ہی اسمین یہی ہے کہ اسمین ہمیشہ رہنا ہوگا پس کون دل اسپر تحمل کرسکیگا اور کون نفس اسپر صبر کرسکیگا ــــ صبر آتش پہ ہے بہت دشوار ＊ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ اسی سبب سے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ آگ مین ہمیشہ رہنا خوف کرنیوالونکے دلونکے ٹکڑے کرتا ہے حسنؒ کے سامنے ذکر ہوا کہ سب سے پیچھے دوزخ مین سے ہنّاد کو نکالینگے اور یہ وہ شخص ہوگا کہ اسکو ہزار برس تک عذاب ہوگا تب فریاد کریگا اور کہیگا یا حنّان یا منّان اور پھر آگ سے نجات پاویگا حسن روئے اور کہا کہ کاشکے ہنّاد مین ہی ہوتا انکی اس بات سے تعجب معلوم ہوا انہون نے کہا یہہ تعجب کی بات نہین ہے آخر اسکو کسیوقت نکال تو لینگے ہمکو ڈر ہمیشگی کا ہے مین کہتا ہون کہ ان سب امور کا مدار ایک اصل پر رجوع کرتا ہے یعنی چہن جانا معرفت کا اور یہہ امر ہے کہ سبکی کمر کو توڑتا ہے اور منہ کو زرد کرتا ہے اور دلونکو کاٹتا ہے اور جگرونکو گلاتا ہے اور آنکہونکو رلاتا ہے اور نہایت خوف ڈر نیوالونکا یہی ہے خائفین مین سے ایک شخص نے کہا ہے کہ غم تین ہین ایک غم عبادت کا کہ قبول کرے یا نکرے ــ دوسرے غم گناہ کا کہ بخشے یا نہ بخشے تیسرے ڈر معرفت کے لے لینے کا کہ ایسا نہو کہ اپنی معرفت چہین لے اور مخلص لوگ کہتے ہین کہ غم ایک سے زیادہ نہین ہے اور وہ معرفت کے سلب کرنیکا غم ہے اس غم کے سوا اور غم آسان ہین کیونکہ وہ جلد جاتے رہتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ یوسف اسباط نے کہا کہ مین ایک رات سفیان ثوریؒ کے پاس تہا مین نے دیکہا کہ سفیان تمام رات روتے رہے مین نے انسے کہا کہ

کیون روتے ہو شاید تم گناہون کے سبب سے روتے ہو پس انہون نے زمین سے
گہاس کا تنکا اُٹھایا اور کہا کہ خدا کے نزدیک گناہونکا بخشنا اس سے بھی زیادہ آسان
ہے مگر مجھکو سلب معرفت کا ڈر ہے تقریر گذشتہ سے یہہ تو معلوم ہوگیا کہ خوف و رجا
دونونکو ملاکر اختیار کرنا بہتر ہے اسواسطیکہ جسپر رجا غالب ہو وہ مرجیو نمین شامل ہے
اور جسپر خوف غالب ہو وہ خارجیو نمین شمار ہوگا مگر یہان یہ بیان کیا جاتا ہے کہ
ان دونون مین سے کسی حالین کوئی بہتر ہے یا نہین پس جبکہ بندہ قوی اور صحیح ہو تب
تو خوف بہتر ہے اور جب بیمار اور ضعیف ہو خاصکر نزع کیوقت مین رجا بہتر ہے اسیطرح
سے مین نے عالمون سے سنا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ مین
شکستہ دلونکے پاس ہون جو کہ خوف سے شکستہ دل ہین ؎ الا خوشباش کان
محبوب جانرا * بدرویشان و مسکینان سری ہست * تو چونکہ موت اور سکرات کیوقت مین
گناہون سے جو حالت صحت مین صادر ہوئے ہین دل شکستہ ہوتا ہے اسلئے اسوقت
مین رجا ہی بہتر ہے اور یہ جو حدیث شریف مین وارد ہے کہ خدا تعالی کے ساتھ حسن ظن
رکھنا چاہیئے اسکے یہہ معنی ہین کہ گناہون سے خوف کرنا اور اُسکے عذاب سے ڈرنا اور اسکی
عبادت مین کوشش کرنا ان باتونکے ساتھ حسن ظن چاہیئے نہ گستاخی اور معصیت کے
ساتھ غرض کہ اسمین ایک بڑی اصل اور باریک نکتہ یہہ ہے کہ اکثر لوگ تمنا اور رجا مین
فرق نہین کرتے اور اسیسے غلطی مین پڑجاتے ہین تو اُسکا جاننا ضروری ہے پس رجا
اصل اور ممکن ہے اور تمنا محض بے اصل اور غیر ممکن ہے اسکی مثال یہہ ہے کہ کسی نے
کھیتی کی اور اُسکے لئے مشقت اُٹھائی تو وہ اگر کہے کہ مجھے امید ہے کہ اسمین سے سو من

غلہ مجکو ملجائے تو یہ ارزو و رجا ہے اور تمنا کی مثال یہہ ہے کہ کسی شخص نے زراعت نکی اور تمام سال خوب سو یا اور غفلت مین رہا جب کاٹنے کا وقت آیا تو کہنے لگا کہ مجکو امید ہے کہ سو من غلہ ملیگا اسکا نام تمنا ہی نہ اصل ہے اسیطرح بندہ جب عبادت کریگا خدا تعالی کی اور گناہ سے باز رہیگا اور کہیگا کہ مین خدا سے امید رکہتا ہون کہ میرے اسا تہوڑے کام کو قبول کرے اور اسکی کمی کو پورا کرے اور بڑا ثواب عنایت فرماوے اور لغزش معاف کرے تو ان آرزوونکا نام رجا ہے مگر جب غافل رہے اور عبادت کو چہوڑ دے اور گناہ کرے اور خدا تعالی کے غصہ کا خوف نرکہے اور اسکی رضامندی پر التفات نکرے اور اسکے وعدہ اور وعید کی پروا نکرے اور کہے کہ مین خدا تعالی سے بہشت کی امید رکہتا ہون اور دوزخ سے بچنے کی التجا کرتا ہون اسکا نام تمنا ہی نہ اصل ہے اس سے کچہہ فائدہ نہین اپنی نادانی سے اسکا نام رجا اور حسن ظن رکہہ لیا ہے اور حقیقت مین یہہ خطا اور گمراہی ہے چنانچہ اسیکے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی فرمایا ہے کہ عقلمند وہ آدمی ہے جو اپنے نفس سے حساب کرے اور موت کے لئے نیک عمل کرے اور احمق آدمی وہ ہے کہ اپنے نفس کی پیروی کرے اور خدا تعالے سے مغفرت کی طمع رکہے اور حسن بصری نے اسباب مین فرمایا ہے کہ ایک قوم کو مغفرت کی تمنا نے عمل کرنے سے باز رکہا یہانتک کہ دنیا سے چلدئے اور انکے پاس کوئی نیکی نتھی کہتے تھے کہ ہم خدا تعالی کے ساتہہ نیک گمان کرتے ہین اور جہوٹ کہتے تھے کیونکہ اگر انکو نیک ظن ہوتا تو عمل خیر کرنے مین معروف ہوتے جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

یعنی جو تم اپنے پروردگار کے ساتھہ گمان کرتے تھے اِس گمان نے تمکو ہلاک کیا پس ہوگئے تم ٹوٹے والونمین جعفر ضبعی کہتے ہین کہ مین نے ابو میسرہ عابد کو دیکھا کہ انتہا مجاہدے کے سبب سے اُنکی پسلیان نکل آئی ہین مین نے کہا کہ اتنا مجاہدہ کیون کرتے ہو خدا تعالی کی رحمت تو فراخ ہے غصہ ہوکر جواب دیا کہ تونے کونسی بات دیکھی جو میری نا امیدی پر دلیل رکہتی قولہ تعالی اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی خدا تعالی کی رحمت نیک کارونکے قریب ہے راوی کہتے ہین کہ اُسکی اِس بات نے مجکو رولایا پس خلاصہ اِس بیان کا یہ ہے کہ اِس امت مرحومہ مین سے جب کسی بندہ نے اگر رحمت خدا تعالی کو یاد کیا اور اُسکے نہایت فضل اور کمال کو دہیان کیا اور شروع قرآن مجید کا یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دیکھا اور بہت سی نعمتونکو جو نئے سفارش ملی ہین دہیان کیا اور دوسری طرف سے اُسکی کمال بزرگی اور بڑائی اور ہیبت کو معلوم کیا اور اُسکے غصہ کو جسکے تحمل کی زمین آسمانکو طاقت نہین دیکھا بعد اسکے اپنی غفلت اور کثرت گناہونکو خیال کیا پہر عملون مین وہانکا معاملہ سخت نظر پڑا تو یہ سب باتین اُسکا خوف ورجا کیطرف لاوینگی اور دونون طرف سے بچا ہوا بیچ کے راستے پر چلنے لگے گا یعنی ایک معجون مرکب امن و یاس سے نہایت خوشگوار کہائیگا اور رجا صرف کی سردی اور خوف محض کی گرمی سے بالکل چہٹی پائیگا اور مقصود تک پہنچیگا اور دونون مرضون سے نجات پاکرنے کسی فتور اور غفلت کے رات دن خدمت ادا کرتا ہوا چلا جائیگا اور اصفیا اور عابدونمین شمار ہوگا اور خطر کی گہاٹی کو پیچھے چہوڑیگا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

[illegible marginal handwritten notes]

فصل چهٹی گهاٹی قوادح کی

پهر سالک کو لازم هے که اپنے عمل کو اس چیز سے بچاوے جو عمل مین فساد کرتی هے
اور اسکو باطل کر دیتی هے اور هم کهه چکے هین که وه چیزین دو هین ایک ریا دوسری
عجب جاننا چاهیے که ریا سے پرهیز کرنا دو چیزونکے سبب سے ضروری هے اول یهه
که اگر عبادت مین ریا نکرے تو قبول هو اور ثواب بهی بهت حاصل هو اور اگر ریا کی تو
عبادت قبول نهوگی اور ثواب بالکل حاصل نهوگا یا کم حاصل هوگا چنانچه رسول الله
صلی الله علیه وسلم سے روایت کرتے هین که خدا تعالی نے فرمایا هے که سبسے بے پرواه
سے زیاده بے پروا شرک سے مین هون یعنی جو کوئی عمل کرے اور میرے سوا دوسرے کو
شریک کرے تو مین اسکے عمل کو قبول نکرونگا البته اگر خالص میرے واسطے هو تو قبول
کرونگا اور کهتے هین که ریاکار قیامت کے دن جب عمل کے ثواب کی درخواست کریگا تو
خدا تعالی کهیگا کیا مجلسونمین تجکو بلند جگهه نهین بٹهلایا تها کیا دنیا مین تجکو سرداری نهین
ملی تهی کیا تیرے ساتهه لوگون نے چیزونکو ارزان نهین بیچا تها جو اب ثواب کی طلب
کرتا هے یعنی جو نیت تیرے عمل سے تهی وه دنیا مین تجکو سب دے چکے هین دوسرا سبب ریا
سے بچنے کا یهه هے که ریا مین سخت ڈر هے اور بڑا نقصان هے یعنی اسمین دو فضیحتین هین
اور دو مصیبتین ایک فضیحت پوشیده هے یعنے فرشتونکے سامنے چنانچه بیان کرتے هین که
جس وقت فرشتے بنده کے عمل کو خوش هوتے اوپر لیجاتے هین تو خدا تعالی فرماتا هے که
لیجاؤ اور دوزخ مین ڈالدو کیونکه اراده بنده کا اس عمل سے مین نهین تها پس فضیحت هوگا
دوسری فضیحت علانیه هے اور وه قیامت کے دن سب خلقت کے سامنے هوگی جیسا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہین کہ ریا کرنیوالے کو قیامت کے دن
چار ناموں سے پکارینگے کہ ای کافر ای فاجر ای مکار ای ریاکار اور پہر کہینگے تیری
کوشش نکمی ہوئی اور تیرا ثواب برباد گیا آج تیرا کچھ حصہ نہین ہے اُسی سے ثواب طلب کر جسکے
لئے تونے عمل کیا تہا اور بیان کرتے ہین کہ قیامت کے دن ایک پکارنیوالا پکاریگا
اسطرح کہ تمام خلقت سُنیگے کہ کہان ہین وہ لوگ جو آدمیونکو پوجا کرتے تھے کہڑے
ہون اور جنکو پوجا کرتے تھے اُنسے اپنی عبادت کا ثواب لے لین کیونکہ مین ایسے عمل کو
قبول نہین کرتا جسمین ملاوہ ہو اور دو مصیبتین ریا مین یہہ ہین کہ اول تو بہشت ہاتہہ سے
جاتی رہتی ہے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت لئے
یہہ بات کہی ہے کہ مین بخیل اور ریا کرنیوالے پر حرام ہوں اور بعض لوگون نے اِس حدیث
کے معنو مین تاویل کی ہے کہ بخیل سے مراد یہہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے سے بخیلی کی
ہو اور ریا کرنیوالے سے یہہ مراد ہے کہ ایمان اور توحید مین ریا کی ہو مگر یہہ قول ضعیف
ہے معنی اسکے یہہ ہین کہ جس شخص نے اپنے نفس کو بخل اور ریا سے پاک نہین کیا ایسے
آدمی کو ایمان کے جاتے رہنے کا خوف ہے اور جب ایمان گیا تو کفر مین گرفتار
ہوگا تو ضروری بہشت ہاتہہ سے نکلجائیگی دوسری مصیبت آگمین داخل ہونے کی ہے اسواسطے کہ
ابوہریرہؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ قیامت کے دن پہلے
اُس آدمی کو لاوینگے جسنے قران پڑہا ہو اور اُس مرد کو جو خدا کے راستے مین مارا گیا ہو
اور جسکے پاس مال تہا اُسنے خدا کی راہ مین خرچ کیا ہو پہر خدا تعالی قران خوان سے
کہیگا کہ مین نے اپنے جس کلام کو رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تہا تجکو سکہلایا

بندہ کہیگا خدایا سچ ہے خدا تعالی فرماویگا تونے سیکہہ کر کیا کیا بندہ جواب دیگا
کہ رات دن تیرے واسطے پڑہا خدا تعالی فرماویگا جہوٹ بولا اور فرشتے کہین گے
کہ تو جہوٹ کہتا ہے اسواسطیکہ تیری غرض یہہ تہی کہ لوگ مجکو کہین کہ فلانا شخص قاری
ہے پس وہ تو کہہ چُکے پہر مال والیکولاوینگے اُس سے خدا تعالی کہیگا کہ ہم نے
تجکو نعمت بہت سی دی تہی اور تجکو کسیکا محتاج نہین کیا تہا بندہ کہیگا کہ بیشک یارب
خدا تعالے فرماویگا کہ تجکو اتنا کچہہ ملا تونے کیا کیا بندہ جواب دیگا کہ صلۂ رحم بجالایا اور
تیرے واسطے صدقہ دیا خدا تعالی فرماویگا جہوٹا ہے اور فرشتے کہینگے جہوٹ کہتا ہے
بلکہ تیری غرض یہہ تہی کہ لوگ یون کہین کہ فلانا شخص سخی ہے سو انہون نے کہا
پہر اُس شخص کو لاوینگے جو خدا تعالی کی راہ مین مارا گیا تہا اُس سے پوچہا جاویگا
کہ تونے کیا کیا جواب دیگا کہ تونے جہاد کو فرمایا تہا مینے جہاد کیا یہانتک کہ تیری
راہ مین مارا گیا خدا تعالی فرماویگا جہوٹ ہے اور فرشتے کہین گے کہ جہوٹ کہتا
ہے تیرا مطلب تہا کہ لوگ یون کہین کہ فلانا شخص بہادر ہے سو یہہ تو انہون نے
کہا اب ہم سے کیا چاہتے ہو تمہارا بدلہ دنیا مین ہو چکا پہر حکم ہوگا کہ ان سبکو
اوندہے کہینچکر ذلت اور خواری سے دوزخ مین ڈالدو ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک بیان فرماکر میرے گہٹنو پر ہاتہہ مارے کہ
اے ابوہریرہ یہہ لوگ ہین خدا تعالی کی خلقت مین سے جن سے دوزخ کی آگ اول
روشن ہوگی ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے
سُنا ہے کہ دوزخ اور اہل دوزخ ریاءوالون سے فریاد کرینگے عرض کیا یارسول اللہ

دوزخ کیونکر فریاد کریگی جواب مین فرمایا کہ آگ کی گرمی سے جس سے اُنکو عذاب کریگی جہنم
بہی فریاد کریگی آپ اخلاص اور ریا کی حقیقت اور اُنکے حکم اور تاثیر کو جاننا چاہیے ہمارے
علماء کے نزدیک اخلاص دو ہین ایک اخلاص عمل مین دوسرا اخلاص طلب اجر عمل مین —
اخلاص درعمل کے معنی یہہ ہین کہ عمل سے قصد نزدیکی خداتعالی کا کرنا اور اُسکے حکم کی
تعظیم کرنی اور اُسکے فرمانے کو گوش قبول سے سُننا اور اِس اخلاص کا سبب اعتقاد
صحیح ہوتا ہے اور اُسکی ضد نفاق ہے جسکے یہہ معنی ہین کہ غیر اللہ کیطرف تقرب اختیار
کرنا یا خدا کے ساتھہ اعتقاد فاسد رکہنا اور اخلاص در طلب اجر یہہ ہے کہ عمل خیر سے
آخرت کے نفع کی نیت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص کے باب مین پوچھا
فرمایا کہ اخلاص یہہ ہے کہ تو کہے کہ میرا پروردگار خدای عزوجل ہے اور پہر اُسکے احکام
پر ثابت قدم رہے یعنی ہوا اور نفس کو نہ پوجے اور پروردگار کے سوا کسیکو عبادت نکرے
اور عبادت مین سیدہا رہے جسطرح حکم ہے یہہ اشارہ اسبابکی طرف ہے کہ خدا کے
سوا سب سے قطع کرے یہہ اخلاص حقیقی ہے اور اخلاص در طلب اجر کی ضد ریا ہے جو کہ
آخرت کے عمل سے دنیا کے نفع کا ارادہ ہو اُسکی دو قسمین ہین ریاء محض اور ریاء تخلیط
ریاء محض اُسکو کہتے ہین کہ فقط دنیا کے نفع کا ارادہ ہو اور ریاء تخلیط اُسکو کہتے ہین کہ دنیا
اور آخرت دونونکے نفع کا خیال ہو یہہ تعریف اخلاص اور ریا کی ہے اور اُنکی تاثیر عمل
مین یہہ ہے کہ اخلاص عمل فعل کو عبادت کردیتی ہے اور اخلاص طلب اجر فعل کو مقبول اور
کثیر الاجر کردیتی ہے اور نفاق عمل کو ضائع کردیتا ہے اور موجب قربت ہونے سے
اُسکو خارج کردیتا ہے اور اُس ثواب کے استحقاق سے بہی محروم رکہتا ہے جو اِس عمل کے

واسطے وعدہ ہوا ہے باقی رہی ریا کی تاثیر سو بعضے علماء کے نزدیک عارف سے ریا محض
نہین ہوتا ہے زاہد کہ درم گرفت و دینار * زاہد تر از و دگر بدست آر * اور ریا کی جہت سے
نصف ثواب باطل ہوتا ہے اور بعضو نکے نزدیک عارف سے ریا محض کا ہونا ممکن ہے
اور نصف اضعاف کو ضائع کر دیتی ہے مثلاً اگر کسی عمل مین دس گنا ثواب ملتا تو پانچ
گنا ملیگا اور ریاء تخلیط سے چوتہائی اضعاف خراب جاتے ہین مثلاً دس کی جگہہ ساڑھے
سات ملتے ہین اور ہمارے علماء کے نزدیک صحیح یہہ بات ہے کہ عارف سے آخرت کے
ذکر کے ساتھہ ریاء محض ممکن نہین ہے مگر سہواً اور تاثیر کے باب مین مختار یہہ ہے کہ
ریا کے اثر سے عمل قبول نہین ہوتا یا ثواب مین نقصان ہوتا ہے نصف اور ربع کی کچھہ
تخصیص نہین ہے اور ان مسائل کی شرح بہت بڑی ہے کتاب احیاء العلوم اور
اسرار معاملات دین مین پورا اسکو بیان کر دیا ہے اب یہہ بیان ہوتا ہے کہ اخلاص کی
کون کون سی جگہہ ہین اور کونسی عبادت مین اخلاص ضروری ہے جاننا چاہیئے کہ
بعضے علماء کے نزدیک عمل تین قسم کے ہین ایک قسم یہہ ہے کہ اسمین دونو قسم کا اخلاص
ہو اور یہہ عبادت اصلی ظاہری مین ہے اور ایک قسم یہہ ہے کہ اسمین دونو اخلاص نہو
وہ اصلی اعمال باطن ہین اور ایک قسم یہہ ہے کہ اسمین اخلاص طلب اجر کا ہو نہ اخلاص عمل
کا اور یہہ وہ مباحات ہین جو ضرورت سے زیادہ ثواب کے لئے اختیار کر لیتے ہین اور ہمارے
مرشد نے فرمایا ہے کہ جو عبادات اصلی مین سے غیر اللہ کیواسطے ہو سکتا ہو تو اوسمین
اخلاص عمل ہوتا ہے اس قول پر اکثر باطن کی عبادتونمین اخلاص عمل واقع ہوگا اور
اخلاص طلب اجر مین مشایخ کرامیہ نے فرمایا ہے کہ باطن کی عبادتونمین اخلاص طلب اجر

نہین ہوسکتا اسواسطیکہ خدا تعالی کے سوا اوسپر کوئی جبر دار نہین پس اس مین ریا
نہین ہوسکتی اسلیئے اخلاص طلب اجر کی احتیاج نہوگی اور نیز ہمارے مرشد کا یہہ قول ہے
کہ جو مرید عبادت باطن کے بدلے مین خدا تعالی سے دنیا کا نفع چاہے وہ بہی ریا مین شامل
ہے تو اس قول کے بموجب اکثر باطن کی عبادتونمین دونو اخلاص ہوسکتے ہین اور اسیطرح
نوافل مین شروع کیوقت دونو اخلاص ضروری ہین لیکن مباحات مین اخلاص طلب اجر
کا ہوتا ہے نہ اخلاص عمل کا اسواسطیکہ انمین صلاحیت اسبات کی نہین ہے کہ بالذات قربت
ہون بلکہ قربت کے لئے آلہ اور سامان ہین یہہ مواضع اخلاص کے تھے اب انکا وقت
سننا چاہیئے کہ عمل مین کسوقت اخلاص وغیرہ واقع ہوتے ہین جاننا چاہیئے کہ اخلاص
عمل افعال کے ساتہہ ہی ہوتا ہے پیچہے نہین ہوتا لیکن اخلاص طلب اجر کبہی آخر مین ہوتا ہے
اور بعضے علما کے نزدیک اسبابمین اعتبار کام سے فارغ ہونے کے وقت کا ہے پس جب
فارغ ہوا اخلاص پر یا ریا پر تو کام تمام ہوگیا اب اور تدارک ممکن نہین ہے اور عابدین
کرام یہہ کہتے ہین کہ ریا سے جو غرض عامل کی ہے جبتک اُسکو حاصل نہو تب تک اُس عمل
مین اخلاص کا امکان ہے اور جب وہ مطلوب ملجاویگا تو پہر اخلاص نہین ہوسکیگی اور بعضے
علماء کا قول ہے کہ مرنے تک فرضونمین اخلاص ممکن ہے نوافل مین ممکن نہین اور
فرق یہہ بیان کیا ہے کہ فرضونکو بندہ نے خدا کے حکم سے ادا کیا ہے تو اسمین امید
فضل ہوسکتی ہے اور نفلین تو اپنے مطلب کیواسطے کی ہین اُسمین لینے کے دینے پڑینگے
یعنی اُس سے باز پرس ہوگی کہ ناحق اپنے نفس پر کیون جبر کیا مین کہتا ہون کہ ان مسائل
مین یہ فائدہ ہے کہ جو کوئی کسی عمل مین ریا کرے یا اخلاص کو ترک کرے تو اُسکا

تدارک کسیطوح سے جو کہ بیان کی گئی ممکن ہو جاوے اور لوگونکا مذہب ذکر کرنیسے
ان دقیق باتونمین ہماری غرض یہہ تہی کہ مبتدی[1] پر عبادت کا راستہ آسان ہو جاوے
کیونکہ اگر ایک قول مین اپنے مرض کی دوا نپاوے تو دوسرے قول مین دریافت کرلے
پس اسکو خوب سمجہہ لینا چاہیئے آب اسمین اختلاف ہے کہ ہر ایک عمل کیلئے علیحدہ اخلاص
ضروری ہے یا نہین بعضونے کہا کہ سب عبادتونمین جدا اخلاص کا ہونا واجب ہے اور
بعضونکے نزدیک چند اعمال کے لیئے ایک ہی اخلاص رواہے پس جو عمل کہ ذوارکان[2]
ہے مثل وضو اور نماز کے اسمین ایک اخلاص کافی ہے اسواسطیکہ ارکان اور صلاح اور اجزا
کے بعض انکا بعض کے ساتہہ متعلق ہے گویا سب بلکہ ایک عمل ہوتے ہین باقی رہی
بات کہ اگر کوئی اسطرح عمل کرے کہ اسکی غرض تعریف اور نفع لوگونسے نہو بلکہ دنیاوی
غرض خدا تعالی ہی سے ہو تو وہ بہی ریا مین شامل ہے یا نہین جاننا چاہیئے کہ یہہ بہی
ریاء محض ہے کیونکہ ریا مین مراد کا اعتبار ہے نہ اسکا کہ جس سے مراد طلب کرتا ہے
پس جبکہ کسیکی مراد عمل خیر سے دنیا کا نفع ہو وہ بہی ریا ہی ہے خواہ خدا تعالی سے
طلب کرے یا آدمیونسے جیسا خدا تعالی اپنی کتاب مین فرماتا ہے مَنْ كَانَ
يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ
یعنی جسکی غرض دنیا کی کہیتی ہو دیوینگے ہم اسکو اسمین سے اور نہوگا اسکے واسطے آخرت
مین حصہ پس لفظ ریا مین اعتبار رویت بلحاظ اشتقاق کے نسمجہنا چاہیئے اور اس ارادہ
فاسد کا نام جو ریا رکہا ہے اس سبب سے ہے کہ اکثر لوگونکی طرف سے اور انکے دکہلاو
سے ہوتا ہے اسکو خوب سمجہہ لینا چاہیئے پھر کوئی عبادت کے ذریعہ سے خدا تعالے

سے دنیا چاہتا ہے اسلئے کہ لوگونکا محتاج نہو اور اسکو عبادت پر تقویت ہو تو اسکا
یہہ حال ہے کہ لوگونکی طرف احتیاج نرہنا مال و جاہ کی کثرت سے حاصل ہونا ممکن نہین
بلکہ یہہ بات قناعت سے اور خدا تعالی پر اعتماد کرنے سے ہوتی ہے لیکن یہہ طلب اگر
تقویت عبادت کے لئے ہو تو البتہ ریا نہین ہے اور اسیطرح جو کام آخرت سے علاقہ
رکھے اسکا طلب کرنا عمل خیر سے ریا مین شامل نہین مثلا مراد کسی شخص کی یہہ ہو کہ لوگ
میری تعظیم کرین اور دوست رکھین اور غرض اس سے مذہب حق کا مدد کرنا اور علم کا
پھیلانا اور لوگونکو عبادت پر آمادہ کرنا ہو تو یہہ ریا مین شمار نہوگا البتہ اگر غرض صرف
نفس کی بزرگی اور دنیا ہی ہوگی تو بیشک ریا مین شمار ہوگا مین نے اپنے بعضے بزرگون سے
پوچھا کہ اولیا نے تنگی کے دنونمین سورہ واقعہ پڑہی ہے اور غرض انکی اسکے پڑہنے سے
یہہ تہی کہ خدا تعالی سختی انسے دور کرے اور دنیا کو فراخ کردے کسطرح جائز ہے کہ بتا
دنیا کی عمل خیر کے وسیلہ سے طلب کرے انہون نے جوابدیا کہ انکی مراد یہہ تہی کہ خدا تعالے
انکو قناعت دیوے یا قوت جسکے سبب سے عبادت کر سکین یا علم پڑہ سکین اور یہ منجملہ ارادہ
خیر سے ہے نہ دنیا کے ارادونمین سے اور جاننا چاہیئے کہ اس سورت کا پڑہنا رزق کی
سختی کے لئے پہلے لوگونکی عادت مین سے ہے اور اس باب مین حدیثین اور آثار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے وارد ہین یہانتک کہ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت
ابن مسعود رضہ پر لوگون نے غصہ کیا کہ اولاد کیواسطے تم نے کچہہ نچہوڑا تو انہون نے جواب
دیا کہ سورہ واقعہ انکے واسطے چہوڑ چلا ہون اور علماء اور مشائخ سلف سے نے جو اس سورت
کو پڑہا ہے اسکی وجہہ یہی ہے ورنہ خدا کے فضل سے دنیا کی تنگی اور سختیون پر انکو توجہ نہین

بلکہ بہتیرے لوگ ہین کہ دنیا کی سختیون اور تنگیونکو غنیمت سمجھتے ہین اور خدا تعالی کا احسان جانتے ہین اور اگر دنیا اُنپر کشادہ کردیجاےٴ تو خوف کرین اور ناخوش ہون اور خدا تعالی کیطرف سے ایک امر خلاف عادت اور مصیبت جانین اُنکا قول یہہ ہے کہ بہوک ہماری پونجی ہے اور تصوف والونکے مذہب کی اصل اسی پر ہے اور میرا اور میرے بزرگونکا مذہب بہی یہی ہے لیکن بعض متاخرین نے جو اسباب مین کمی کی ہے اُسکا کچھہ اعتبار نہین ہے اور مین نے جو یہہ بات اسجگہہ پر ذکر کی ہے اِسکا سبب یہہ ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی مخالف اُنکے مطلب سے بیخبر ہو کر اور نرے جاننے بوجہنے اُنپر غلطی پکڑے یا کوئی مبتدی سادہ لوح کہ علم سے اُسکو بہرہ نہو اور غلطی سے کہنے لگے کہ یہ بات زہد والون اور اہل تجرد اور ارباب صبر و ریاضت کے قابل نہین معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ بات سنت سے لی ہوئی ہے اور اُس سے غرض بندے کا حاصل ہونا اور عبادت پر تقویت ہے نہ ہوای نفس اور شہوت یا تنگ آنا سختی کے تحمل خواہ بہوک سے اگر یہہ ہے کہ اِس سورہ کے پڑہنے کے بعد قناعت دلمین پیدا ہوجاتی ہے اور بہوک کی حرص دور ہو جاتی ہے اور دلکو کہانے کیطرف سے تسلی ہو جاتی ہے جسنے امتحان کیا ہوگا اُسکو اُسکا حال خوب معلوم ہے

دوسرا قادح عجب ہے

دو سببونکی جہت سے عجب سے بچنا ضروری ہے پہلا یہہ کہ عجب کرنیوالا توفیق سے محروم رہتا ہے اسواسطےکہ عجب والا مخذول ہوتا ہے جو خدا سے توفیق یافتہ کی اور جب بندہ سے توفیق منقطع ہوئی تو جلد ہلاک ہو جاویگا اِسی سبب سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہلاک کرنیوالی ہین ایک بخل کی پیروی دوسرے ہوای نفس کا اتباع تیسرے اپنے نفس پر آدمی کا عجب کرنا دوسرا سبب یہہ ہے کہ عجب عمل

صالح کا باعث ہے اسیوجہ سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ای جماعت حواریان بہت
چراغونکو ہوانے گل کردیا ہے اور بہت عابدونکو عجب نے فاسد کردیا ہے اور چونکہ غرض
اور نفع یہی عبادت سے ہے اور یہ خصلت بندہ کو اولاً عبادت سے محروم کرتی ہے اور اگر
تھوڑی سی عبادت کی بھی تو اسکو ثانیاً ضائع کردیتی ہے پس ایسی خصلت سے پرہیز
کرنا ضروری ہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے آب حقیقت عجب کی اور اسکے معنی
اور اسکی تاثیر اور حکم کو معلوم کرنا چاہیئے عجب کی حقیقت اتنی ہے کہ اپنے عمل صالح کو
بڑا جانے اور تفصیل اسکی یہہ ہے کہ بندہ عمل صالح سے مشرف ہونیکو خدا کے سوا
کسی اور سے دہشیان کرے خواہ لوگون سے یا نفس سے یا کسی دوسری چیز سے اس
پر بعض اوقات عجب مثلث ہوگا یعنی جسکو لوگون اور نفس اور غیر چیز سے تینون سے
خیال کرے اور مثنی ہوگا اگر انمین سے دو سے خیال کرے اور موحّد ہوگا اگر صرف
ایک چیز سے جانے اور عجب کی ضد احسان کا یاد کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ عمل صالح کو
خدا تعالی کی توفیق سے سمجھے کہ اسکو بزرگی دی اور ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور قدر
اسکی بڑی مقرر کی اور یہہ احسان کا یاد کرنا جب عجب کے لوازم موجود ہون یا خطرات
درپیش ہون فرض ہے اور باقی سب وقتون مین نفل ہے اور عجب کی تاثیر عمل صالح مین
یہہ ہوتی ہے کہ بعضی علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی عجب کرے اسکے عمل جاتے رہتے ہین اور
اگر مرنے سے پہلے توبہ کرلیوے تو عمل اسکے سلامت رہتے ہین محمد صاحب جو مشایخ
کرامیہ مین سے ہے اسکو اختیار کیا ہے اور عمل کا ضائع ہونا اسکے نزدیک یہہ ہے
کہ بالکل اسکا ثواب ملے اور اور لوگ کہتے ہین کہ ضائع ہونے سے یہہ غرض ہے کہ

اضعاف ثواب کے جاتے رہتے ہین کل نہین جاتا یہان یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ بندہ عارف پر یہہ بات کسطرح پوشیدہ رہتی ہے کہ عمل صالح کی توفیق کو خدا تعالی کیطرف سے نہین جانتا تو اسکے جواب مین ایک باریک نکتہ لکھا جاتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ آدمی عجب مین تین قسم کے ہین اول قسم عجبی وہ لوگ ہین جو سب حالمین عجب کرین وہ معتزلہ اور قدریہ ہین اور وہ لوگ کہ خدا تعالی کی سنت فعل مین اپنے اور نہین جانتے اور عنایت اور توفیق اور لطف خاص کے منکر ہین یہہ حال ایک شبہہ کے سبب سے انپر غالب ہوگیا ہے اور دوسری قسم یہہ ہے کہ وہ ہر حالمین سنت کا ذکر کرتے ہین وہ اہل عنایت ہین انکو کسی عمل مین عجب نہین ہے بسبب اس بصیرت کے جو خدا تعالی کیطرف سے انکو عنایت ہوئی ہے اور تیسری قسم مین تخلیط والے ہین وہ تمام اہل سنت و جماعت کے لوگ ہین کہ کبھی ہوشیار ہون اور خدا تعالی کی سنت کا ذکر کرین اور کبھی بسبب غفلت عارضی اور سستی اجتہاد اور نقصان بصیرت کے عجب کرنے لگتے ہین اور قدریہ اور معتزلہ کے افعال مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ انکے سب افعال انکے اعتقاد کے سبب سے خراب اور ضائع ہوجاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ کوئی عمل اعتقاد کے سبب انکا ضائع نہوگا جبتک کہ عجب کے ساتھہ مخصوص نہو جیسا کہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد مین ہے کہ ہر عمل عجب کو مانع نہین جبتک کہ مخصوص ذکر سنت کے ساتھہ نہو اب یہ جاننا چاہیے کہ ریا اور عجب کے سوا بھی قادح عمل کے بہت ہین لیکن ان دونونکو خاصۃً ذکر کرنیکی یہہ وجہ ہے کہ یہہ دونون اصل ہین اور مدار کار انہین پر ہے اور بعضے مشایخ نے کہا ہے کہ بندہ کو ضرور ہے کہ عمل کو دس چیزون سے حفاظت کرے نفاق اور ریا اور تخلیط اور منّ اور اذی

اور ندامت اور عجب اور حسرت اور تہاون اور خوف ملامت لوگون کا اور تمہارے
مرشد نے ہر ایک خصلت کی ایک ضد فرمائی ہے کہ نفاق کی ضد اخلاص عمل ہے اور
ریا کی ضد اخلاص طلب اجر ہے اور تخلیط کی ضد جدا کرنا عمل کا ہے آمیزش نفع
دنیاوی سے اور منّ کی ضد سپرد کرنا عمل کا خدای عزوجل کو اور اذی کی ضد عمل کا
حفاظت کرنا اور ندامت کی ضد نفس کا ثابت رکھنا اور عجب کی ضد ذکر منت ہے اور
حسرت کی ضد عمل خیر کا غنیمت جاننا اور تہاون کی ضد توفیق کی تعظیم رکھنی اور خوف
ملامت مردمان کی ضد ڈر ہے خدا تعالی سے اور جاننا چاہیے کہ نفاق عمل کو
کھو دیتا ہے اور ریا عمل کو مردود کر دیتی ہے اور منّ اور اذی صدقہ کو بالکل اسی وقت
محو کر دیتے ہین اور بعضے مشایخ کے نزدیک کچھہ حصونکو کم کر دیتے ہین اور ندامت سب
مشایخ کے نزدیک عمل کو کھو دیتی ہے اور عجب حصے عمل کے ضائع کر دیتا ہے اور
حسرت اور تہاون اور خوف ملامت عمل کو ہلکا کر دیتے ہین اور اُسکا وزن دور کرتے
ہین مین کہتا ہون کہ غرض قبول اور رد فعل سے تعظیم اور سبکی ہے اور معنی حبط فعل
کے باطل ہونا اُسکے نفع کا ہے اور کبھی بالکل ثواب کے باطل ہونے سے ہوتا ہے اور کبھی
اضعاف ثواب کے جانے سے اور ثواب اُس نفع کا نام ہے جسکا مقتضی کوئی فعل خاص ہو
اور اضعاف ثواب اُسقدر پر زیادتی کو بولتے ہین اور گرانی وزن فعل کے معنی یہہ ہین
کہ موافق قرینہ احوال کے اُس فعل مین کچھہ زیادتی حاصل ہو جاوے چنانچہ احسان کرنا
اہل خیر کے حق مین بعد اُسکے ماباپ کے حق مین بعد اُسکے کسی پیغمبر کے لئے اور شہر مین
بھی گرانی ہوتی ہے مگر تضعیف یعنی زیادتی نہین ہوتی یہہ ہے خلاصہ اور مختصر اُس

تحقیق کا جو اسباب ہین مین نے کی ہے اسکو خوب سمجھہ لو اور اللہ توفیق دینے والا ہے
تنبیہہ اس گھاٹی کا قطع کرنا بڑی سعی اور کوشش سے ضرور ہے کیونکہ اسمین خوف
بہت ہے اسواسطیکہ صاحب عبادت نے سب گھاٹیونکو قطع کیا اور ان سب مصیبتونکو
سہا اب اسکو عبادت کی عمدہ پونجی حاصل ہوئی اور اس مایہ پر کچھہ خوف نہین
رہا سوا اس گھاٹی کے خصوصاً ان دو رہزنون یعنی ریا وعجب کے پس بچنا ان سے ضروری
ہوا اور مین ذکر کرتا ہون ہر ایک مین ان دونومین سے اصلین کافی اب ریا کے باب مین
چار اصل ہین پہلی اصل خدا تعالی فرماتا ہے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ
الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا
یعنی خدا تعالی نے پیدا کیا ساتون آسمانونکو اور اتنی ہی زمینونکو اور حکم اور بادشاہت
اسکی انمین جاری ہے تاکہ تم جان لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور اسکا علم سب شے
کو گھیرے ہوئے ہے یعنی بندہ کو گویا یون ارشاد ہے کہ مین نے تو آسمانون اور زمینونکو
اور جو انکے درمیان مین ہے اور بہت سے عجائب اور غرائب کو پیدا کرکے تیری نظر پر
کفایت کی ہے کہ تو انکو دیکھکر جان لے کہ مین سب عالمونپر قادر ہون اور تو دو رکعتین
نماز کی اتنے عیبون اور قصورون کے ساتھہ ادا کرتا ہے تو کیا تجکو یہہ کفایت نہین
کرتا کہ مین تجکو دیکھتا ہون اور تیرا حال جانتا ہون اور تیری ثنا کرکے ثواب دیتا ہون
یہہ خیال کیون کرتا ہے کہ میرے عمل کو خلق جانے اور تعریف کرے کیا یہی وفاداری
کی بات ہے کوئی عاقل اسکو پسند کریگا **شعر** بجائی تونے اے غافل ہماری قدر نعمت کی

یہی عہد مروت ہے وفا اِسکو بھی کہتے ہین ٭ دوسری اصل یہہ ہے جس کسی کے
پاس کوئی ایسا نفیس جوہر ہو کہ وہ اُسکے عوض ہزار اشرفیان لے سکتا ہے بہرہ ایک
پیسے کو بیچڈالے تو یہ کتنا بڑا نقصان ہے اور اِسکی کم ہمتی اور کم علمی اور بیعقلی پر کیسی
پکّی دلیل ہے اِسی طرح سے اگرچہ بندہ کو خلقت کی تعریف کرنے سے دنیا کی دولت حاصل
ہوتی ہے مگر بمقابلہ رضاے رب العالمین اور ثنا ہی اور شکر اور ثواب کے ایسی ہے جیسا ایک
پیسا مقابلہ مین ہزار دینار کے بلکہ تمام دنیا کے شعر عرضہ کردم دو جہان بر دل کار افتادہ
٭ بجز از ذکر تو باقی ہمہ فانی دانست ٭ پس سوچنے کا مقام ہے کہ کتنا بڑا خسارہ ہے کہ آدمی اتنی گرامتین عزتین۱۲
پیاری اور بزرگ ان حقیر دنیاوی چیزون کے بدلے مین اپنے پاس سے فوت کرے اور اگر خواہ مخواہ
اِس ہمت کی پستی سے کوئی چارہ نہو اور دنیا ہی لینی ہو تو چاہیئے کہ عبادت سے آخرت کا
قصد کرے تاکہ دنیا بھی اِسکے پیچھے چلی آوے بلکہ فقط خدا ہی کو طلب کرے تاکہ دو
جہان عنایت کرے کیونکہ وہ مالک ہے شعر یک جو ہی لبستاند صد جان دہد ٭ انچہ
در وہمت نیاید آن دہد ٭ اور خود فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط یعنی جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہے
پس خدا کے پاس دنیا اور آخرت کا ثواب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ خدا تعالی آخرت کے عمل کے بدلے مین دنیا تو دیدیتا ہے لیکن دنیا کے
عمل کے بدلے مین آخرت نہین دیتا پس اگر آدمی نیت خالص کرے اور ہمت کو آخرت ہی
کیواسطے کردے تو دنیا اور آخرت دونون حاصل ہون اور اگر فقط دنیا طلب کرے
تو آخرت اسیوقت جاتی رہتی ہے اور اکثر ایسا ہو کہ دنیا بھی حاصل نہو اور اگر ملی بھی جاوے

تو خود باقی نرہیگی پس دنیا و آخرت دونون سے خسارہ مین رہا تیسری اصل یہہ ہے
کہ جس مخلوق کیواسطے تو عمل کرتا ہے اور اُسکی رضا جوئی کرتا ہے اگر وہ خبردار ہو جاوے
کہ تو اُسکے پہسلانے اور خوشامد کی تدبیر کر رہا ہے تو وہ تجہہ سے دشمنی کریگا پہر عقلمند کیونکر
ایسے شخص کیواسطے عمل کرے اگر وہ خبر پاتیوے کہ یہ میری رضا جوئی کرتا ہے تو
دشمنی کرے ایسے شخص کی رضا جوئی کیواسطے عمل کیون نکرے کہ وہ تجکو دوست رکہے
اور سب سے مستغنی کردے یہہ اصل سمجہدار کے لئے بہت مفید ہے چوتھی اصل یہہ ہے کہ
اگر کسی کے اُسکو ایسی چیز نفیس ملجاوے کہ اُسکے وسیلہ سے کسی بڑے بادشاہ دنیا کو راضی
کر سکے اور وہ شخص اس چیز سے اس غرض کو تو چھوڑ دے بلکہ اُسکے واسطے سے رضا جوئی
کسی حلال خور خسیس کی کرے تو یہہ کتنی بڑی حماقت اور خساست ہوگی اور لوگ جُدا
ستا دینگے کہ اُسکو باوجود طاقت رکہنے رضامندی بادشاہ کے خاکروب کی رضا جوئی
کی کیا ضرورت تہی اب اُس سے دونون خوشی فوت ہوئی اسطرف سے رہگیا اور اُسطرف
سے نکالا گیا یہی حال ریاوالیکا ہے کہ اپنے عمل سے رضا جوئی مخلوق حقیر اور ضعیف کی
اُسکو کیا ضرورت ہے جبکہ پروردگار کی رضا حاصل کرنے پر قادر ہے ہان اگر رضا جوئی
لوگونکی نہین چہوٹ سکتی تو اُسکی تدبیر یہہ ہے کہ اپنا ارادہ مجرد کرے اور فقط خدا تعالی
کی رضا کی خواہش رکہے تاکہ لوگونکی بہی رضامندی حاصل ہو جاوے کیونکہ تمام دل
اُسکے قبضہ مین ہین جس طرف چاہے پہیر دے شعر تو ہم گردن از حکم داور مپیچ + کہ گردن
نپیچد ز حکم تو ہیچ + حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے خدا تعالی سے قسم کہا کر
کہا کہ مین عبادت اسلئے کرونگا کہ مشہور ہو جاؤن پس سب سے اول مسجد مین آتا

اور سب سے پیچھے جاتا اسطرح کہ ہر کوئی اُسکو ہر دم نماز ہی مین کہڑے ہوئے دیکھتا
اِسیطرحسے سات مہینے تک کیا اِتنی مدت مین جس جماعت کے پاس کو گذرتا وہ کہتے کہ
اِس ریا والے نے ایسا کیا اور اِس ریا والے نے یہہ کیا پہر اِس ارادہ سے باز آیا
اور اپنے جی مین کہا کہ آج سے عمل خدا ہی کیواسطے کرونگا اور وہی عمل سابق بدستور
کرتا رہا فقط نیت کے بدلتے ہی ایسا ہوگیا کہ جس جماعت پر کو گذرتا تو وہ کہتے کہ رحمت
ہو فلانے پر کہ خیر مین مصروف ہے جب حسنؓ نے یہہ حکایت تمام کی تو یہ آیت پڑہی
اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ
وُدًّا یعنی جو لوگ یقین لائے ہین اور کی ہین نیکیان اُنکو دیگا رحمن محبت یعنی اُنسے
محبت کریگا یا اور اُنکی دلمین اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دلمین اُنکی محبت پیدا کریگا اب
عجب کا حال سُنو کہ اِسمین تین اصل ہین پہلی اصل یہہ ہے کہ بندہ کے عمل کی قیمت اور قدر
اِس سبب سے ہے کہ خدا تعالی اُسکو قبول کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے دیکھو مزدور دو
درم کے بدلے مین تمام دن کام کرتا ہے اور پاسبان دو پیسے کے لالچ مین تمام رات
جاگتا ہے اِسیطرح سب پیشہ والے رات دن اپنا اپنا کام کرتے ہین اور اُنکے عملونکی
قیمت چند درم گنتی کے مقرر ہین لیکن بندہ صرف خدا تعالی کیواسطے کام کرے اور اِسیکے
لئے مثلاً دن مین روزہ رکہے تو وہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی ملیگا صبر کرنیوالون ہی کو بیحساب ثواب جیسا کہ حدیث
شریف مین ہے کہ اتنا ثواب ملیگا کہ نہ آنکھون دیکھا نہ کانون سُنا اور نہ کسی بشر کے
دلمین خطرہ گذرا اور یہہ وہی دن ہے جسکی قیمت بڑے رنج اور مصیبت اور مزدوری

پیسے دو درم ملتے مگر دونکی روٹی نہ کہانے سے اُسکی ایسی قیمت ہوگئی اور اگر ایک رات کو اُٹھے اور کوئی عمل خدا تعالی کیواسطے کرے تو فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ط یعنی نہین جانتا کوئی کہ مین نے کیا پوشیدہ رکہا ہے اُنکے لئے خنکی چشم سے بدلا اُن عملونکا جو اُنہون نے کئے ہین یہہ وہی رات ہے کہ اگر تمام رات جاگتا تو اُسکی قیمت تہوڑے پیسے ہوتے اب اِسکی اتنی قیمت ہوگئی بلکہ تمام دن اور رات کا تو کیا ذکر ہے اگر ایکساعت رات کو یا دن کو دو رکعت نماز کی چہوٹی سی ادا کرے یا کتنی فقط لا الہ الا اللہ کہے تو خدا تعالے فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی جو کوئی نیک عمل کرے مرد یا عورت اور وہ ایمان والا ہو داخل ہوگا بہشت مین اور دیا جاویگا رزق بحساب یہہ تمام ساعتونمین سے ایک ساعت کا ذکر ہے اور ایک دم کا کہ بندے اور دنیا دارون کے نزدیک اُسکی قدر و قیمت نہ تہی اور اِسطرحکی بہت سی ساعتین بیفائدہ ضائع ہوجاتی ہین پس قدر اپنی ساعتون اور نفسونکی جاننی اور اُنکی قیمت بڑہانی چاہیئے اسیلئے عقلمند آدمی کو ضرور ہے کہ اپنے کام کو حقیر سمجھے اور اُسکی قدر اور اُسکا شرف خدا تعالی کیطرف سے خیال کرے اور ایسے عمل کرنے سے بچے جسمین صلاحیت قبول خداوندی نہو کیونکہ ایسا عمل اپنی اصل کیطرف رجوع کرتا ہے کسیکا کام نہین ہوتا اُسکی مثال یہہ ہے کہ ایک خوشہ انگور یا دستہ ریحان کا ہے کہ اُسکی قیمت بازار مین ایک پیسہ ہے پس اگر اُسکو کوئی کسیوجہ سے بادشاہ کے پاس بطور تحفہ بہیجدے اور وہ اُسکو قبول کرلیوے تو کیا عجب ہے کہ اُسکے عوض ہزار دینار دیدیو

اور اگر اسکو پسند نہ آیا اور ہٹا دیا تو اپنی اصلی قیمت یعنی ایک پیسے کو بکیگا ایسا ہی حال
عبادت کا ہے خبردار اور ہوشیار ہو کر سمجھ لو دوسری اصل یہہ کہ معلوم کرنا چاہیے کہ
اگر کوئی دنیا کا بادشاہ کسیکا وظیفہ مقرر کرے کہانا ہو یا کپڑا یا روپیہ تو وہ اسکو رات
دن طرح طرح کی خدمتونکو خواری اور ذلت سے کہیگا اور کبہی ایسا بہی ہوگا کہ بہت کہڑے
ہونے سے اسکے پانون ورم کر جاینگے اور جب سوار ہوگا تو اسکی رکاب مین پیدل دوڑیگا
اور کبہی اسکے دشمن سے لڑیگا اور مارا جائیگا غرضکہ اس نفع حقیر فانی کیواسطے اتنی ذلت
اور مشقت اور بیعزتی کہ درحقیقت وہ بہی خدا تعالی ہی کیطرف سے ہے نہ کہ نااہل اپنے
اوپر برداشت کریگا اور خدا تعالی جسنے کہ اول پیدا کیا پہر پرورش کیا پہر ظاہر و باطن دین
و دنیا کی نعمتین دین اور جان کہ جسکے وسیلہ سے اپنے دل کا مطلب دوسرے سے کہہ سکتا
ہے عطا فرمائی اسطرح کہ کوئی عقل اسکی ماہیت کو نہین پہنچ سکتی ایسے خدا کے لئے دو رکعت
نماز بہت سے عیبون اور خرابیونکے ساتہہ ادا کرے اور باوجود بیشمار ثواب کے
کہ اسکو حاصل ہوگا اپنی عبادت کو برا جانے اور اسپر عجب کرے تو یہ کام کمال نادانی کا ہے
تیسری اصل یہہ ہے کہ اگر کوئی بادشاہ ہو کہ اسکی عادت یہہ ہے کہ بادشاہون اور
امیرونکو خدمت کے لئے کہے اور اسکے سامنے اولیا اور حکیم کہڑے ہون اور عقلا
اور علما اسکے گہوڑے کے آگے دوڑین اگر ایسا بادشاہ کسی بازاری یا گنوار کو بسبب حمق کے
جو اسمین ہے فرماوے کہ انکی برابر کہڑا ہو اور اسکی عیب دار خدمت پر رضامندی سے نظر
کرے پس اگر یہہ آدمی اس خدمت معیوب سے بادشاہ پر منت رکہنے لگے تو بیشک اسکو
دیوانہ کہنے لگے جب یہہ بات ٹہری تو جاننا چاہیے کہ خدا تعالی ایک بادشاہ ہے کہ

کہ آسمان اور زمین اور جو چیز انمین ہے سب اُسکو تسبیح کرتے ہین اور منجملہ اُسکے خادمون
کے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور عرش اُٹھانیوالے اور کرّوبی اور روحانی
ہین جنکی گنتی خدا تعالی کے سوا کسیکو نہین معلوم ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ
یعنے کوئی نہین جانتا ہے رب کے لشکرونکو مگر وہی پھر بعد انکے اُسکے خادمون مین
سے آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام جہانونسے بہتر حضرت محمد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سب انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین بڑے مرتبون اور مناقب
عزیز اور شریف اور مقامات بزرگ اور عبادات عظیمہ پھر اُنکے پیچھے علماء اور امام دینداران
اور زاہد ہین پاک دل اور عبادت خالص کے ساتھہ اور سبسے زیادہ ذلیل اُسکے خادمون
مین اُس دروازہ پر دنیا کے بادشاہ اور ظالم ہین پس اُس خدانے باوجود ہونے اتنی
عظمت اور جلال کے بندہ کو عبادت کرنیکی اجازت دیہے اور اُن دو رکعت عبادت
پر جو وہ اداکریگا خاص اپنی عنایت سے اتنے کچھہ ثواب کا وعدہ فرمایا ہے پس اگر
بندہ اُن دو رکعتونپر عجب کرے اور اُسکو بڑی کارگذاری سمجھے تو وہ بندہ کیسا خراب اور
تباہ اور نادان ہوگا اور ایک دوسری مثال اُسکی یہہ ہے کہ جب کوئی بڑا بادشاہ
اپنے لئے قیمتی تحفون اور جواہرونکے لانے کی اجازت دے اور کوئی ترکاری بیچنے والا یا
مولیونکا گٹھا یا کوئی گنوار انگور ونکا ایک خوشہ جسکی قیمت آنہ پائی ہے بادشاہ کی درگاہ
مین لادے اور ان بزرگون اور غنیونکا شریک ہو اور بادشاہ اس فقیر سے اور دوسرون
سے یہہ قبول کرے اور اُسکی طرف رضا اور قبول کی نظر سے دیکھے اور اُسکو خلعت نفیس
عطا فرما دے تو یہہ امر بادشاہ کیطرف سے صرف فضل و کرم ہے پس اگر یہہ فقیر اس بات

پر احسان رکھے اور اس مولی کے گچھے اور انگور کے خوشہ پر عجب کرے تو اسکو مجنون اور
بیعقل کہین گے پس آدمی کو چاہیئے کہ جب رات کو اُٹھے اور کچھ رکعتین ادا کرے اور فکر
کرے کہ اسوقت کتنے آدمی جنگل اور شہر اور دریا اور میدان مین صدیقین اور خائفین اور
مشتاقین اور متضرعین مین سے اُٹھے ہونگے اور خدا تعالی کے دروازہ پر کھڑے
ہونگے اور دل بریان چشم گریان اور زبان پاک مدح کہتے ہونگے پس میری نماز گو مین
اُسمین بقدر امکان کوشش اور اصلاح کرون لائق اُس بادشاہ بزرگ کے کیسے
ہوگی جسکے یہان ایسے ایسے عابد عبادت کرتے ہون ع کہئے جانان مین پونہچکر
کیا دلا کرتا ہے ناز * اس گلی مین تجہ سے بہتر سیکڑون اُفتادہ ہین * اور میرے پیر
نے فرمایا ہے ای غافل کبھی ایسی تیاری بھی نماز مین کی ہے جیسے ایک مالدار کے
پاس ہدیہ بھیجنے مین کیا کرتا ہے اور ابوبکر وراق نے فرمایا کرتے کہ جب مین نماز سے
فارغ ہوتا ہون تو ایسا شرماتا ہون جیسے کوئی عورت زنا کرکے شرماتی ہے *
اب ای مرد طالب اس گھاٹی مین خواب غفلت سے ہوشیار ہو نہین تو خسارہ والون
مین سے ہوگا کیونکہ یہہ گھاٹی دشوار اور تلخ اور سخت ہے اور سب سے زیادہ نقصان
کی باتین جو اس رستہ مین پیش آوینگی یہہ گھاٹی ہے اسواسطےکہ فائدہ سب عقبات
گذشتہ کا اسجگہہ ظاہر ہوگا اگر اس گھاٹی مین سلامت رہا تو نفع اٹھایا اور نہین تو کوشش
باطل ہوئی اور تمام عمر گمراہی مین گذری کیونکہ اس گھاٹی مین تین چیزین ایسی جمع ہوئی
ہین جنکے سبب سے اس سے گذرنا دشوار ہوگیا ہے اول یہہ کہ کام بہت باریک ہے
اسواسطےکہ ریا اور عجب کے [illegible] واقع عملون مین نہایت باریک اور پوشیدہ ہین اسلئے

اِسپر کوئی خبردار نہین ہوسکتا مگر جو عالم دانا دل اور متقی صاحب بصیرت دین
کے کام مین ہو جب یہہ حال ہے تو پہر اسپر جاہل اور غافل کیونکر خبردار ہوگا ایک
عالم نیشاپور نے مجہہ سے کہا کہ عطای سلمی رح نے ایک کپڑا بُنا اور بُننے مین حتی الوسع
احتیاط کی کہ کوئی عیب نرہے پہر بازار مین بزاز کے پاس لیگئے بزاز نے اُسکی قیمت
تہوڑی لگائی اور کہا کہ کپڑے مین اتنے عیب ہین عطاء رونے لگے یہانتک روئے
کہ بزاز پشیمان ہوا اور عذر سے پیش آیا اور کہا کہ اسکی قیمت جتنی آپکو چاہیے لیلیجیے
عطا رح نے کہا کہ میرا رونا اسوجہہ سے نہین ہے جو تو گمان رکہتا ہے بلکہ رونے کا
باعث یہہ ہے کہ مین اس پیشہ کو خوب جانتا ہون اور اسکو بڑی احتیاط سے بُنا تہا
تاکہ اسمین کوئی عیب نرہے جب مین ایسے شخص کو دکہلایا جو اُسکے عیب کو جانتا تہا اسمین
اتنے عیب نکالدیے کہ مین اُنسے خبردار نہ تہا پس ہمارے عملونکا حال کیونکر ہوگا
جس وقت کل (روز قیامت کو) خدا تعالی کے سامنے پیش کرین اور اُنمین اتنے نقصان ظاہر ہون
جنسے آج ہمکو خبر نہین اور ایک صالح رح نے فرمایا کہ مین ایک رات سحر کیوقت کوٹھے پر
کہ شارع عام کے نزدیک تہا سورۂ طٰہٰ پڑہتا تہا جب تمام کر چکا تو پڑکر سو رہا ایک شخص کو
خواب مین دیکہا کہ آسمان سے اُترا ہے اور اُسکے ہاتہہ مین ایک کاغذ ہے میرے سامنے
اُس کاغذ کو کہولا مین نے دیکہا کہ سورہ طٰہٰ لکہی ہے اور ہر ایک کلمہ کے نیچے دس نیکیان لکہی
ہوئی ہین مگر ایک کلمہ کے نیچے نہین لکہی مین نے کہا کہ خدا کی قسم مین نے یہ کلمہ پڑہا ہے
کسواسطے کہ اسکے نیچے ثواب نہین لکہا اُس شخص نے جواب دیا تو سچ کہتا ہے تو نے یہ کلمہ
پڑہا ہے اور اسکا ثواب بہی لکہا تہا لیکن عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ اسکو محو کردو

ہمنے اُسکو مٹادیا یہہ سُنکر مین خواب ہی مین رونے لگا کہ ایسا کیون ہوا اُسنے کہا کہ جب تو
اس کلمہ پر پونہچا ایک آدمی شارع عام سے جاتا تہا اُسکے سبب سے تونے اپنی آواز بلند کی
اِسلئے اِس کلمہ کا ثواب برباد گیا دوم یہہ کہ اِسمین نقصان بہت ہے اِسلئے کہ ریا اور عجب
بڑی آفتین ہین آنے مین تو ایک لحظہ مین آجاتی ہین اور نقصان ایسا کرتی ہین کہ نوّے
برس کی عبادت کو باطل کردیتی ہین بیان کرتے ہین کہ ایک شخص نے سفیان ثوری رح کی
مع ساتہیو نکے دعوت کی جسوقت کہا نیکے واسطے اُسکے گہر پر آئے تو اُس شخص نے اپنے گہر
والونسے کہا کہ وہ طباق جو مین پہلے حج مین لایا تہا لاؤ بلکہ دوسرے حج والا بہی لاؤ
جب یہ کلمہ کہا تو سفیان ثوری رح نے اُسکی طرف دیکہا اور کہا کہ ای مسکین دو حج کو تونے
دو کلمے کے بدلے کہو دیا تیسرے یہہ کہ اُسمین خطر عظیم ہے چار سببون سے ایک یہہ کہ خدا
تعالے ایسا بادشاہ ہے جسکی عظمت وجلال کی نہایت نہین دوسرے یہہ کہ تجہپر اُسکی
بیشمار نعمتین ہین تیسرے یہہ کہ تیرا بدن ایسا ہے کہ اُسمین عیب پوشیدہ ہین اور بہت سی
آفتین ہین چوتہے یہہ کہ بہت سے خوفناک ایسے کام واقع ہوتے ہین کہ اُنمین لغزش
ہوجاتی ہے اور نفس اس لغزش پر جلد مائل ہوجاتا ہے پس اب بندہ محتاج اِسبات کا
ہے کہ اپنے عیب دار بدن اور نفس مائل بشر سے ایسا عمل صاف اور سالم پیدا کرے
کہ درگاہ خداتعالے کے قابل ہو تاکہ جلال اُسکی عظمت کا اور کثرت نعمتو نکی باقی رہے
نہین تو ایسا بڑا نفع جاتا رہیگا کہ کوئی نفس اُسکے زوال کی سہار نہین کرسکتا بلکہ ایسی
مصیبت مین گرفتار ہوگا کہ اُسکے تحمل کی طاقت نرکہے اور یہہ بڑا کام ہے اور جلال اور
عظمت خداتعالی کی ایسی ہے کہ فرشتے مقرب رات دن اُسکی خدمتین کہڑے رہتے ہین

اور اُسکی عبادت کرتے ہین یہانتک کہ بعضے اُنمین سے پیدایش کے دن سے کہڑے ہین اور بعضے رکوع مین ہین اور بعضے سجدہ مین اور بعضے تسبیح مین اور بعضے تہلیل مین کہڑا ہونیوالا قیامت تک قیام کو تمام نہین کرسکتا اور نہ رکوع والا رکوع کو اور سجدہ کرنیوالا سجدہ کو اور نہ تسبیح کرنیوالا تسبیح کو اور نہ تہلیل کرنیوالا تہلیل تمام کرسکتا ہے اور جب اِس بڑی خدمت سے فارغ ہونگے تو معاً پکارینگے کہ تو پاک ہے ہمنے تیری عبادت ایسی نکی جو حق تہا عبادت کا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو سید المرسلین اور خیر العالمین ہین فرماتے ہین لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ یعنی مین تیری تعریف نہین کرسکتا تو اپنی تعریف آپ ہی کہہ سکتا ہے قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتوانہ کہ بجا آورد + اور نعمت خداتعالی کی اتنی ہے کہ اسکا شمار نہین ہوسکتا جیساکہ فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا یعنی اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتونکو تو نہ گن سکوگے ؎ اگر ہر موی من گردد زبانے + ز تو رانم بہر یک داستانے + نیارم گوہرِ شکر تو سُفتن + سر موئی ز احسانِ تو گفتن + بیان کرتے ہین کہ لوگونکو تین دیوان پیش کرینگے ایک نیکی کا دیوان دوسرا بدی کا دیوان تیسرا نعمتونکا دیوان پہر نعمتونکے دیوانونکو نیکیونکے مقابل رکہینگے تاکہ جتنی نیکیان ہین نعمتونکے مقابلہ مین جاتی رہین اور بُرائیان باقی رہجاوین اور حکم اسمین خدا ہی کو ہے جو چاہے سو کرے شعر آنچہ رود بر سرم چون تو پسندی رواست + بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست + اور عیب نفس کے اور اُسکی آفتین ہر ایک اپنی جگہہ پر ذکر کی گئی ہین اور دشوار یہہ کام ہے

کہ بندہ عبادت مین نشتر برعن رحمت کھینچے اور اپنے عیبون سے غافل رہے تو کبھی
ایسا ہوگا کہ کوئی بہی انمین سے قبول نہوا اور کبھی ایسا اتفاق ہوگا کہ برسونکی محنت ایک
ساعت مین باطل کردے اور سب سے بڑا یہہ ڈر ہے کہ اگر شاید خدا تعالی بندہ کیطرف
نظر کرتا ہے اور وہ ریا کے ساتہہ عبادتمین مشغول ہو یعنی ظاہر مین خدا کیطرف ہو اور
باطن مین خلق کیطرف پس نکالدے اپنی درگاہ سے اسطرح کہ پہر کبھی نہ بلاوے۔ ایک عالم
حسن بصری کی حکایت کرتے تھے کہ اُنکو مرنیکے بعد خوابمین دیکہا اور حال دریافت کیا تو
اُنہون نے فرمایا کہ خدا تعالی نے مجکو اپنے سامنے کہڑا کیا اور فرمایا کہ ای حسن تجکو وہ
دن یاد ہے کہ مسجد مین نماز ادا کرتا تہا جب تو نے لوگونکو اپنی طرف متوجہ دیکہا تو نماز خوب
ادا کرنے لگا پس اگر اول کی تیری نمازین درست نہوتین تو مین آج درگاہ سے نکالدیتا
اور یکبارگی تجہہ سے قطع کردیتا اور بسبب اسی باریکی کام کے اور کثرت سختی کے خداوندان
بصیرت نے اپنے نفس پر خوف کیا ہے یہانتک کہ بعضون نے اپنے تمام کامونکو جو
جو اُنکو ہر ظاہر ہوگئے ہین اعتبار نہین کیا چنانچہ رابعہ بصریہ کہتی تہین کہ جو عمل مجہہ سے
ظاہر ہوجاوے اُسکو مین شمار نہین کرتی ہون اور دوسرے بزرگ نے کہا ہے کہ اپنی
نیکیونکو ایسے پوشیدہ رکہنا چاہیے جیسے اپنی برائیونکو چہپاتے ہین اور ایک اور بزرگ
نے کہا ہے اگر تو کوئی خیر کرلی چاہے تو پوشیدہ کر اب یہان ایک حدیث شریف
کا لکہنا مناسب مقام معلوم ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ ابن مبارک رض ایک مرد سے روایت
کرتے ہین کہ اُسنے معاذ رض سے کہا کہ مجکو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سناؤ جو تمنے سُنی ہے اور یاد کی ہے اور ہر روز اُسکو بسبب رقت اور شدت کے

پڑھتے تھے سو معاذ رضہ نے فرمایا بہتر پھر وہ بہت روئے اور کہا کیا شوق بیان
کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور انکی زیارت کا ٥ اشتیاقیکہ بدید آ
تو داند دلمن + دلمن داند ومن دانم و داند دلمن + پھر کہا کہ ایکوقت مین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا حضرت سوار ہوئے اور پیچھے مجکو سوار کرلیا
جب ہم تہوڑی دور گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سر آسمان کیطرف کیا
اور فرمایا شکر خدائی عز وجل کا کہ اپنی مخلوقات مین جو چاہتا ہے سو کرتا ہے
پھر مجکو پکارا ای معاذ مین نے کہا لبیک یا سید المرسلین فرمایا کہ مین تجہہ سے
ایک حدیث بیان کرتا ہون اگر تو اسکو یاد کرلیگا تو نفع ہوگا اور اگر ضائع
کردیگا تو خدا تعالی کے پاس تیری حجت ختم ہو جائیگی ای معاذ آسمان کی
پیدایش سے پہلے خدا تعالی نے سات فرشتے پیدا کیئے اور ہر ایک کو ساتون
آسمان کے دروازون پر دربان مقرر کردیا ہے جب کرام کاتبین جو بندون کے
عملونکے نگران ہین کسی بندہ کے عمل یعنی صبح سے شام تک کی عبادت کو شکل نور
چمکتے کی آسمانپر لیجاوین تو جسوقت پہلے آسمانپر پہنچین اسکے فعلونکی بہت تعریف
کرین پس جو فرشتہ کہ پہلے آسمانپر ہے کہے کہ یہہ عمل اس بندہ کے منہ پر مارو
کیونکہ مین غیبت کا فرشتہ ہون میرے مالک نے مجکو فرمادیا ہے کہ جو کوئی لوگون
کی غیبت کرے اسکے عمل کو یہان مت آنے دینا پھر کرام کاتبین اسکے دوسرے
عمل لیجاوین جسمین غیبت نہ ہو جب دوسرے آسمانپر پہنچین دوسرے آسمان کا فرشتہ
کہے کہ یہ عمل اس بندہ کے منہ پر مارو اس بندہ کی مراد ان عملون سے دنیا کی غرض

تہی اور مجکو حکم ہے کہ جو عمل دنیا کی طلب مین ہون اُنکو مت آنے دو ــ پہر
ایام کاتبین بندہ کے عمل مثل صدقہ و روزہ و نماز و حج و عبادت و صلہ رحم
وغیرہ کہ جنمین غیبت اور طلب دنیا نہو لیجاوین تو دوسرے آسمان تک کے فرشتے
اُسکی تعریف کرین مگر جب تیسرے آسمان پر پونہچین اُسکا دربان کہے کہ ٹہرے ہو
اور یہ عمل اُسکے مُنہ پر مارو کیونکہ مین تکبر کا فرشتہ ہون وہ لوگونمین بیٹہہ کر تکبر
کیا کرتا تہا مجکو حکم نہین کہ اُسکے عمل کو رستہ دون پہر اور عمل بندہ کا ستارہ سا
چمکتا ہوا مثل تسبیح اور تہلیل و نماز روزہ و حج و عمرہ وغیرہ سے جنمین پہلے
عیوب نہ لگا نہون لیجاوین جب چوتھے آسمانپر لیجاوین تو چوتھے آسمانکا فرشتہ
کہے کہ ٹہہرو اور اس عمل کو اُسکے مُنہ پر مارو کیونکہ مین عجب کا فرشتہ ہون
مجہہ سے آگے اُسکا عمل نہین جا سکتا اُسنے کوئی کام ایسا نہین کیا جسمین عجب نہو
پہر اَور عمل بندہ کا جسمین اوپر کے عیوب نہون مثل دُلہن کے آراستہ کرکے لیجاوین پانچوین
آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہہ عمل اُسکے منہ پر مارو کیونکہ مین حسد کا فرشتہ ہون وہ خلقت
کی نعمت پر حسد کرتا تہا اور جو کوئی عمل سیکہتا اُسپر حسد کرتا تہا مین اُسکے عمل کو آگے
نجانے دونگا پہر بندہ کا کوئی اور عمل مثل آفتاب کے نماز روزہ حج عمرہ زکوۃ وغیرہ کہ
جسمین حسد بہی نہو لیجاوین اور اُسکی تعریف کرین مگر چہٹے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہہ عمل
اُسکے مُنہ پر مارو وہ کسی پر رحمت نہین کیا کرتا تہا اور خلقت کی بُرائی پر خوش ہوتا
تہا مین رحمت کا فرشتہ ہون مین اُسکا عمل آگے نہ بڑہنے دونگا پہر بندہ کا اور عمل
جو پہلی خرابیون سے پاک ہو مثل روزہ اور نماز اور صدقہ اور تقوی اور مجاہدہ کے

ساتوین آسمان تک لیجاوین چھٹے آسمان تک کے فرشتے تعریف کرین اور انکے ساتھہ
ہون اور یہہ عمل آفتاب کی مانند چمکتا ہوگا جب ساتوین آسمان تک جاوے وہانکا فرشتہ کہے
کھڑے رہو اور یہہ عمل اُسکے مُنہ پر مارو کیونکہ مین جاہ کا فرشتہ ہون اور اس عمل والے کی
مراد لوگونمین مرتبہ حاصل کرنا تہا مین اس عمل کو بچانے دونگا یعنی ایسی بات کے لئے
مامور ہون کہ جو عمل خاص خدا تعالی کے لئے نہو وہ نہ آنے پاوے پہر اور ایسا بندہ کا عمل
جسمین انمین سے کوئی بہی نقصان نہو مثل نماز روزہ و زکوٰۃ و حج وغیرہ و حسن خلق
و خاموشی و ذکر خدا تعالی کے لیجاوین اور ساتون فرشتے بہی اس عمل کے ساتھہ ساتھہ
چلین اور ساتون آسمانونکے حجاب کو قطع کرکے خدا تعالی کے قریب تک پہونچ جاوین
اور خدا تعالے کے سامنے کہڑے ہوکر بندہ کے واسطے اس عمل ہونے پر گواہی دین تو
خدا تعالی فرماتاہے تم بندہ کے عمل کے نگہبان تہے اور مین اُسکے دلکی بات کا نگہبان
ہون اُسکی غرض اس عمل سے میری نہ تہی مین جانتا ہون اُسکی غرض اس عمل سے کیا تہی
اُسپر میری پہٹکار ہو کہ اُسنے آدمیونکو فریب دیا مجکو فریب نہین دیسکتا کیونکہ مین
غیب دان ہون جتنی دلونکی باتین ظاہر اور باطن کی ہین مین جانتا ہون اُسپر میری لعنت
ہو اور ساتون آسمانون اور زمینونکے فرشتونکی پہر سے ساتون فرشتے اور تین ہزار
فرشتے جو اُنکے ساتھہ ہون کہین کہ ای رب اُسپر تیری لعنت ہو اور ہماری بہی لعنت ہو
اور لعنت کرنیوالونکی لعنت ایسے شخص پر ہو معاذ فرماتے ہین کہ اتنی بات حضرت سے
سنکر مین رویا اور ایک نعرہ مارا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے کسطرح
نجات ہو جو آپ نے فرمایا ہے فرمایا کہ اپنے پیغمبر کی پیروی یقین کے ساتھہ کرین لیکے

عرضکیا کہ آپ خدا کے رسول ہین اور مین معاذ ہون مجکو کسطرح خلاص اور نجات ہوگی
تب آپ نے نو باتین فرمائین ای معاذ اگر تیرے عمل مین قصور ہو تو اپنی زبانکی حفاظت کر
اور کسیکی غیبت مت کر اور جس عیب مین خود مبتلا ہو اُسپر دوسرکو بُرا مت کہہ اور دوسرے
کے خوار کرنے سے اپنے آپکو عزیز مت کر اور اپنے عمل ریا کرنے سے بچاؤ اور دنیا مین اتنا
مشغول مت ہو کہ آخرت کو بہو لجائے اور اپنے آپکو لوگون سے بزرگ مت جان کہ دنیا
اور آخرت کی نیکی سے جدا رہجائے اور مجلس مین فحش مت بک تاکہ لوگ تیری بدخلقی سے
پرہیز کرین اور لوگونکی آبرو اپنی زبان سے مت بگاڑ تاکہ دوزخ کے کتّے تیرے
بدنکو ٹکڑے نکرین۔ مین نے عرضکیا یارسول اللہ ان خصلتونکی کسکو طاقت ہے یہہ تو
بہت باتین ہین فرمایا کہ ای معاذ جو مین نے تجہہ سے کہا ہے جسپر خدا تعالی آسان کردے
اُسکو بہت آسان ہے اور تجکو یہہ ایک ہی خصلت کافی ہے کہ جو بات اپنے لئے چاہے
وہی لوگون کے واسطے چاہ اور جس باتکو اپنے لئے پسند نکرے اُسکو کسیکے لئے اچھا مت
جان جب تو اُسپر عمل کریگا تو سلامت رہیگا وہ مرد راوی کہتا ہے کہ معاذ اس حدیث
کے سننے کے بعد اسکو قرآن سے زیادہ پڑہا کرتے تھے پس ایہا الحبیب جب تو یہہ حدیث
سخت اور خوفناک سنی جس سے پتے پانی ہوتے ہین اور کمر ٹوٹی جاتی ہے تو اپنے خدا
پر بھروسا کر اور عاجزی اور انکسار کے ساتھہ اُسکا ملازم ہو اور ہر دم یہہ کہتا رہ
شعر گر کشی ور جرم بخشی رو بسر بر آستانم ٭ بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآنم ٭
کیونکہ بغیر اُسکی رحمت کے اِس دریا سے نجات نہین ہو سکتی اور اُسکی توفیق اور عنایت
کے سوا اسلامتی نہین ہے پس خواب غفلت سے بیدار ہو تاکہ ہلاک نہو جاوے غرضنکہ

جب خوب غور کرو اور قدر عبادت خداتعالی کی معلوم کرو اور عجز اور ضعف اور جہل
خلقت کا بھی دریافت ہو جاوے تو لوگون کی طرف متوجہ ہونے سے کیا فائدہ اور انکی مدح اور
ثنا اور تعظیم سے کیا مطلب آور جبکہ خست اور حقارت اور جلد زائل ہونا دنیا کا معلوم ہوا
تو اپنی عبادت کے بدلے مین اسکو طلب کرنا نچاہیے بلکہ نفس کو سمجھانا چاہیے کہ ای نفس
تعریف اور عزت وہی ہوئی پروردگار عالمیان کی بہتر ہے یا دولت دنیا فانی کی اور آج
تجھہ سے ہو سکتا ہے کہ اس عبادت کے بدلہ ہمیشہ کی نعمت حاصل کرے پس کم ہمت
کیون ہوا چاہتا ہے ارے غافل زیادہ اوڑنے والے کبوتر کی کتنی زیادہ قدر وقیمت
ہوتی ہے پس بلند ہمتی اور بلند پروازی اختیار کر اور خداتعالی کیواسطے ہو وہ شعر
ہوتے ستیر سے ہین مردان دلاور ممتاز * ورنہ صورت مین تو کچھہ کم نہین شہباز سے
چیل اور سطیر جب خداتعالی کی نعمت یعنی توفیق دینا طاعت پر اور موانع کو دور کرنا
خوب غور سے خیال کرکے کہے کہ ای نفس خدا کا شکر گذار ہو کہ یہہ سب اسیکے لطف اور
کرم کے سبب سے ہے اور شرم کر اپنے عمل پر عجب کرنے سے پس جب ہمیشگی ان فکرون پر
کرے اور یہہ خیالات اپنے دلمین پکڑ لاوے اور خدا سے مدد چاہے تو تجکو خلقت کے
ساتھہ التفات کرنے اور اپنے عمل پر عجب کرنے سے باز رکھے اور محض اخلاص کیطرف
آمادہ کرے اور عبادت پاک اور طاعت مقبول حاصل ہو اور مخلصون مین شامل ہو اور خدا
کے احسان کو معلوم کرے اور اس گھاٹی خوفناک کو طے کرے اور آفتون سے سلامت
رہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم

فصل ساتوین گھاٹی حمد اور شکر کا بیان

طالب عبادت جب ان پچھلی گہاٹیونکو قطع کرے اور اپنے مطلب پر صحیح وسالم کامیاب ہو تو اس نعمت عظمی اور بخشش کبریٰ پر حمد اور شکر خدا کا کہنا لازم ہے دو جہت سے ایک نعمت کی ہمیشگی کے لئے دوسرے زیادتی حاصل کرنیکے لئے ہمیشگی نعمت کی اسطرح سے کہ شکر کرنا نعمتونکی قید ہے اسکے سبب سے نعمت ہمیشہ قائم رہتی ہے اور شکر کے ترک کرنے سے زائل ہوجاتی ہے خدا تعالی عزوجل نے ایک قوم کے حق مین فرمایا فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ یعنے خدا تعالی کی نعمتونکا کافر ہوگئے پس چکھایا انکو خدا تعالی نے لباس خوف اور بھوک کا بسبب انکی کامونکے یعنی ناشکری کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نعمت ایک وحشی ہے اُسکو شکر سے قید کرو **شعر** شکر جان نعمت و نعمت چو پوست ٭ زانکہ شکر آرد ترا تا کوی دوست ٭ اور زیادتی نعمت یہہ ہے کہ جب شکر نعمت کی قید ہے ویسا ہی زیادتی بھی اُس سے حاصل ہوتی ہے خدا تعالی نے فرمایا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کروگے تو مین نعمت زیادہ دونگا اور یہہ معمول ہے کہ جب سردار حکیم دیکھتا ہے کہ بندہ نے حق نعمت ادا کیا اور اُسپر قیام کیا ہے تو اُسپر اور نعمت کا احسان فرماتا ہے اور اگر حق ادا نکیا تو پہلی دی ہوئی نعمت بہی چہین لیتا ہے اور کفران نعمت مین مبتلا کرتا ہے بعد اسکے جاننا چاہیئے کہ نعمتین خداوندی دو قسم ہین دینی اور دنیاوی دنیاوی بہی دو قسم پر ہے نعمت نفع اور نعمت دفع نعمت نفع وہ ہے جس سے بندہ کو نفع پہنچا اور وہ بہی دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ قد و قامت مین صحیح وسالم بنایا اور تندرستی اور عافیت سے رکہا دوسرے یہ کہ لذات کہانے اور پینے اور نکاح وغیرہ سے بہرہ ور فرمایا اور نعمت دفع

یہ صحیح ہے ... [illegible]

یہہ ہے کہ بندہ کی مضرتین اور تکلیفین دور کین اور یہہ بہی دو طرح پر ہین ایک یہہ کہ
نفس کی مضرت کو دفع کیا اِسطرح کہ اُسکو اپاہج ہونے سے سلامت رکہا اور سب آفتون
اور بیماریون سے بچایا دوسرے یہہ کہ انواع اقسام کی روکنے والی چیزین جو اُسکو
پیش آئین اُنکو دور کیا یعنی جن و انسان کے دشمنون اور درندون اور وحوش وغیرہ سے
بچایا اور نعمت دینی دو طرح پر ہے نعمت توفیق اور نعمت عصمت توفیق کی نعمت یہہ ہے
کہ توفیق اسلام اور سنت اور طاعت کی بترتیب عنایت کی اور نعمت عصمت یہہ ہے کہ اول
کفر اور شرک کے فساد سے پہر گمراہی اور بدعت سے اور پہر تمام گناہون سے بچایا اور تفصیل
اور شمار ان نعمتونکی جو بندہ کو عنایت فرمائی ہین خدا تعالی کے سوا کوئی نہین جان سکتا
چنانچہ فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا یعنی اگر تم چاہو
کہ خدا تعالی کی نعمتونکو شمار کرو تو نہین کرسکوگے اب پہر جاننا چاہیئے کہ ہمیشگی ان
نعمتونکی اور ہر ایک کا زیادہ ہونا اِسدرجہ تک کہ وہم مین نہ آوے صرف ایک چیز پر منحصر
ہے جسکو حمد اور شکر کہتے ہین پس جو خصلت کہ اسکی اتنی قیمت ہو اور اسمین اتنا فائدہ ہو تو ضرور
ہے کہ اُس سے کسیوقت غافل نرہے کیونکہ یہ ایک جوہر قیمتی اور کیمیا نفیس ہے **شعر**
گلشن شکر خدا مین ہر زبان + مثل بلبل کہولدے اپنی زبان + اب حمد اور شکر کے معنی
سُننا چاہیئے کہ علماء نے حمد اور شکر مین فرق کیا ہے حمد کو تسبیح اور تہلیل کے قبیل سے
بتلاتے ہین پس افعال ظاہر مین سے ہوگی اور شکر کو تفویض اور صبر مین شمار کیا ہے تو یہ
اعمال باطن مین شامل ہوگا اور ایک اور بات فرق کی بیان کی ہے کہ حمد اُلاہنے کے
مقابلہ مین ہے اور شکر کفران کے مقابلہ مین اور ایک اور فرق کہتے ہین کہ حمد عام اور

بہت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ
یعنی اور نہیں کوئی چیز کہ نہ تسبیح کرتی ہو اُسکی حمد کی اس سے معلوم ہوا کہ حمد ہر جگہ ہے
اور شکر تھوڑا اور خاص ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ
یعنے تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر بجا لانیوالے اس سے ثابت ہوا کہ حمد اور شکر کے
معنی جدا جدا ہیں پس حمد کے معنی تو یہہ ہیں کہ کسی خوب کام پر کسیکی تعریف کرنی اور یہی
ہمارے مرشد رح کے کلام سے سمجھہ میں آتا ہے اور شکر کے معنو نمیں بہت اختلاف ہے
ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی یہہ ہیں کہ پروردگار کی اطاعت کرنا ظاہر و باطن
میں سب اعضا سے اور ہمارے ایک بزرگ رح نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہیں عبادت کا
ظاہر اور باطن سے ادا کرنا پھر دوسری بار یوں فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہیں بچانا گناہوں
سے ظاہر اور باطن میں اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ شکر کے معنی نگاہ رکھنا دل اور زبان
اور جمیع اعضا کا اسطرح کہ ان تینوں چیزونمیں سے کسیکے وسیلہ سے گناہ نکرے اور اس
قول میں اور ہمارے بزرگ کے قول میں یہہ فرق ہے کہ انہوں نے گناہوں سے پرہیز کرنے
پر حفاظت کے معنو نکو زیادہ کیا ہے اور پرہیز کے معنی یہہ ہیں کہ کوئی گناہ باوجود مہیا
ہونے خواہش کے سامان کے نکرے بدون اسبات کے کہ نفس میں کوئی ایسی بات موجود
ہو کہ وہ شخص اسکو دھیان کرکے اُسکے سبب کفران سے بچا رہے اور ہمارے مرشد نے
فرمایا ہے کہ شکر کے معنی یہہ ہیں کہ منعم کی نعمت کے عوض میں اُسکی بڑائی کرے یہانتک کہ
منعم کے ستانے اور اُسکی ناشکری سے مانع ہو اور اگر اُسکے معنی یوں کہیں کہ احسان کے
مقابلہ میں محسن کی تعظیم کرنی تو ان معنوں سے معنی شکر خدا تعالیٰ کے بندہ کے لئے بھی

درست ہو سکتے ہین اور شکر کی تفصیل کتاب احیاء العلوم مین کردی ہے لیکن حاصل
یہہ ہے کہ مراد بندہ کی شکر سے وہ تعظیم ہے جو کہ احسان کرنیوالے کے حق مین برائی کرنے
سے مانع ہو اور یہہ بات محسن کے احسان یاد کرنیسے حاصل ہوتی ہے اور اسی سے شکر کرنیوالے
کی خوبی شکر مین ہے اور ناشکری والونکی برائی کفران مین ہے مین کہتا ہون کہ کم سے کم حق
منعم کا نسبت کے یہہ ہے کہ اُسکی نعمت کو اُسکے گناہ کا سبب نکرے اور وہ شخص بہت
خراب ہے جو نعمت منعم کو اُسکی نافرمانی کا وسیلہ کرے اور بندہ پر درحقیقت شکر اتنا
فرض ہے کہ خدا تعالی کی تعظیم دل مین اتنی ہووے کہ جسقدر اُسکی نعمتین یاد آوین وہ عظمت
اُسمین اور اُسکے گناہون مین حائل ہوتی جاوے جب یہہ کیا تو جو شکر کی اصل تھی وہ بجا
لایا پس چاہئے کہ عبادت مین بھی محنت اور کوشش کرے اور خدمت اچھی طرح کرے اسواسطے کہ
یہہ ثمرہ ہے اوس تعظیم کا جسکا نام شکر ہے ۱۲
یہہ بھی نعمت کا حق ہے اور گناہون سے بچنا بھی بہت ضرور ہے اس سے بھی چارہ نہین
آپ جاننا چاہئیے کہ شکر کی جگہہ دنیا و دین کی نعمتین ہین یعنی اونکے بعد شکر کرنا چاہئیے
مگر ایسا بھی کلام ہے کہ سختیون اور مصیبتون پر دنیا کی جو نفس اور مال اور عیال پر ہون بندہ
جان گھر کی لوگ جورو بچے وغیرہ
پر شکر واجب ہے یا نہین بعضے کہتے ہین کہ سختیون اور مصیبتون پر شکر ضرور نہین ہو اسواسطے کہ وہ
مصیبت ہے اُسپر صبر کرنا چاہئیے شکر نعمت پر ہوا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کوئی شدت
اور مصیبت ایسی نہین ہے جسکے مقابلہ مین خدا تعالی کی نعمت نہین ہے پس جو نعمتین کہ مصیبتونکے
ساتھہ ہین اُنپر شکر واجب ہے نفس مصیبت پر شکر کی ضرورت نہین اور مصیبتون کے مقابلہ
مین جو نعمتین ہین وہ یہہ ہین کہ ابن عمر رض نے فرمایا ہے کہ مین بلا مین مبتلا ہوا چار نعمتین
خدا تعالی کی میرے پاس موجود ہوئین ایک یہہ کہ وہ بلا دین کی نہ تھی دوسرے یہہ

کہ اس سے کوئی بلا زیادہ سخت نہ آئی شیخ نے یہہ کہ بلا پر راضی ہونے سے محروم نہیں
کیا جو تھے یہہ کہ بلا پر صبر کرنے سے ثواب کی امید ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ بلا کو قیام
نہیں اور اُنپر صبر کا ثواب ہمیشہ ہے پس بندہ کو ضرور ہے شکر اُن نعمتونپر جو بلاؤں کے متصل
ہین اور ہمارے مرشد کی بھی راے یہہ ہے کہ دنیا کی سختیونپر شکر کرنا ضروری ہے اسواسطے
کہ دنیا کی سختیاں حقیقت مین نعمتین ہین کیونکہ بندہ کو اُنکے مقابلہ مین اتنا ثواب ہے کہ یہ
تکلیفین اُسکے مقابلہ مین ہیچ ہین اور اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہوگی اُسکی مثال ایسی ہے
کہ کوئی شخص بیمار کو کسی مرض کی جہت سے تلخ دوا کھلاوے یا فصد کھولے یا پچھنے لگاوے
اور اُس دوا یا خون لینے کے سبب سے بیماری سے نجات پاوے تو بیشک اُس دوا کا کھلانا
یا خون کا لینا مریض کیواسطے بڑی نعمت ہے اگرچہ ظاہر مین تکلیف ہے اور طبیعت اُس سے
نفرت کرتی ہے ایسا ہی دنیا کے سختیوں کا حکم ہے دیکھو خدا تعالی فرماتا ہے عَسٰی
اَن تَکرَهُوا شَیئًا وَّیَجعَلَ اللّٰهُ فِیهِ خَیرًا کَثِیرًا یعنی شاید تم کسی شے
کو بُرا جانو اور اللہ تعالی نے اُسمین بہت خیر رکھی ہو سوال شکر بہتر ہے یا صبر جواب
جاننا چاہیئے کہ بعضونے شکر کو بہتر بتلایا ہے اسواسطےکہ خدا تعالی نے فرمایا وَقَلِیلٌ
مِّن عِبَادِیَ الشَّکُورُ یعنی میرے بندونمین سے شکر کرنیوالے کم ہین غرض یہہ کہ شاکر
نہایت خاص کر کے فرمایا ہے اور حضرت نوحؑ کی شان مین فرمایا ہے اِنَّهُ کَانَ عَبدًا شَکُورًا
یعنی نوح میرا بندہ شکر گذار ہے اور ابراہیمؑ کی شان مین فرمایا ہے شَاکِرًا لِّاَنعُمِهِ اجتَبٰهُ
یعنی ابراہیم نعمتونپر شکر کرتے تھے اسلئے خدا تعالی نے اُنکو خاص کر لیا اور دوسری
دلیل یہہ ہے کہ شکر انعام اور آرام کی جگہہ ہے اسیوجہ سے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ

تتمہ فائدہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵

اگر مجکو نعمت دین اور شکر کرون بہتر ہے اس سے کہ بلا دین اور صبر کرون اور بعضے کہتے
ہین کہ صبر شکر سے بہتر ہے اسواسطیکہ صبر مین تکلیف اور رنج بہت ہے پس اُسکا ثواب بہی
بہت ہوگا اور اُسکا مرتبہ بہی بلند ہوگا اور خدا تعالی نے حضرت ایوب کی مدح مین فرمایا ہے
إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ یعنی ہمنے ایوب کو صابر
پایا ایوب اچہا بندہ ہے خدا کیطرف رجوع کرنیوالا اور فرمایا إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ
أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی صابر دیے جاینگے ثواب بیحساب اور فرمایا وَاللَّهُ يُحِبُّ
الصَّابِرِينَ یعنی اللہ تعالی صبر کرنیوالونکو دوست رکہتا ہے اور میرے نزدیک جو
شاکر ہے وہی صابر ہے اور جو صابر ہے وہی شاکر ہے اسواسطیکہ شاکر کو بالضرور دنیا
مین تکلیفین بہی پوہنچینگی اور اُنپر صبر کریگا اور صابر نعمتون سے خالی نرہیگا اور بالضرور اُنپر شکر کریگا
کیونکہ یہ اوپر گذر چکا ہے کہ سختیان حقیقت مین نعمتین ہین پس جبکہ سختیوں پر صبر کیا گویا کہ
حقیقت مین شکر ادا کیا اور دوسری دلیل یہہ ہے کہ شاکر اپنے نفس کو ناشکری سے روکیگا
اور اسیکا نام صبر ہے یعنی گناہ سے اپنے نفس کو روکا اور صابر اپنے نفس کو واویلا کرنے
سے منع کریگا اور اسیکو شکر کہتے ہین اب ایمردسالک اس گہاٹی کو قطع کرنا بڑی کوشش
سے چاہیئے کہ جسمین محنت تہوڑی اور نفع بہت ہے اور ان دو اصلونکو غور کرنا چاہیے
ایک یہہ کہ نعمت قدردان کو ملاکرتی ہے اور قدردان شاکر لوگ ہین اور اسکی دلیل یہہ ہے
کہ خدا تعالی نے کفار کا قول بیان کرکے اُسکو رد کیا جیساکہ فرمایا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ یعنی جاہلون نے
یہ گمان کیا کہ نعمت عظیم اُسکو دیتے ہین جسکے پاس مال زیادہ ہو اور بزرگ زادہ ہون

یہہ کہا کہ کیا سبب ہے کہ خدا تعالی نے اِن فقیرونکو اپنے دین کی نعمت دی ہے اور
ہمکو نہین دی اِسبات کے جواب مین ارشاد ہوا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰاکِرِیْنَ
اللہ تعالی شاکرین کو زیادہ جانتا ہے یعنی سردار کریمؐ اسکو نعمت عنایت فرماتا ہے جو
اُسکی قدر جانے اور جان و تن سے اُسکی طرف متوجہ ہو اور سب چیزونمین اُسکو اختیار
کرے اور اُسکی تکلیفونپر تحمل کرے اور تنگ نہو بلکہ ہمیشہ اُسکے در پر کھڑا ہو کر شکر ادا کرے
اور ہمارے علم مین پہلے سے تہا کہ یے ضعیف لوگ ہماری نعمت کی قدر پہچانینگے اور اُسکا
شکر ادا کرنے پر قیام کرینگے یہی اِن نعمتونکے لئے تم سے بہتر ہین پس دنیاوی مال اور جاہ
تمکو لائق ہے اور دنیا کے حسب نسب کا اعتبار نہین ہے اسواسطیکہ تم دولت دنیا ہی کو
نعمت جانتے ہو اور دین برحق اور معرفت حق کو نعمت نہین جانتے اور سب جاہ و مال اور دنیا
دنیا کے جاہ حاصل کرنیمین صرف کرتے ہو اور یے بیچارے ضعیف لوگ اپنی جان و مال ہمارے
رستہ مین قربان کرتے ہین اور کچہہ خوف نہین کرتے اُنہونے ہماری نعمت کی قدر جانی ہے
اور اِس نعمت بزرگ اور منت کریم کے لائق یہی لوگ ہین شعر در بزم ما شکستہ دلی میخرند
وبس * بازار خود فروشی ازان راہ دیگرست * مین کہتا ہون کہ یہی حال اُن لوگونکا ہے
جنکو خدا تعالی نے خاص کیا ہے دین کی نعمت سے خواہ علم ہو یا عمل یعنی ہر ایک اُنمین سے
نعمت کی بزرگی جانتا ہے اور اُسکے حاصل کرنیمین کوشش بلیغ کرتا ہے اور ادا شکر مین مستعد ہے اور جو کوئی
نعمت سے محروم ہین وہ بزرگی نعمت سے جاہل اور شکر سے غافل ہین اسواسطیکہ اگر تعظیم
علم و عبادت کی بازاریونکے دلمین اتنی ہوتی جیسے علماء متعبدین کے دلمین ہے تو بازار
کو علم و عبادت کے سامنے ہرگز نہ اختیار کرتے دیکہو تو اگر کوئی فقیہ مسئلہ مشکل حل کرتا ہے

تو کیا خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے بلکہ ایسا جانتا ہے کہ کئی ہزار دینار پا لئے
اور بعض اوقات کسی دینی مسئلہ مین ایک سال بلکہ دس اور بیس سال تک سوچا کرتا ہے
اور اس مدت کو بہت نہین جانتا اور تھک کر مایوس نہین ہوتا اور جب معلوم ہو جاوے
تو بڑی نعمت اور منت گنے اور اُسکے سبب سے آپکو سب سے زیادہ بزرگ اور غنی تصور کرتا ہے
لیکن اگر کوئی بازاری یا طالب علم سست کہ آپکو علم کی رغبت اور محبت مین ویسا ہی سمجھتا
ہے اُس سے ایسا مشکل مسئلہ حل نہوا اور جیسا اُسکا حق ہے ویسا نجانے تو ممکن
ہے کہ اگر زیادہ بڑہاکر بتلاؤ تو ملول ہوگا اور جب خود حل کرے تو کچھ بڑا کام نہین
سمجھیگا اسیطرح جو کوئی خدا تعالی کیطرف رجوع ہے اور بہت سی ریاضت اور
کوشش کرے اور نفس کو لذت اور شہوت سے روکے اِس غرض سے کہ دو رکعت
نماز کی جیسی چاہئین ویسی میسر ہو جاوین یا ایکساعت کے لئے مناجات صفائی
اور حلاوت کے ساتھ حاصل ہووے تو جب کبھی ایک مہینے مین خواہ ایک برس مین خواہ
تمام عمر مین ایکدفعہ بھی اُسکو یہہ بات حاصل ہوگی تو اُسکو بڑا احسان اور نہایت نعمت
خیال کریگا اور حد سے زیادہ خوش ہوگا اور خدا تعالی کا شکر کریگا اور وہ رنجمیں
اور جاگنا بالکل بھولجاویگا اور دوسرا شخص جو بزعم خود گمان رکھتا ہو کہ مین بھی
عبادتین رغبت رکھتا ہون اگر ایسی عبادت کے لئے اُسکو اتفاقاً ضرورت آپڑے
کہ کچھ اپنا کھانا کم کردے یا کچھ کلمات واہیات کہنے چھوڑدے یا کچھ سونا ترک کرے
تو اُسکا نفس ہرگز نمانیگا بلکہ ایسی عبادت سے درگذریگا اور اِسی جہت سے اگر اتفاقاً
اُسکو کبھی ایسی عبادت میسر بھی ہو جاوے تو اُسکی قدر کچھہ بھی نجانیگا اور نہ کسیکا شکر

[illegible]

ہوگا بلکہ اسکا شکر ادا خوشی جب ہو کہ کچھ روپیہ ملجاوے یا بہتر کہانا یا روٹی پکی پکائی
یا نیند بہر سونا یا صحت بدن کی میسر ہو اور مرید ونکو کہے کہ الحمد للہ یہ خدا کا احسان ہے
پس غور کرو کہ یہ غافل اور عاجز لوگ اُن نیک بختوں کی برابر کسطرح ہوجاوینگے اور انہیں
غفلت کے باتوں کے سبب یہ غریب اِن نعمتوں سے محروم ہے اور اُن مرتاض طالبوں نے
بہر پائیں اور یہ اپنی اپنی قسمت ہے جو احکم الحاکمین نے کردی ہے یہ ہی تفصیل جو الیس
اللہ باعلم بالشاکرین کے متعلق ہے خوب سمجھ لو اور اُسکا حق ادا کرو اور جاننا چاہیے
کہ جس چیز پر آدمی آرزو کرتا ہے اُس سے نفس ہی کے سبب سے محروم رہتا ہے پس
اسباب پر کوشش کرنی چاہیے کہ خدا تعالی کی نعمت حاصل ہو اور اُسکے موافق اُسکی
تعظیم ادا ہو تاکہ مستحق اور نعمت کے ملنے کے بھی ہوجاو دوسری اصل یہہ ہے کہ جو کوئی
قدر خدا تعالے کی نعمت کی نجانے اُس سے وہ نعمت چھین لیجاتی ہے اور اسپر دلیل خدا تعالے
کا قول ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ
الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ
اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ
عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ
یعنی ہمنے اِس بندہ کو دین کے بابمیں بڑی نعمت دی اور بلند مرتبہ کرامت فرمایا کہ ہمارے
پاس اسکی عزت اور مرتبہ بڑا ہو لیکن اُسنے ہماری نعمت کی قدر نجانی اور دنیا خسیس اور
حقیر کیطرف رغبت کی اور نفس کمینہ کی خواہش کو اختیار کیا اور یہہ نجانا کہ تمام دنیا

خدا تعالے کے نزدیک دین کی نعمت کے مقابلے مین مچہر کے پر سے کمتر ہے پس
اب شخص مثل کتے کی ہے کہ قدر بزرگی اور امانت کی نجانی اور تمام برائی روٹی
کے ٹکڑے مین سمجہی جو اسکو ڈالین اور جو کوئی اسکو تخت پر بٹہلاوے یا خاک مین لٹاوے
اسکے نزدیک برابر ہے پس جبکہ اس بندۂ نالائق نے ہماری نعمت کی قدر نجانی
اور ہماری بخشش کا حق نہ پہچانا اور دنیا حقیر اور اسکی لذت خسیس مین مشغول ہوا تو ہمنے
اسکی طرف سیاست کی نظر کی اور عدل کے میدان مین لاکر اسکے باب مین قہر کا حکم کیا
یعنی اس سے لباس اپنی کرامت کا چہین لیا اور اسکے دل سے اپنی معرفت نکال لی
اور تمام خلعت فضائل اور کرامتونسے ننگا کر دیا اور ایک کتا نکالا ہوا اور شیطان رحمت
سے بنا دیا نعوذ باللہ من سخطہ شعر گر عقل ہے کچہہ تجکو تو ڈر اسکے غضب سے + پل بہر
مین وہ کر دیتا ہے مقبول کو مردود + اب اسجگہہ ایک بادشاہ کی مثال پر اکتفا کیجاتی
ہے مثلاً ایک بادشاہ نے اپنے غلامونمین سے ایک غلام کو بزرگ کیا اور اپنا خاص
ملبوس اسکو پہنایا اور اپنا مقرب بنایا خادمون اور دربانونسے مرتبہ بڑہایا اور اوسکو
ہمیشہ دروازہ پر بیٹہنے کو حکم کیا علاوہ اسکے ایک دوسری جگہہ اسکے واسطے محل
بنایا اور اسمین سامان کہانیکا اور غلام اور لونڈیان معین کین تاکہ جب خدمت سے فارغ
ہو وہان جاکر خود بادشاہ اور مخدوم ہوکر بیٹہے پہر اگر یہہ بندہ اس بادشاہ کے دربان
کیطرف یا میر اصطبل کیطرف دیکہے کہ وہ روٹی کہاتے ہین یا کتے کو ہڈی چباتے دیکہے
اور بادشاہ کی خدمت کو چہوڑکر انہین کیطرف دیکہنے لگے اور روٹی کے ٹکڑے کے لیئے
میر اصطبل اور دربان کے سامنے ہاتہہ پہیلاوے یا کتے سے ہڈی چہین لے اسحالتمین

بادشاہ اُسکو کہیگا کہ بڑا کمینہ ہے کہ ہماری عطا کی کچہہ حقیقت نجانی اور ہماری عزت
دینے کی کچہہ قدر نہ پہچانی نہایت کمظرف اور بڑا جاہل اور نرا بے تمیز ہے سب لباس
اِس سے لیلو اور میرے دروازہ سے نکالدو یہی حال اُن عالمون اور عابدون کا ہے جو بعنایت
الٰہی علم اور عبادت سے مشرف ہوکر اسکی قدر نجانین اور دنیا کیطرف رغبت کرین اور
خواہش نفس کی پیروی مین رہین پس آدمی کو لازم ہے کہ بڑی سعی اور کوشش سے
خدا تعالی کی نعمت کی قدر پہچانے اور جب دینی نعمت عنایت ہو تو دنیا کیطرف التفات
نکرے کیونکہ خدا تعالی نے سید المرسلین سے فرمایا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي
وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
مضمون یہہ ہے کہ جو کوئی قران جانتا ہے اُسکو ضرور ہے کہ دنیا حقیر کیطرف نہ دیکہے اور
اُسکی خواہش نکرے کیونکہ دنیا کا مال و دولت خدا تعالی سب کافرون اور زندیقون اور
فرعونیون اور جاہلون اور فاسقون کو جو سب خلقت سے خراب ہین اتنا دیتا ہے کہ اسمین
غرق ہو جاوین اور پیغمبرون اور صدیقون اور عالمون اور عابدون کو جو سب خلقت سے
عزیز ہین روک رکہتا ہے یہانتک کہ کبہی روٹی کا ٹکڑا اور کپڑا بہی میسر نہین ہوتا اور اس
بات کا اُنپر احسان رکہتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ کو فرمایا کہ اگر مین چاہتا تو تمکو دنیا کی
زینت اتنی دیتا کہ فرعون بہی اُسکو دیکہکر عاجز رہتا لیکن مین دنیا کو تم سے دور رکہتا
ہون اور مین اپنے اولیا کے ساتہہ یہی کرتا ہون اور اُنکو دنیا کی نعمت سے ایسا بچاتا ہون
جیسا شتربان مشفق خارش سے اپنے اونٹ کو بچاتا ہے اور دنیا جو مین اُنکو نہین دیتا
ہون اُسکی وجہہ کچہہ خواری وغیرہ نہین ہے بلکہ وجہہ یہہ ہے کہ کل قیامت کے دن

انکو حصہ کامل عطا کرونگا پس اگر کچھ عقل ہو تو اسباتکو خوب تامل کرو اور خدا تعالی کی نعمتونپر حمد اور شکر کرو خاصکر اسلام کی نعمت پر کیونکہ یہ بڑی نعمت ہے اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ اگر کوئی دنیا کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوتا اور شکر اسلام کا اسوقت سے ابد تک کیا کرتا تو بھی اسکا شکر ادا نہو سکتا بیان کرتے ہین کہ جب بشیر نے حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی بشارت دی تو آپنے پوچھا کہ تونے انکو کس دین پر چھوڑا ہے اُسنے جوابدیا کہ اسلام پر فرمایا الحمد للہ اب نعمت تمام ہوئی پس ہرگز اسلام کی نعمت پر شکر کرنے سے غافل مت ہو اور حال کے اسلام کا اعتبار نہین ہے اسپر مطمئن نہین ہونا چاہیئے بلکہ آخر کا اعتبار ہے سفیان ثوری رح نے فرمایا ہے جو کوئی ایمان کے جاتے رہنے سے بیخوف ہو جاتا ہے بیشک اُس سے اسلام لے لیتے ہین اور ہمارے پیرو مرشد رح فرمایا کرتے تھے کہ جب حال کفار کا اور انکے ہمیشہ رہنے کا دوزخ مین معلوم ہو گیا تو آدمی کو بیخوف نرہنا چاہیئے کیا معلوم ہے کہ انجام کار کیا ہوگا اور سفیان ثوری رح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ جیسا کوئی کشتی مین بیٹھے ہوئے ڈوبنے کے خوف سے کہا کرتا ہے اور مین نے ایک عارف سے سنا ہے کہ کہا ایک پیغمبر نے خدا تعالی سے بلعم باعور کا حال پوچھا کہ باوجود اتنی کرامتون اور آیتون کے کیون نکالا گیا خدای عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اتنی نعمتین مینے اسکو دین مگر اُسنے ایکبار شکر نکیا اگر وہ ایکمرتبہ بھی تمام عمر مین شکر کرتا تو مین ہرگز یہ نعمتین اُس سے نلیتا شعر کیا غضب ہے شکر محسن کا بشر کرتے نہین ✤ ہے زبان برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار ✤ اے لوگو خبردار ہو اور حتے الوسع شکر سے غافل مت ہو اور اللہ

کی نعمتون پر شکر کرو تاکہ نعمتون کے زوال کی بلا مین مبتلا نہو جاؤ کیونکہ رد ہونا بعد قبول
کے اور جدائی بعد وصل کے سخت دشوار ہے اللہ ہی توفیق دینے والا ہے فائدہ
حاصل کار یہ ہے کہ جب تو نے خدا تعالیٰ کی نعمتون پر خوب تامل کیا اور ان سخت گہاٹیون کو
قطع کیا اور گناہون سے پاک ہوکر عمل حاصل کئے اور موانع کو پیچہے چہوڑا اور عوارض کو دور
کیا اور بواعث کو حاصل کیا اور قوادح سے سلامت رہا تو بہت خلعت فاخرہ اور مرتبہ
بلند تجکو حاصل ہوئے پس اپنی عقل کے موافق اسمین غور کر اور طاقت کے موافق شکر کر
اور اپنی زبان اُسکی حمد و ثنا مین مشغول کر اور دلکو اُسکی عظمت سے معمور کر اور جسم اپنے کو
اُسکے گناہون سے باز رہ اور اگر اتفاقاً شکر سے غافل ہو تو توبہ کر اور پہر شکر کر اور کہہ کہ
اے خداوند کریم جیسا تو نے پہلے بے استحقاق فضل فرمایا ویسا ہی اب بہی اپنے فضل سے
بغیر استحقاق کے پورا کر اور عاجزی سے ہاتہہ اونچے اُٹہاکر عرض کر رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ
الْوَهَّابُ اے پروردگار ہمارے دلونکو اپنی سوا رغبت مت دلا بعد اسکے کہ تو نے سیدہا
رستہ دکہلایا اور عنایت فرما اپنے پاس سے وہ رحمت کہ تو نے بخشی ہے تو ہی ہے
دینے والا شعر فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمی * کہ جز ولائے تو ام نیست ہیچ دست آویز *
اور ہمیشہ ان نعمتون کے دور ہونے سے ڈرتا رہ کیونکہ یہ بڑا خطرہ ہے ایک حکیم نے کہا ہے
کہ نصیب کی مصیبت دنیا مین پانچ چیزین ہین - ایک تو سفر مین بیمار ہونا دوسرے
بڑہاپے مین محتاج ہونا تیسرے جوانی کی حالت مین مرنا چوتہے بعد بینائی کے اندہا ہونا
پانچوین جدائی بعد وصال کے اسیطرح ہر ایک نعمت پر جو خدا تعالیٰ نے تجکو عنایت

کی ہین شکر کیا کرے * بجان گفتہ باید لفس لفس * کہ شکر ش نہ کار زبانست وبس *
جب یہ سب تو نے کیا تو عارف اور عالم اور تائب اور طاہر اور زاہد اور مجرد اور قاہر نفس
وشیطان ہو گیا اور متقیون اور ناصحون اور خائفون اور خاشعون اور صابرون اور
متواضعون اور راضیون اور راجیون اور مخلصون مین شامل ہوا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

خاتمہ

اب اگر کوئی کہے کہ جب یہہ کام ایسی سختی اور دشواری کا ہے تو بہت کم ایسے آدمی
ہونگے کہ عبادت کرین اور مطلب کو پہنچ جائین اور کسکو طاقت ہے کہ اتنی شرطونکو
بجالاوے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ
الشَّكُورُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ لَا يَشْكُرُونَ لَا يَعْقِلُونَ یعنی کم ہین میرے بندے بہت
شکر گذار لیکن بہت آدمی نہین جانتے اور نہین شکر کرتے اور یہہ باتین جسپر خدا تعالے
آسان کردے اسکو آسان ہین بندہ کو کوشش کرنا چاہیئے سیدہا رستہ دکہلانا خدا تعالے
کے اختیار ہے جیسا فرمایا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا
إِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ط یعنی جو لوگ ہمارے رستہ مین مجاہدہ کرتے ہین ہم انکو رستہ
دکہلا دیتے ہین اور البتہ ہم نیک کارونکے ساتھہ ہین پس جبکہ بندہ ضعیف اپنے ذمہ
کی چیز کو ادا کرتا ہے تو ہسکا گمان بہی نہین ہو سکتا کہ پروردگار غنی اور رحیم اسکو
ضائع کردے جیسا خود فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ
یعنے خدا تعالی نیک کام والونکا اجر ضائع نہین فرماتا لیکن یہہ بات رہی کہ آدمی کی عمر
چہوٹی ہے اور یے گہاٹیان بڑی سخت ہین پس اتنی عمر مین ان سب شرطونکو کیونکر بجا

شاخ در شاخ * کرم تا چی تو بار آکرد گستاخ * وگرنہ ما کہ ایم خاک نشینم * کہ از دیدار تو گردی ترا نشیم *

لاوے اور ان گھاٹیونکو کیسے قطع کرے تو اسکا حال یہہ ہے کہ بیشک سب گھاٹیان
بہت بڑی ہین اور شرطین انکی سخت دشوار ہین لیکن جبکہ خدا تعالی چاہے کہ کسی بندہ کو
قبول فرماوے تو راستہ کو چہوٹا کر دیتا ہے اور اسکی سختی کو ایسا اسپر آسان کر دیتا ہے
کہ بعد قطع کرنے ان گھاٹیونکے کہنے لگتا ہے کہ یہہ راستہ بہت نزدیک ہے اور بہت
چہوٹا ہے اور یہہ کام بہت آسان ہے چنانچہ جب یہ درجہ مجکو نصیب ہوا تو میرا بھی
یہی حال ہوا اور ان گھاٹیونکے قطع کرنے مین لوگ مختلف ہین بعضے تو ستر برس مین
قطع کرتے ہین اور بعضے بیس برس مین اور بعضے دس برس مین اور بعضے ایک برس مین قطع
کرتے ہین اور کوئی ایک مہینے مین اور کوئی ایک ہفتہ مین بلکہ ایک روز مین بلکہ ایکساعت
مین پورا کر لیتا ہے یہانتک کہ بعضے لوگونکو خدا تعالی کی خاص توفیق سے ایک لحظہ
سے زیادہ نہین گذرتا چنانچہ اصحاب کہف کی مدت ایک لحظہ سے زیادہ نہین تہی
جب ہی دقیانوس بادشاہ کے چہرہ مین تغیر دیکہا تو کہا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
پس حاصل ہو گئی معرفت اور اس راہ کی باریکیان اور حقیقتین سب دیکہہ لین اور اس
راستہ کو قطع کر گئے اور مفوضون اور متوکلون اور متقیونمین شامل ہوئے یہہ سب
باتین انکو ایکساعت اور ایک لحظہ مین ملگئی اور ساحران فرعون کا حال بھی کچہہ ایسا ہی
ہوا کہ انکے حاصل کرنے کی مدت بہی ایک لحظہ تہی جب معجزہ حضرت موسی ع کا دیکہا کہا
آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ پس راستہ دیکہہ لیا اور قطع کر لیا اور ایک ہی
ساعت مین بلکہ کمتر اس سے عارفونمین شمار ہوئے اور راضی ہوئے حکم پر اور صبر کیا بلاؤن پر
اور شکر کیا نعمتونپر اور مشتاق ہوئے حق جل و علی کی ملاقات کے اور ایکدفعہ ہی وارفتگی

لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ یعنی کچھ نقصان نہین کرگذر جو کچھ کہ تو چاہتا ہے
ہم اپنے پروردگار کیطرف پھرنیوالے ہین حضرت ابراہیم ادہم جیسے کہ انکا حال معلوم ہی مگر جب دنیا کے کام
سے روگردانی کی اور صدق سے اِس راہ پر چلے تو صرف اپنی مدت مین کہ بلخ سے روم تک پہنچے ایسے ہو گئے
کہ ایک آدمی پل سے پانی مین گر پڑا اشارہ کیا کہ ٹھہر رہ وہ آدمی اُسیوقت ہوا مین ٹھہر گیا
اور ڈوبنے سے بچگیا اور رابعہ بصریہ ایک بڑی عمر کی لونڈی تہی بصرہ کے بازار مین بکنے
کو گئی عمر رسیدہ ہونیکے سبب سے کوئی لینے کی خواہش نہین کرتا تہا ایک سوداگر نے رحم کرکے
انکو سو درہم کے بدلے مین لیلیا اور آزاد کردیا رابعہ نے اِس راستہ کو اختیار کیا اور عبادت
قبول کی ایک سال سے زیادہ نہین گذرنے پایا کہ عابد اور عالم بصرہ کے انکی ملاقات کو آنے
لگے یہ فقط اُنکی بزرگی اور منزلت کا سبب تہا اور جسپر خدا تعالیٰ عنایت نکرے اور اُسکو اسکے
نفس پر چھوڑدے کبھی ایسا بھی ہوگا کہ ان گھاٹیونکی شاخون سے کسی ایک ہی شاخ مین
لٹکا رہے اور قطع نکرے اور رویا کرے اور فریاد کرے کہ یہ کیا باریک راستہ ہے اور کیا
مشکل بہہ کار ہے مگر یہ معلوم کرلینا چاہیئے کہ سب کام کی ایک ہی اصل ہے ذٰلِكَ
تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ انعٰدلِ الْحَكِيْمِ یعنی یہہ معاملہ صرف تقدیر الٰہی کا ہے اگر
کوئی کہے کہ کسواسطے ایک شخص توفیق خاص کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور دوسرا اُس سے
محروم رہا حالانکہ بندہ ہونے مین دونون برابر ہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ جسوقت آدمی اِس امر کا
سوال کرتا ہے تو سرادقات جلال سے آواز آتی ہے کہ ادب رکھ اور ربوبیت کا حق پہچان
اور بندہ کی حقیقت کو دیکھ کیونکہ جس چیز کو خدا تعالیٰ کرے وہ پوچھی نہین جاتی شعر
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش ✤ کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است ✤ قولہ تعالےٰ

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ؁ غرضکہ اس رستہ کا حال پل صراط کا سا ہے
نہین پوچھا جاتا اُس بات سے کہ کرے اور وہ پوچھے جاتے ہین ۱۲
کیونکہ کوئی اسپر سے بجلی کیطرح گذر جائیگا اور کوئی ہوا کیطرح اور کوئی پرند کیطرح اور کوئی تیز
گھوڑے کیطرح اور کوئی پیادہ کیطرح اور کوئی ایسا ہوگا کہ جب دوزخ کا نام سُنیگا تو گر پڑیگا
اور اسکو دوزخ کے کانٹے پکڑکے دوزخ مین گرا دینگے اسیطرح دنیا مین اس رستہ کا حال ہے
پس یہ دو رستے ہین ایک دنیا کا یعنی طریق معرفت دوسرا آخرت کا یعنی پل صراط صراط دنیا
دلونکے لئے ہے اور خطرے اُسکے اہل بصیرت دیکھتے ہین اور صراط آخرت نفسونکے واسطے
ہے اور اُسکا خوف اہل بصر کو ہوگا اور سالکون کے حال کا اختلاف پل صراط پر آخرت مین اُسیطرح
ہوگا جسطرح کہ وہ طریق معرفت کے چلنے پر دنیا مین مختلف ہین اسباب کو غور کرلو اور اسکو
خوب طرح جان لو اور اللہ توفیق دینے والا ہے اسکے بعد یہہ جاننا چاہیئے کہ اس راہ کی
لنبائی اور کوتاہی کو ایسا رستہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اسکو پانوسے چلکر قطع کرلین بلکہ یہہ راستہ
روحانی ہے اسکا قطع کرنا دل سے ہے جیسا جسکا عقیدہ اور بصیرت ہو اور اصل اسکی نور
سماوی اور نور الہی ہے کہ دلین بندہ کے پڑتا ہے اُسکے سبب سے وہ فون جہان کا یقین
کے ساتھہ دیکھتا ہے اور اس نور کو بندہ کبھی سو برس تک طلب کرتا ہے تو حاصل نہین ہوتا
اور کچھہ بھی اثر اسکا معلوم نہین ہوتا اور یہ اس سبب سے ہے کہ طلب کرنیمین خطا ہوئی اور اجتہاد
مین کوتاہی کی اور اس کام کے زنگ ہنگ سے ناواقف رہا اور کوئی اس نور کو پچاس برسمین
پالیویگا اور کوئی بیس برسمین اور کوئی دس برسمین اور کوئی ایک دنمین اور کوئی ایکساعت
مین اور کوئی ایک لحظہ مین خدا کی عنایت سے حاصل کریگا لیکن بندہ کو کوشش کرنیکا حکم ہے
اسکو ضرور ہے کہ فرمانیکے موافق عمل کرے تا کہ وعدہ کے موافق ثواب پاوے اور کار خیر مقسوم اور مقدر کا ہی اور پروردگار

حاکم عادل ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا
ہے وہ حکم اور کام کرتا ہے آب اگر پوچھو کہ اس راہ مین بندہ کو ایسے بڑے اور
سخت خطرونمین پڑنا اور بہت ہی شرطون اور عملون کا بجالانا کسلئے ہے تو اسکا جواب
یہہ ہے کہ واقع مین یہ کام بہت سخت اور دشوار ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی اسی سبب سے
فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ یعنی ہمنے آدمی کو پیدا کیا مشقت اور
رنج مین اور اسیوجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم وہ چیز
جانو جو مین جانتا ہون تو بہت رویا کرو اور کم ہنسو اور اسی سبب سے حضرت ابابکر صدیق رض
نے فرمایا ہے کہ کاشکے مین سبزہ ہوتا کہ چوپائے مجکو کھالیتے اور فضیل رہ فرماتے تھے کہ مین
آرزو کسی فرشتہ اور رسول اور مرد صالح کے حال کی نہین کرتا بلکہ ایسے شخص کے حال کی
آرزو کرتا ہون جو پیدا نہین ہوا اور عطا سلمی نے فرمایا ہے کہ اگر آگ روشن کرکے کہین کہ جو
کوئی اسمین جلجاوے تو پہر خاک ہوجاویگا اور کچھہ باقی نہین رہیگا مجکو اسبات کا ڈر ہے کہ
مین خوشی کے سبب سے آگمین گرنے سے پہلے نہ مرجاؤن پس حقیقت مین دیکھو تو یہ کام ایسا
ہی سخت اور دشوار ہے بلکہ گمان اور وہم کرنے سے بھی بہت سخت ہے لیکن یہہ وہ کام ہے
کہ خدا تعالیٰ نے مقدر کیا ہے اور قلم کو جاری کیا ہے تو بندہ کو سوا اسکے کہ حتی الوسع عبادت
مین کوشش اور عاجزی کرے کوئی حیلہ نہین ہے اور چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے کرم مین چنگل مارے
اور تضرع اور زاری کرے تاکہ شاید اسکے فضل و کرم سے سلامت رہے ع تو بندگی چو
گدایان بشرط مزد مکن * کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند * لیکن یہہ جو تم نے پوچھا
کہ یہ کوشش کسلئے ہے یہ بات بڑی غفلت پر دلالت کرتی ہے بلکہ بہتر یہہ ہے کہ یون کہو

کہ بندہ ضعیف کے مطلب کے مقابل اس کوشش وغیرہ کی کیا اصل ہے یہہ بہی معلوم ہے کہ
بندہ کا سوال کیا ہی شدہ کا اول مطلب دو چیزین ہین ایک سلامتی دونون جہانمین دوسرے
بادشاہت دونون جہان کی دنیا کی سلامتی تو اسطرح ہے کہ دنیا کی آفتین ایسی ہین کہ اسمین
فرشتہ مقرب بہی سلامت نہین رہے ہاروت ماروت کا حال خود مشہور ہے یہانتک کہ بعضے کہتے
ہین کہ جب فرشتے بندہ کی روحکو آسمانپر لیجاتے ہین تو آسمان کے فرشتے کہتے ہین کہ تعجب ہے
یہہ شخص کیونکر اس وقت کی جگہہ مین سلامت رہا جسمین ہم سے بہتر ہلاک ہوگئے اور آخرت کی سلامتی
اسطرح کہ اسکے خوف اور ڈر ایسے ہین کہ انبیا بہی نفسی نفسی پکارینگے اور کہینگے کہ اپنے نفس کے
سوا ہم تجہہ سے کچہہ نہین چاہتے یہانتک کہ بیان کرتے ہین کہ اگر کسیکو ستر پیغمبرونکا عمل ہوگا
تو بہی اسکو گمان چہٹنے کا نہوگا پس جو کوئی ایسی دنیا سے سلامتی کے ساتہہ نکل گیا اور ایسے
دہشت آخرت کے خوف سے سلامت رہا اور بہشت مین گیا تو یہ کام اسکے لئے تہوڑا نہین قطعہ
دنیا مین جسکسیکو کہ ہرگز الم نہو ٭ عقبی کے خوف سے بہی ذرا اسکو غم نہو ٭ جنت مین پہر مقام
ملے اسکو دوستو ٭ یہ خوش نصیبی اسکی قلم سے رقم نہو ٭ اب اسباتکو معلوم کرنا چاہیئے کہ
اس راہ کے حاصل ہونے سے دونون جہان کی بادشاہت کسطرح حاصل ہے پس دنیا کی تو اس
طرح ہے کہ سلطنت سے غرض جاری ہونا حکم اور تصرف اور خواہش کا ہے اور یہہ بات حقیقت
مین دنیا کے اندر خدا تعالی کے اولیاؤنکو حاصل ہے کہ وہ اسکی رضا پر راضی ہین اور جنگل اور
میدان اور خشکی اور تری زمین کی انکو ایک قدم کی برابر ہے اور پتہر اور اینٹین انکو سونا چاندی
سے ہے اور آدمی اور جن اور چوپایہ اور پرند سب اونکے تابع ہین جو وے چاہین وہی ہو اسواسطے کہ وہ
خدا تعالی کی خواہش کے سوا کچہہ نہین چاہتے مرضی کے تابع رہتے ہین اور جو خدا کی مرضی

ہے وہ بیشک ہو گی اور اُنسے سب ڈرتے ہین وہ کسی سے نہین ڈرتے اور اُنکی سب خدمتین
کرتے ہین وہ کسیکی خدمت نہین کرتے ؎ بسوداے جانان ز جان مشتغل + بذکر حبیب از جہان مشتغل
بسوداے خودشان ز پرواے کس + نہ در کنج توحیدشان جاے کس + ندارند چشم از خلائق پسند + کہ ایشان
پسندیدہ حق بس اند + پس دنیا کی سلطنت اسکے سامنے عشر عشیر بھی نہین اور سلطنت آخرت
کی اسطرح ہی کہ خداتعالی فرماتا ہے اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ۝
یعنی جب تو دیکھے اُس جگہہ کو تو دیکھے نعمت اور سلطنت بزرگ پس جس سلطنت کو خدا بڑی کہے
اُسکو بڑی جاننی چاہیئے اور یہہ بھی معلوم ہے کہ تمام دنیا تھوڑی سی ہے اور نصیب ہر شخص کا اِس
تھوڑی سی مین بہت تھوڑا ہے لیکن باوجود اتنی قلت کے اپنی جان و مال کو صرف کرنا چاہتا ہے
کہ اُس اقل قلیل شی کو حاصل کرے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نہین ملتی اور اگر ملتی بھی ہے تو
اُسمین سخت عذاب اور مکروہات ہوتے ہین اور جس قدر کہ نفس اور مال اُسمین صرف ہوتا ہے اُسکو کچھہ بہت
نہین سمجھتے پس سلطنت آخرت اور دار نعیم ہمیشگی کا اگر طلب کرین تو اُسکے مقابلہ مین دو رکعت
نماز کی اداکرنی یا دو درم صدقہ کرنا کسطرح بہت سمجھتے ہین یہہ کیسی نادانی اور غفلت اور بے تمیزی ہے
بلکہ اگر ہزاران ہزار جان اور ہزارون روحین اور لاکھون عمرین اِس دنیا کی برابر ہون بلکہ
اِس سے بھی زیادہ ہون اور انکو اِس مطلب کیواسطے خرچ کرین تب بھی تھوڑا ہے اور اگر ان سے
مطلب ملجائے تو اُسکو بڑی غنیمت جاننا چاہیئے **رباعی** مقصود دلی کا ملنا آسان نہین + اور
اُس سے زیادہ کوئی ارمان نہین + گر صرف کرو جان و دل سے ملجاے + جز فائدہ اِسمین کچھہ بھی نقصان
نہین + پس اب خواب غفلت سے بیدار ہوکر دہیان کرو کہ جب بندہ خداتعالی کی عبادت کرے
اور اُسکی خدمت کرنیکو لازم جانے اور تمام عمر اُسپر چلا جاوے تو خداتعالی علی الحساب اُسکو چالیس کرامتین

اور خلعت و عنایت فرماتا ہے بخشش دنیا مین اور بخشش آخرت مین دنیا کی بھی بیس کرامتین ہین اول یہہ کہ خدا تعالی اسکو یاد کرتا ہے اور اسکی تعریف بیان کرتا ہے پس اچھا بندہ ہے وہ جسکی تعریف دونو جہان کا پروردگار فرماوی دوسری یہہ کہ خدا تعالی اسکا شکر ادا کرے اور تعظیم کرے یہہ کتنا بڑا شرف ہے کیونکہ اگر کوئی مخلوق ضعیف اسکا شکر اور تعظیم کرتا ہے تو اسکی عزت ہو جاتی ہے پس جسکی وہ خود تعریف اور شکر ادا کرے اسکی کتنی بڑی بزرگی اور عزت ہوگی تیسرے یہہ کہ خدا تعالی اسکو دوست جانے خیال کرنیکی بات ہے کہ اگر کوئی امیر یا محلہ کا رئیس کسیکو دوست جانے تو وہ اسپر کتنا اپنا فخر اور عزت سمجھتا ہے اور کیا نفع حاصل کرتا ہے پس جسکے رب العالمین جناب اقدس محبت کرے تو اسپر کتنا فخر کرنا چاہئے چوتھے یہہ کہ خدا تعالی اسکا وکیل ہو جاتا ہے اور اسکے کاموکی تدبیر کر دیتا ہے پانچوین اسکے رزق کا کفیل ہو جاتا ہے اور بغیر محنت اور رنج کے اسکو رزق عنایت فرماتا ہے چھٹے یہہ کہ خدا تعالی اسکا مددگار ہوتا ہے اور جو کوئی دشمن اسکے ساتھہ بدی کرے اسکو دفع کر دیتا ہے ساتوین یہہ کہ خدا تعالی اسکا انیس ہوتا ہے کسی حال مین وحشت نہین اٹھاتا آٹھوین یہہ کہ اسکو اسقدر عزت حاصل ہووے کہ دنیا کی خدمت اور دنیا دارونکی چاکری کو ذلت جانے بلکہ اگر بادشاہ اور اکابر دنیا کے اسکی خدمت کرین تب بھی راضی نہوے نوین یہہ کہ اسکو ہمت بلند حاصل ہووے یہانتک کہ دنیا کی نجاست سے اور دنیا دارونکے ملنے سے کراہیت کرے اور بلندی ڈھونڈھے دسوین دل کی تونگری اسکو حاصل ہو پس سب مالدارون سے بڑھکر دنیا مین وہی ہوگا اور ہمیشہ اسکا دل خوش رہیگا کسی شی کا غم نہوگا گیارہوین اسکو دل کا نور حاصل ہووے کہ اسکی وجہہ سے ایسے علوم اور اسرار حکمت پر مطلع ہووے کہ سوا اسکی کوئی مطلع نہو مگر بڑی کوشش اور عمر دراز سے

بارہوین یہہ کہ فراخ حوصلگی اسقدر پیدا ہووے کہ کسی دنیا کی محنت اور مصیبت سے اُسکا
دل تنگ ہو تیرہوین اُسمین عجب پیدا ہو جاوے کہ سب نیک و بد اُسکی عزت کرین اور سرکش
اور شریر اُس سے ڈرین چودہوین دلونکی محبت کیونکہ خداتعالی سبکے دلونمین اُسکی محبت پیدا
کردیتا ہے پندرہوین برکت عام اُسکی کلام اور دل اور نفس اور فعل اور جامہ اور مکان مین
یہانتک کہ جس جگہہ جاوے اور جسجگہہ پر بیٹھے اور جس آدمی کو دیکھے سب لوگ اُسکو تبرک گنین
سولہوین تابعدار ہونا دریا اور جنگل کا اسطرح کہ اگر چاہے پانی پر چلے اور اگر چاہے تمام دنیا
مین ایکساعت سے کم مین پہر آوے سترہوین سب جانورونکا تابع ہو جانا کہ وحشی اور درندے
وغیرہ سب آواز پر چلے آوین اور شیر اُسکے پاس قدم ہلاوین اٹھارہوین تمام زمین کی کنجیونکا اُسکو
مالک کردیوین تاکہ جسجگہہ چاہے اُسکے لئے خزانہ موجود ہے اور جس جگہہ پانو مارے تو پانی نکل آوے
بشرطیکہ محتاج ہو اور اگر کہانیکا ارادہ کرے تو ہر جگہہ کہانا موجود ہے انیسوین مرتبہ خداتعالی کی
درگاہ مین یہانتک کہ خلقت اُسکی خدمت کے وسیلہ سے قربت چاہین اور اُسکی جاہ اور برکت
کے واسطے سے خداتعالی سے حاجتین طلب کرین بیسوین دعاونکا قبول ہونا جو خداتعالی سے چاہیگا
وہی قبول ہوگا اور اگر کسیکی شفاعت کریگا تو قبول ہوگی اور اگر کسی امر کیواسطے خداتعالی کی
قسم کہالیویگا تو خداتعالی سچ کریگا اور اگر کسی پہاڑ کو اشارہ کریگا تو اُسیوقت زائل ہو جاویگا
اور اگر کوئی شی اُسکے دلمین گذرے تو اُسیوقت حاضر ہووے یہ کرامتین دنیا کی ہین انہین کیطرف شیخ
سعدی اشارہ فرماتے ہین ؎ گروہی عملدار عزلت نشین * قدمہای خاکی دم آتشین * بیک نعرہ
کوہی ز جا بر کنند * بیک نالہ ملکی بہم بر زنند * چو باد ند پنہان و چالاک پوی * چو سنگند خاموش
و تسبیح گوی * اور آخرت کی بیس کرامتین یہہ ہین کہ پہلی سکرات موت کے اُسپر آسان ہو جا

اور موت اُسکو شربت کیطرح میٹھی معلوم ہو اور سکرات وہ چیز ہے جس سے سب چیزین بچھا
...ل کا نپنا ہے دوسرے یہہ کہ اُسکو خدا تعالی اپنی معرفت اور ایمان پر ثابت رکھے کہ جتنا خوف
اور فریاد ہے سب اُسکے لئے ہے تیسرے یہہ کہ خدا تعالی فرشتونکو مہربانی اور آرام اور خوشخبری
کے ساتھ بھیجے کہ عقبی کی چیز سے جو اُسکو درپیش ہے خوف نکرے اور دنیا کی لذات کو پیچھے چھوڑنے
کا غم نہو چوتھے بہشت مین ہمسایہ مین پروردگار دونون جہان کے ہمیشہ رہنا پانچوین آسمان کے
فرشتونکے سامنے اُسکی روح کو جلوہ دیوے اور بزرگی اور عنایت اور انعام ظاہر باطن مین عطا
فرماوے اور اُسکے جسم یعنی جنازہ کی تعظیم کراوے حتی کہ فرشتے جنازہ اُٹھاوین اور شہید اور
صدیق حاضر ہون چھٹے بیخوف رہنا جواب سوال ~~قبر سے اور سکھلا دیا~~ جواب باصواب کا
ساتوین گور کا فراخ ہونا اور اُسکی روشنی یہانتک کہ اُسکے نور سے ایک جنت کا باغ ہوگا قیامت
تک آٹھوین سبز جانورونکی پوٹونین اُسکی روح کا رکھنا اور اللہ کی دی ہوئی چیزونپر معہ اور
نیکیون کے خوش وخورم رہنا نوین حشر اُسکا عزت کے ساتھہ اور کرامت ہونا حلہ اور تاج اور
براق کا دسوین روشنی منہ کی اور اُسکا نورانی ہونا گیارہوین قیامت کے دن کے خطرون سے
بیخوف ہونا بارہوین اعمال کے نامہ کا دہنے ہاتھہ مین ملنا اور شاید کہ اصلا نامہ ہی ندیوین
تیرہوین حساب مین آسانی ہونی اور شاید کہ بالکل حساب نلیا جاوے چودہوین بھاری ہونا اُسکی
ترازو کا اور شاید کہ بالکل وزن ہی نہو پندرہوین حوض کوثر کا پانی پینا کہ جسکے بعد پھر کبھی پیاس
نہ لگے سولہوین پل صراط سے گذرنا اور آگ سے نجات پانی سترہوین قیامت کے میدانون
مین شفاعت کا ہونا مثل شفاعت انبیاء اور رسل کی اٹھارہوین بہشت مین سلطنت ابدی ملنی
انیسوین خدا تعالی کی رضامندی بیسوین دیدار رب العالمین الہ الاولین والاخرین جل جلالہ

کی ہنے گلزم وکاسست ۵ بہشت و حوض کوثر ایسی احوال محشر سے ◆ یہ سب کچھ ہیچ ہین اس دولت دیدار آگے ◆ اب جاننا چاہیے کہ یہ کرامتین جو مین نے گنائین سو یہ اپنے فہم ناقص اور علم قاصر کے موافق بتلائین اور سوا اسکے بہت مختصر اور مجمل بیان کی ہین اور سب اصول کو مجمل طریقہ پر بیان کیا ہے اگر کسیکی بھی انمین سے تفصیل بیان کرتا تو اس کتاب مین گنجایش نہ تھی مثلا مین نے سلطنت ابدی یعنی اٹھارہوین کرامت آخرت کو ایک کرامت کہا ہے اگر اسکو تفصیل سے بیان کرون تو قریب چالیس کے ہوجاوین یعنی خلعت و حور و قصور اور لباس وغیرہ انمین سے ہر ایک کی بہت بڑی تفصیل ہے کہ انکا احاطہ سوا عالم غیب کے کوئی نہین کرسکتا وہ پیدا کرنیوالا اور مالک ہے اور ہم انکے پہچاننے کا کیونکر لالچ کرین کہ خود پروردگار سبحانہ فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی انکے اعمال کے ثواب مین جو کچھہ ہمنے رکھہ چھوڑا ہے کسیکو معلوم نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت مین وہ چیزین پیدا کی گئی ہین کہ نہ کسی آنکھہ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی کے دل مین انکا خیال گذرا پس اے عزیز اپنی سب کوشش اور سعی کو اس مقصود عظیم اور مطلب فخیم کے لئے صرف کرنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ بندہ کو ان سب چیزون مین سے چار چیزون کے سوا ہرگز چارہ نہین علم و عمل و اخلاص و خوف اسواسطے کہ اول راہ کا جاننا ضرور ہے اور نہین تو مثل اندھے کی ہوگا پھر عمل کرنا اس علم پر اور نہین تو نادم رہیگا پھر اس عمل کو اخلاص سے کرنا اور نہین تو گھاس ہوگا جسکو بیل نہ آوے اور بیفائدہ ہوگے پھر ہمیشہ کو ڈرنا اور خوفناک ہونا کہ بناوے اور امن حاصل ہو اور نہین تو دھوکا ہوگا کیونکہ نے قبول کے تمام سعی رائگان ہے اور یہ چارون چیزین ان معنون کے ساتھہ بہت تھوڑی ہین ذوالنون نے سچ فرمایا ہے کہ عالمون کے سوا سب لوگ مُردے ہین اور عالمون کے سوا سب

عالم ہوئے ہیں اور مخلصوں کے سوا سب عامل فریب کہائی ہوئی ہیں اور مخلص خطر عظیم پر ہین
مین کہتا ہون کہ زیادہ تر تعجب چار آدمیون سے آتا ہے ایک عامی کہ بغیر علم عمل کرے دوسرے
وہ کہ علم جانے اور عمل کرے تیسرے وہ عامل کہ بغیر اخلاص کے عمل کرے چوتھے وہ مخلص کہ خائف نہو
اور جاننا چاہیے کہ خلاصہ مطلب تفصیل کے ساتھ چار آیتون میں فرمایا ہے اول یہہ کہ فرمایا
افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ۝ یعنی تم جانتے ہو کہ
ہمنے تمکو کہیل کے لئے پیدا کیا ہے اور پہر ہم تک پہر کر نہ آؤگے پہر یہہ فرمایا ولتنظر نفس
ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ۝ یعنی دیکہے ہر ایک جی
کہ کیا کیا ہے کل کے لئے اور خدا تعالی سے ڈرو خدا تعالی سب خبر جانتا ہے جو کچھہ تم کرتے ہو پہر فرمایا
والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین یعنی جو
لوگ کہ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہین کہلا دیتے ہین ہم انکو اپنا راستہ اور خدا عز و جل نیک کامون والون
کے ساتھہ ہے پہر یہہ فرمایا ومن جاهد فانما یجاهد لنفسه ان اللہ لغنی عن
العالمین یعنی جو کوئی مجاہدہ کرتا ہے اپنی نفس کے لئے کرتا ہوگا اور خدا تعالی سب مخلوق سے بے پروا
ہے یہانتک مصنف ختم کتاب کا مضمون ادا کرتے ہین ہم پناہ چاہتے ہین خدا تعالی سے ہر ایک
شی سے کہ جہان ہمارا قدم لغزش کر گیا ہو یا قلم سے کچھہ خطا لکہی گئی ہو اور نیز اپنی اقوال سے کہ جنکے
موافق اعمال نکئے ہون اور ان چیزون کے جاننے سے کہ جنکا دعوی ہمنے دین مین کیا ہو اور انکے عمل کرنے
مین جو قصور کیا ہو اور نیز اُس خطرہ سے جو ہمکو خود آرائی کیطرف کہینچے کسی کتاب کے لکہنے مین یا بات
کے کہنے مین یا علم سکہانے مین اور خدا تعالی سے یہہ بہی چاہتا ہون کہ خداوند کریم ہمکو اور تمکو اپنے
علم پر عمل نصیب کرے اور ہمارے علم کو ہمپر وبال نکرے کیونکہ وہ جواد کریم اور غفور رحیم ہے ✦

مناجات خاتمہ از زلف مترجم

الٰہی جبتلک مومن کے دلمین تیری وسعت ہو
تماشا جب تلک تیری سخندانونکو حیرت ہو
توکل مین مزا جبتلک کہ ہووے اہل عرفانکو
رہے تا شاکرونکو شکر شیرین مثل شکر کی
غریق اثم کو جبتک کہ توبہ کا سہارا ہو
حجاب معرفت تا نفس و شیطان خلق و دنیا ہو
الٰہی پیارا ہے تب تلک تیری عنایت سے
خداوندا تیری فضل و کرم احسان و بخشش سے
مرادین دو جہانکی سالکونکو ایسے ہون حاصل
نہو محشر مین کوئی آسرا جسدم سوا تیرے
طفیل اُس رسول پاک کے میدان محشر مین
محبت مین الٰہی تیری اور تیرے پیمبر کی
لیت در دو تو یہ ہی ارب منیر خستہ جان حاضر
اُٹھا کر ہاتھ مین پڑھتا ہون یہ تاریخ کا مصرع

ہر ال انسان کی شہ رگ سے بڑھکر تجکو قربت ہو
تیری حکم سے پیرا غنی دل اہل یہ باضت ہو
توحید کی نظر مین ہیچ یہ موہوم کثرت ہو
گروہ صابرونکو صبر ہی مین تا حلاوت ہو
گنہگارونکا ماوا تیرا دربار رحمت ہو
ریا و عُجب تا ہر یک عمل سازِ عبادت ہو
رہے مقبول واہل حق کا اسی خوب غبت ہو
توقع ہے کہ سامان قبول اُنکو کرامت ہو
مجھے بھی آہ یہ دولت نصیب اُنکی بدولت ہو
عنایت اُسگھڑی تکی تہامی کی شفاعت ہو
الٰہی مرحمت عاجز کو وہ رویت کی نعمت ہو
رہو نہین زندگی بھر تک اسی پر میری رحلت ہو
دعا جو کچھ کرے وابستہ فتراک اجابت ہو
ہمیشہ طالبونکو مشعل راہ ہدایت ہو

١٢٨٠ھ

خاتمہ طبع

بعد حمد و صلوۃ کے فقیر محمد احسن صدیقی ارباب صدق و یقین کیخدمت مین عرض کرتا ہے کہ اس کتاب لاجواب کی تعریف جس قدر اسکے لائق ہے وہ بیان نہین ہوسکتی موج دریاے حقیقت کہون یا گوہر

فرج طریقت سر مکتوم معرفت نام رکھون یا دُر مکنون کرامت خلاصہ یہ ہی کہ بدون دیکھے اِسکی
کیفیت معلوم نہین ہوتی گویا ایک گلشن جاوید بہار ہے کہ جدھر دیکھیئے بلبل الفاظ سطور کی شاخون پر
بیٹھی چہچہا کرتے ہین ؎ اینجا بلکہ مائدہ فیض سرمدی ست + این سونگر کہ جلوہ انوار ایزدی ست +
یا جسطرف التفات کیجئے کلام الٰہی قمریان جو بہار بین السطور پر بزبان حال بیٹھا رہی ہین ؎
اینجا مائدہ عبادت معبود دیدہ است + وین مزاہل معرفت از دل شنیدنی ست + ہر نقطہ جذب دل
کے لئے مقناطیس ہے اور ہر ایک حرف بذات خود جوہر نفیس کیون نہو اسمین ذکر عبادت خداوندی
جیسے انسانکو دارین مین سربلندی ہی ہی اسکو کمال احسان الٰہی جانتا ہون کہ مجھکو ایسی کتاب عمدہ
کے طبع کی توفیق دی اور اس نعمت عظمیٰ کے شکر مین جسقدر سعی مجھسے ہوسکی تصحیح الفاظ و درستی
مضامین و چستی کلمات و سلاست عبارت و لحاظ محاورہ و دفع اغلاق و حل اشکال و تنقیح مطلب و
حسن طبع مین بجا لایا اگر اسپر بھی کوئی امر فروگذاشت ہوا ہو تو ناظرین معاف فرمادین اور
بمقتضاے علو ہمتی دعاء خیر سے محروم نہ رکھین کہ مقصد اصلی اسی سے یہی ہے ؎ طرح این گلشن جاوید
می اندازم + بو کہ صبا نظر عزم دعائی سازد + اب قطعات تاریخ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین

اَتَمَّ التعالی ہذا الکتاب بعونہ التام ارخت عامہ	قطعہ تاریخ عربی از مہتمم	ان تنظروہ بلغتم سعادات ان التوحید راس العبادات ۱۲۸۰
چو شد مطبوع این مطبوع عالم پی تاریخ گفتم بلکہ کامست	ولہ در فارسی	خرد گفتا تعالی اللہ چہ چیز است سراج السالکین مرجان عزیز است ۱۲۸۰
جب بفضل ایزدی سے یہ نسخہ ہوا تمام تاریخ کے لئے میرا دل خوب فکر کر	ولہ در اردو	خوبی مین جو تمام کتابون کا تاج ہے بولا عجب منیر سے روشن سراج ہے ۱۲۸۰

قطعہ تاریخ عربی از جناب مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی متخلص بگمنام محشی این کتاب

وَلَمَّا تَمَّ تَحْشِيَةُ السِّرَاجِ — وَفَضْلٌ جَاءَنِيْ بِالْاِخْتِتَامِ
سَاَلْتُ الْقَلْبَ عَنْ تَارِيْخِ خَتْمِهٖ — فَقَالَ الْكُتُبُ كَاَنْوَارِ الظَّلَامِ

ولہ در اردو

جب سراج السالکین چھپکر ہوئی مطبوع عام — ذکر ہے جسمیں طریقہ صاحب معراج کا
مختصر عقد تاریخ پایا غیب سے گمنام نے — کیا سراج السالکین ہے ترجمہ منہاج کا
۱۲۸۰

قطعہ تاریخ فارسی از نتائج طبع دانش پناہ سید احمد شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالی

چو منہاج (احمد) ہم ترجمہ یافت — دماغ جہان زو نکہت پذیر ست
ز تالیف مولانا منیر ست — تصوف رازہی روشن کن چشم
صفائی نفس را صیقل گر نغز — جلائی جان و دل را بنیظیر ست
پی سالک بر آورده نفیر ست — خیابان جامع زبہر اہل ہمت
بجائی چون نگار اکار بستہ — ہما پوسان زر حمتہا بشیر ست
ملائک سیر تانرا ہم نذیر ست — بحذف اول بدر است تاریخ
بنام ایزد چہ دستنبوی نادر — چراغ مسلک برناو پیر ست
ز جوش کشف مقصد لفظ لفظش — کرشمہ دیدنش نور کبیر ست
وگر از خوف حرفی در میا نیست — سراج السالکین ماہ منیر است
۱۲۸۰ھ

ولہ در اردو

ہوا تاباں جو یہ نور نفوس بشر باطن — ہوئی تاریخ کی کاوش مجھے تو جلد ہاتف نے
کہ جسکی روشنی فیض عالم کو کفایت ہے — کہا لکھدے سراج السالکین شمع ہدایت ہے
۱۲۸۹

اشتہار

واضح ہو کہ بموجب محوای دفعہ ہفتم قانون نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے کسی اہل مطبع کو اختیار نہیں کہ اس کتاب کو بلا اجازت تحریری مترجم کے طبع کریں اطلاع شرط ہے +

بقلم کمترین خلائق متھو لال عفی عنہ

فہرست مضامین سراج السالکین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ مصنف و سبب تالیف کتاب	۲	طریقہ مغلوب کرنے شیطان کا	۵۰
بیان مجمل اس امر کا کہ خیال عبادت شروع مین کسطرح پیدا ہوتا ہے اور پہر کیا کیا باتین انجام تک پیش آتی ہین	۴	دواعی کا بیان	۵۱
		بیان خواطر کا	
		بیان شیطانکے مکرونکا	۵۵
علم کی گہاٹی کا بیان اور اسکے فضائل و دلائل	۹	چوتہا مانع نفس ہے	۵۸
بیان اُن علوم کا جنکا سیکہنا بندہ پر فرض ہے	۱۵	طریقہ دفع ضرر نفس کا	۵۹
توبہ کی گہاٹی کا بیان اور اسکی ضرورت کے سببون اور شرطونکا بیان	۱۹	تقوی کی ماہیت اور اسکی فضائل کا بیان	۶۰
طریقہ نکلنے کا گناہون سے اور انکو چہوڑنا	۲۴	بیان تفصیل تقوی اور فرضیت اسکی کہ کس کس جگہہ فرض ہے	۶۳
عوائق کی گہاٹی یعنی موانع کا بیان	۳۰	کان اور زبان کی حفاظت اور اسکی ضرورتکا بیان	۷۰
پہلا مانع دنیا ہے اور اسکی ترک کرنیکی وجہہ	۳۱	دل کی حفاظت بری خصلتون سے	۷۳
بیان حکم زہد کا دنیا مین	۳۴	طول امل	۷۷
دوسرا مانع خلق اور اسکی ترک کا سبب	۳۶	حسد کا ذکر	۸۶
عزلت کی وجہہ	۴۵	عجلت کے بیانمین	۸۷
حکم عزلت اور اسکا طریقہ وغیرہ	۴۸	کبر کا بیان	۸۹
بیان مانع سوم شیطان	۴۹	شکم کی حفاظت	۸۹

عنوان	صفحہ
فضول حلال کا بیان حرام اور شبہ حرام اور انکا حکم	۹۰
حلال اور اسکی حد دریافت کرنی	۹۸
علاج مجمل آن سب بانونکا یعنی دنیا خلق وغیرہ	۱۰۰
چارون عضونکی علاج کا بیان	۱۰۶
تدبیر مختصر دور کرنے چارون مانعونکی	۱۱۰
عوارض کی گہاٹی۔ پہلا عارض طلب رزق	۱۱۳
بیان معنی توکل اور موضع اور اسکی حد اور تدبیر	۱۱۷
دوسرا عارض انجام کار کا ڈر ہے	۱۲۳
معنی تفویض کی اور اسکا حکم اور تدبیر	۱۲۵
تیسرا عارض قضا	۱۳۰
معنی رضا بقضا کے اور اسکا حکم اور حقیقت	۱۳۱
چوتھا عارض سختی اور مصیبتون کا بیان	〃
صبر کا بیان	۱۳۳
حقیقت صبر	۱۳۵
بیان مجمل اس گہاٹی کا۔ طلب رزق کی خرابی	۱۳۶
چار نکتہ توکل کے بیان مین	۱۴۰
تفویض کا بیان	۱۴۴
راضی ہونا قضا پر	۱۴۵
منافع صبر	۱۴۷
بواعث کی گہاٹی	۱۴۹
خوف کی ضرورت کے سبب	۱۵۰
رجا کی ضرورت کے سبب	۱۵۱
بیان اصول کافیہ خوف	۱۵۶
معاملات رجا کا بیان	۱۶۳
قیامت و موت و گور کا حال	۱۶۴
جنت و دوزخ کا حال	۱۶۸
ترجیح رجا کی خوف پر	۱۷۰
گہاٹی قوادح کی	۱۷۳
ریا سے بچنے کا سبب	〃
حقیقت ریا اور اخلاص	۱۷۶
اخلاص کے مواضع اور وقت	۱۷۷
عجب سے بچنے کا سبب اور اسکی حقیقت اور اسکے معنی	۱۸۱
قوادح جو کہ سوا ریا اور عجب کے ہین	۱۸۳
اصول کافیہ ریا کے باب مین	۱۸۵
اصول کافیہ عجب	۱۸۸
حمد و شکر کی گہاٹی۔ حمد و شکر کا بیان	۲۰۱
خاتمہ۔ بیان مجمل اس طریق کے آسان ہونیکا اور اکثر اسکو کا ہوا ولیا اللہ کو ہوتی ہین	۲۱۵